ہندو شعراء ۱۹۳۱ء

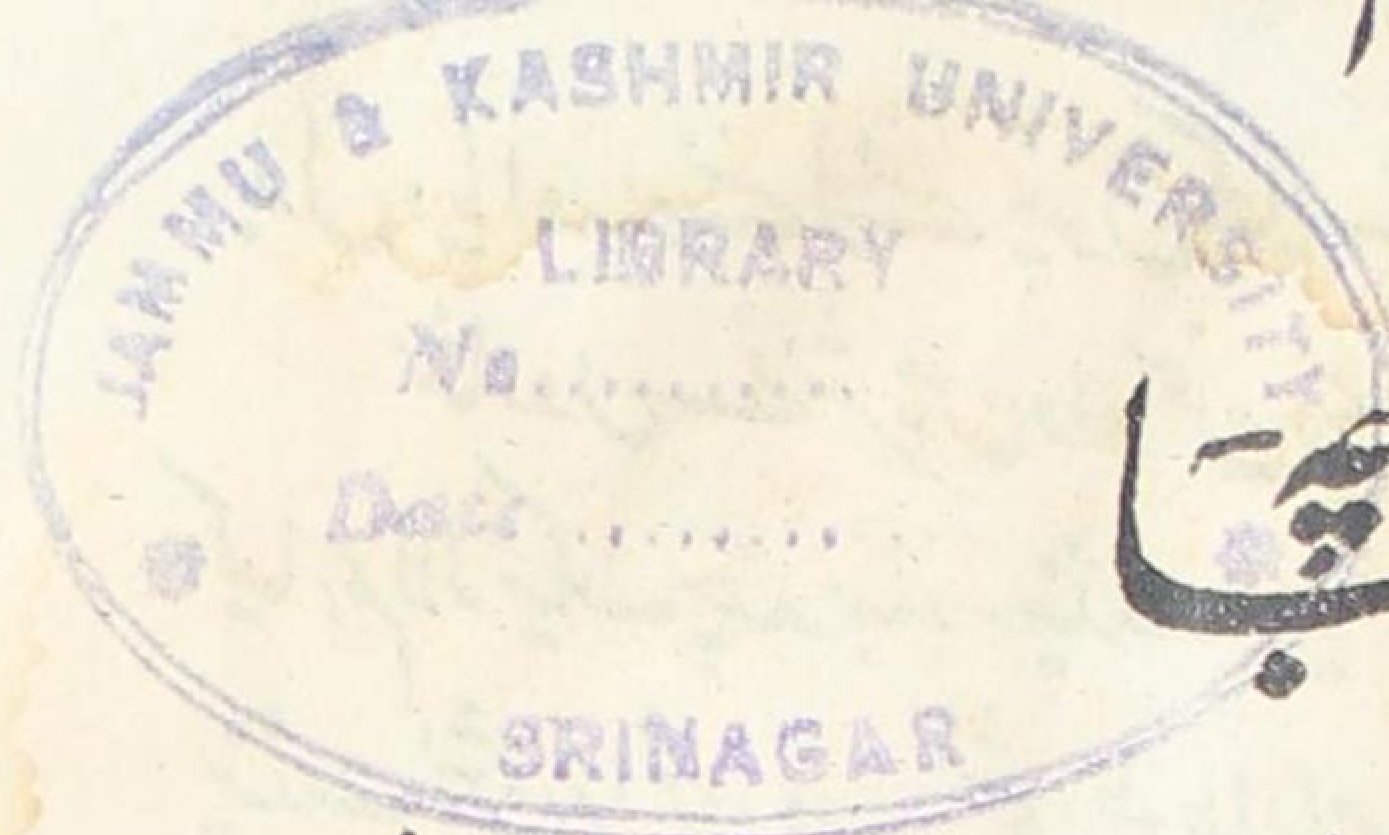
مؤلفہ

خواجہ عشرت لکھنوی

باہتمام خواجہ قطب الدین احمد

بار اول جنوری سنہ ۱۹۳۱ء
تاجی پریس لکھنؤ میں چھپا

قیمت فی مجلد عہ



دیباچہ

یہ ایک عجیب بات ہے کہ آدمی کو اپنا عیب اور دوسروں کا ہنر نہیں معلوم ہوتا۔ اپنی آنکھ کا شہتیر نہیں دیکھتا۔ اور دوسروں کی آنکھ کا تنکا نکالنے کو تیار ہے۔ کہا جاتا ہے اُردو زبان کی خدمت ہندو نہیں کرتے اور وہ ہندی زبان کو رواج دے رہے ہیں۔ یہاں تک کہ اُردو زبان کی جتنی انجمنیں ہندوستان میں قائم کی جاتی ہیں۔ سب کو یہی شکایت ہے۔ لیکن انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو معاملہ اسکے برعکس ہے آج جسقدر اُردو زبان کی خدمت ہندو شاعر اور ہندو نثار مستقل طور سے کر رہے ہیں وہ قابل شکر گزاری ہے۔ میر و سودا کے دوش بدوش ہندو شاعر اُردو زبان میں اپنے اپنے جوہر کمالات دکھاتے آئے ہیں اور اپنی مذہبی کتابوں کو اسی زبان میں نظم کر کے اُردو کو ہر دلعزیز بنانے کی کوشش کی ہے۔

اس کے علاوہ ہندو تعلیم یافتہ کے اعلیٰ طبقہ نے انگریزی فرانسیسی سنسکرت کے تمام لٹریچر کو اُردو میں ترجمہ کر کے اس کی خزاں کو بہار سے

بدل دیا اور ایسے ایسے پھول کھلائے جو ہمیشہ بہار دیں گے۔
نثاروں نے نثر میں داد سخن دی۔ ناظموں نے نظم میں گہر فشانی کی۔
کیا ہم لالہ ٹیک چند بہار۔ پنڈت دیا شنکر نسیم۔ پنڈت رتن ناتھ سرشار
پنڈت بشن نرائن در۔ منشی طوطا رام شایاں۔ لالہ سری رام مصنف خمخانہ
جاوید۔ منشی جالپا پرشاد۔ سابق اڈیٹر اودھ اخبار۔ مسٹر برج نرائن چکبست
منشی نوبت رائے نظر۔ منشی سرور۔ جہان آبادی۔ بیکنٹھ باشی۔ اور
موجودہ دور میں راجہ راجایان۔ مہاراجہ بہادر سر کشن پرشاد وزیر اعظم
دکن۔ سر تیج بہادر سپرو ایم۔ اے۔ رائے بہادر پنڈت شیو نرائن
شمیم۔ پنڈت برجموہن دتاتریہ کیفی۔ مسٹر منوہر لال زتشی۔ پرنسپل
ٹریننگ کالج لکھنؤ۔ مسٹر منوہر لال ایم۔ اے۔ وزیر تعلیم پنجاب۔ سردار
بھگوان سنگھ ڈائرکٹر سر رشتہ تعلیم پٹیالہ وغیرہ کے احسانات سے سبکدوش
ہو سکتے ہیں جنھوں نے نظم و نثر اُردو میں چار چاند لگا دئے۔ اور مختلف
زبان کے تراجم سے اُردو میں وسعت پیدا کی۔ اور بہت کچھ احسان
اُردو پر مدیران رسائل کا ہے جو درج ذیل ہیں۔

مسٹر دیا نرائن نگم۔ بی۔ اے۔ اڈیٹر رسالہ زمانہ کانپور۔
مسٹر چنتامنی گھوش سابق اڈیٹر رسالہ ادیب الہ آباد
منشی دیوان سنگھ مفتون اڈیٹر اخبار ریاست۔ دہلی

ماسٹر جگت سنگھ پروپرائٹر رسالہ رہنمائے تعلیم لاہور

ڈاکٹر پورن سنگھ۔ ہنر اڈیٹر رسالہ چمن امرتسر

مسٹر کنھیالال ایم۔ اے۔ اڈیٹر رسالہ چاند۔ الہ آباد

مسٹر نانک چند ناز اڈیٹر پرتاب لاہور۔

اور دیگر ناظم و ناثر مدیران اخبار و رسائل جن کے نام نامی اس وقت ہمارے حافظہ میں نہیں ہیں۔ ان سب نے اردو کو زمین سے آسمان تک پہونچا دیا۔

ناسپاسی ہوگی اگر ہم اس بارے میں منشی نولکشور بیکنٹھ باشی کا نام فراموش کر جائیں۔ یہی ایسی ایک ذات تھی جس نے اُردو زبان میں تمام علوم کے ترجمے شایع کر کے اُردو کو علمی زبان بنا دیا۔ مصنفین کی حوصلہ افزائی کی۔ آج تک کسی انجمن کسی پریس کسی ریاست نے اُردو کی اسقدر خدمت نہیں کی اور اس خدمت کا صلہ تھا کہ منشی صاحب ادنے درجہ سے ترقی کر کے بڑے بڑے تعلقداروں میں شامل ہو گئے سب سے پہلے قانونی اُردو کتابیں اسی مطبع سے شایع ہوئیں۔

اہل قلم کی جانکاہی مدیران اخبار و رسائل کی ایثار نفسی مالکان پریس کی امداد اشاعت تمام ہندوستان کے شکرگزاری کی مستحق ہیں مسلمان تنہا اتنی بڑی خدمت ہرگز انجام نہ دے سکتے۔

اب یہ شکایت کہ ہندو زبان ہندی کی خدمت دل کھولکر کرتے ہیں۔
اور سب کے سب اس کام میں اپنا روپیہ پانی کی طرح بہا رہے ہیں
ہماری رائے میں بالکل ناروا ہے۔ اسلئے کہ اگر ہندی کی خدمت
وہ نہ کریں تو ہندی مٹ جائے گی جس طرح سنسکرت اور عربی فارسی
ہندوستان سے مٹ گئی۔ اور ہندی مٹ جائے گی تو اُردو کی بھی
خیر نہیں ہے۔ کیونکہ اردو ہندی کچھ دو دو زبانوں کے نام نہیں ہیں۔
ناشائستہ اُردو ہندی ہے اور شائستہ ہندی اُردو ہے۔ اُردو کا درخت
ہندی کے بیج سے اگا ہے۔ اُردو کا عطر ہندی کے صندل پر کھینچا گیا
ہے اُردو کی عمارت ہندی کی بنیاد پر قائم ہے۔ اسلئے کہ تمام مصادر
تمام افعال اُردو میں ہندی کے آتے ہیں اسم کا یہ حال ہے کہ جو اسما
ہندی میں نہیں ملتے وہ غیر زبان سے اُردو میں بولے جاتے ہیں۔
گاؤں گاؤں یہی ناشائستہ اُردو بولی جاتی ہے جسے لوگ ہندی کہتے
ہیں۔ ہندی زبان جسقدر زیادہ ترقی کرے گی اُردو کو فائدہ پہونچائیگی
اُردو وہی اچھی زبان ہے جسمیں ہندی کے الفاظ زیادہ شامل ہوں
اور فارسی بضرورت لئے گئے ہوں۔
غرضکہ اُردو دونوں فرقوں کی زبان ہے۔ اور اگر ہندو اُردو کو
رواج نہ دیتے تو اُردو کا اس مرتبہ تک پہنچنا مشکل تھا اور آیندہ بھی

مشکل ہے ہندوؤں نے اُردو کو ترقی دی مختلف زبانوں کے ترجموں سے اس باغ کو شاداب کیا اور بیّن دلیل اس کی یہ ہے۔ کہ صوبہ متحدہ میں فی صدی نوّے ہندو حضرات اُردو کے لکھنے والے اور بولنے والے ملیں گے۔ حضرات ہندو کی دلچسپی کا اس سے زیادہ ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے۔

اگر آپ ہندی زبان کو غور سے دیکھیں گے تو اس میں بھی اُردو کی طرح عربی فارسی الفاظ بے انتہا مخلوط ہیں نظر عربی لفظ ہے۔ ہندی میں داخل ہے فرق یہ ہے کہ جُہلا جن کا شین قاف درست نہیں وہ نجر بولتے ہیں تو اس جہالت میں ہندو مسلمان دونوں شریک ہیں۔

برج بھاشا یعنے بھاکا جو کسی وقت میں عام زبان ہند تھی۔ اس میں بھی عربی فارسی الفاظ بہ کثرت شامل تھے اسی سبب سے مقدس پنڈتوں نے اس زبان کو ملچھ کی زبان کا خلعت دیا تھا۔ کیونکہ ان کی زبان سنسکرت تھی۔

یہی بھاکا پہلی ترقی میں ہندی بنی دوسری ترقی میں اُردو کہی گئی ہندوستان میں کوئی فرقہ ہندی بولے یا بھاکا اُردو کی جڑ مضبوط ہوتی جائے گی۔ موہن بھوگ سے گھی نکالو یا نہ نکالو ہر طرح

موہن بھوگ کھلائے گا۔

ہندو شعرا اور نثاروں کا احسان ہمارے سر آنکھوں پر اُن کی محنتیں ان کی کوشش بار آور ہوئیں ورنہ ایک فرقہ اُردو کو اتنی جلدی ترقی نہیں دے سکتا تھا۔

آج اُنھیں کوششوں کی بدولت لندن امریکہ میں اُردو کالج قائم ہیں جرمن میں اُردو کتابیں چھاپی جاتی ہیں۔

اس احسان کا شکریہ صرف زبان سے نہیں ادا ہو سکتا۔

اِسلئے ہم ایک تذکرہ ایسے محسنین اُردو کا لکھتے ہیں جنھوں نے اپنی شاعری سے اُردو کے چمن کو گلریز بنا دیا۔

وہ گزشتہ دور کے ہندو شعرا اور موجودہ زمانے کے شعرا سب ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں۔

مجھے تذکرہ لکھنے کی ضرورت اس سبب سے لاحق ہوئی کہ اولاد سے زیادہ سوانح عمری کام آتی ہے۔

آجکل لوگوں کی عمریں کم ہوتی ہیں سو برس میں پوتے پڑپوتے رہجاتے ہیں جو زیادہ سے زیادہ دادا کا نام تو یاد رکھتے ہیں۔ مگر ان کے کمالات انکا سنہ ولادت ان کا سنہ وفات نہیں بتا سکتے۔ یہ حال تو اولاد والوں کا ہے لاولد کا تو کوئی نام بتانے والا بھی نہیں ہے۔ اگر ہم ان بزرگوں کے

حالات نہ لکھیں اور ان کے اطوار عادات کلام سے کسب فیض نہ کریں تو ہماری تہذیب ہماری تعلیم ہماری عادتیں خراب ہو جائیں گی۔

مسلمانوں میں تو اتنی یادگار قائم رہتی ہے کہ اگر قبر پختہ ہے تو سو دو سو برس تک کتبہ کام دیتا ہے۔ اور کچی ہے تو بیس پچیس برس تک نشان قبر باقی رہتا ہے۔ ہندوؤں میں بھگنت، بھنت کا مسئلہ رائج ہے ان کی قبر نہیں بنتی کہ جا کر کوئی دو آنسو بہائے اسلئے زیادہ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہندو صاحبان کمال کا تذکرہ مدوّن کیا جائے تا کہ اسی ذریعہ سے ان کا نام دیرپا قائم رہے۔

ان کے سبق آموز کلمات ہمارے لئے درس تہذیب ہیں۔ تذکرہ ایسی چیز ہے جو تاریخ سے زیادہ کارآمد ہے۔ حکما کا قول ہے۔ آدمی میں دو چیزیں عجیب ہیں۔ ایک نبض سے بغیر حال سُنے بیماری کی کیفیت معلوم کر لینا۔ دوسرا کلام موزوں جو مرنے کے بعد بھی آدمی کو زندہ رکھتا ہے۔ عقلا کا قول ہے کہ جو لوگ اپنے ملک کے اسلاف کے کارناموں کو بھُلا دیتے ہیں وہ عروج نہیں پاتے۔ ماسوا اس کے شاعر کا کلام جمع کیا جائے تو اس سے ہم کو اپنے اسلاف کی حالت اور طرز معاشرت معلوم ہوتی ہے۔ خیالات کا پتہ چلتا ہے۔ علمی استعداد کے جوہر کھلتے ہیں۔ ان کے زمانہ کی عشرت یا عسرت کا پتہ چلتا ہے

جو ہمارے لئے درس عبرت ہے
یہ خیال کہ اولاد نام روشن کرے گی بالکل فضول ہے ابتو ایسی اولاد دیکھنے میں آتی ہے جو باپ کے جوہر کمالات کو دو چار پیسوں میں بیچ کر اپنا پیٹ پالتی ہے۔

اس کی تصنیف کو جو اس کی دائمی حیات کا باعث تھی پنساری کی دکان کی نذر کر دیتی ہے۔ پس ایسے گزشتہ شعرا کے حالات و کمالات کو جن کی روحیں ہماری قلم کی گردش کی طرف لگی ہوئی ہیں اور ایسے موجودہ شعرا کے کلام و حالات کو جن کا حال چند روز کے بعد ماضی ہو جائیگا اور جن کی نگاہیں ہمارے دماغ سوزی کی منتظر ہیں۔ مدّون نہ کریں تو کتنا بڑا ظلم ہے۔

میں اس کتاب کو شروع کر کے اُمید کرتا ہوں کہ خدا اس کو انجام تک پہنچائے اور میں ہندوستان کے مشہور خادمان ادب کے حق سے سبکدوش ہو جاؤں۔ یہ تذکرہ ابتدائے زبان اردو سے ۱۹۳۰ء تک کا ہے۔ یعنے جب سے اب تک جتنے انقلاب ہوئے جسقدر تہذیب میں فرق آیا۔ جسقدر علوم نے ترقی کی جسقدر اُردو زبان کی توسیع ہوئی اسکا فوٹو آپ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

اس تذکرہ کا نام ہندو شعرا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اشعار سے

طلباء کو معلومات کا فائدہ پہنچے یا ان کے اخلاق پر عمدہ اثر پڑے اسلئے میں نے انتخاب میں سخت پہلو اختیار کیا ہے یعنی حتی الوسع وہی اشعار انتخاب کئے ہیں۔ جن میں فلسفہ کے خیالات الٰہیات نصیحت مناظر قدرت مکارم اخلاق۔ تمدن۔ اصول معاشرت کے مضامین درج ہیں۔ یا مجازی پیرایہ میں عشق حقیقی کی جھلک نظر آتی ہے۔ کیونکہ آج کل کی شاعری نگارخانۂ قدرت کے ہر نقش ونگار کا فوٹو لے رہی ہے۔ مجبوری کی حالت میں دوسری قسم کے بھی اشعار درج کرنا پڑے۔ خدا سے امّید ہے کہ یہ کتاب بھی میری دوسری کتابوں کی طرح مقبول عام ہو۔

خواجہ محمد عبد الرؤف عشرت

احاطہ خانساماں لکھنؤ

الف

آرام۔ منشی لکھن لال کایستھ دہلوی ثم لکھنوی۔ تلمیذ انشا۔ فارسی میں فارغ التحصیل تھے۔ شہزادہ سلیمان شکوہ کے دیوان خانہ میں متصدی تھے ۱۸۵۸ء میں انتقال کیا۔

آہ اپنی زبان پر آئی یا بلا آسمان پر آئی

سراپا اس میں ہے قدرت خدا کی کہوں کیا چیز ہے انسانِ خاکی

آشفتہ۔ منشی گلاب سنگھ دہلوی کھتری ۱۸۶۲ء میں انتقال کیا۔

رکھا سر پاؤں پر اسکے تو بولا کہ تو بھی بے سر و پا کسقدر ہے

دم کا مہمان ہے اور آشفتہ بے خبر۔ تجھ کو کچھ خبر بھی ہے

آشفتہ۔ پنڈت امرناتھ کشمیری ثم دہلوی۔ شاگرد تنویر۔ صوبہ پنجاب میں منصف تھے۔ صاحب دیوان صاحب تلامذہ تھے ۱۸۸۵ء میں انتقال فرمایا۔

اجی اب میں نے صاحب حضرت غم تم کو پہچانا

کرم فرمائے من تم تو پرانے آشنا نکلے

عریانی حباب کا رکھا نہ کچھ خیال، مقراض موج دامن دریا کتر گئی

آشوب۔ رائے بہادر ماسٹر پیارے لال کھتری سلسلۂ نسب راجہ

ٹو در ل تک پہونچتا ہے۔ متوطن دہلی ۱۹۱۰ء میں اٹھاسی سال کی عمر میں انتقال کیا۔

اپنا تو سر جھکے ہے دونوں طرف کہ اسکی | تصویر بتکدے میں اور ہے حرم میں خاکا
زاہد چھوٹے جو دامن رندان بادہ کش | تو جا ہے کہ وے اسے شست و شو کریں

آثم۔ ماسٹر چھوٹے لال خلف منشی بہادر لال کایستھ سری واستو۔ متوطن شہر لکھنؤ محلہ نگریا ٹھاکر گنج۔ برادر خرد منشی ننھے لال عاجز شاگرد نواب مرزا صاحب بلیغ۔ آپ کو اردو کی خدمت سے بہت دلچسپی ہے مدت تک اودھ اخبار میں مترجم رہے ہے۔ فارسی انگریزی میں کافی استعداد رکھتے ہیں۔ کچھ زمانے تک گورنمنٹ ٹیلی گراف میں مقرر رہے پھر حسین آباد ہائی اسکول میں ماسٹر رہے اسکے بعد کئی برس تک بیمار رہے۔ اسی حالت میں انگریزوں کو اردو پڑھاتے رہے اب طلبا کو بطور ٹیوشن انگریزی پڑھاتے ہیں۔ تخمیناً ۵۰ برس کی عمر ہے

وہ ہے پرسوز غم انگیز ایدل داستاں میری | مثال شمع محفل جل اٹھی اکثر زباں میری
داستاں سنتے ہی صیاد نے کی فکر قفس | مجھ کو پھندمیں پھنسایا مری گویائی نے
ہے اک آہ بھی منہ سے نکل جانا قیامت ہے | ذرا سی بات میں دنیا بنے گی رازداں میری
ہماری حسرتوں سے ہی ہمارے دلکی زینت ہے | وگرنہ اسکی بستی میں ابھی ویرانہ ہو جاتا

آغا۔ پنڈت رام ناتھ کشمیری ثم الہ آبادی آجکل کے نو مشق شعرا میں ہیں

بس اسقدر ہی عالم وحشت میں دسترس ، دامن کی دھجیاں ہیں نثار بہار کو

آنند۔ پیارے لال ولد منشی گنڈا رام متوفی ولادت ۱۸۸۹ء مقام کھنہ ضلع لدھیانہ شاگرد سرور جہان آبادی عمر ۵۱ سال قوم برہمن۔ تین سال تک مقامی ہائی اسکول میں آزیری طور پر کام کرتے تھے آجکل تجارت کتب اور پبلیشری کا مشغلہ ہے۔ ان کے والد فارسی کے جید عالم تھے اور مولوی محمد حسین آزاد سے گہری دوستی تھی۔

سرور بادۂ ہستی کے رنگ دیکھ چکے — عروس مرگ کا اب انتظار دیکھیں گے

نسیم لیکے نہ آئی پیام آزادی — اسیر کنج قفس کیا بہار دیکھیں گے

رہیگا یونہیں الٹ پھیر اس زمانے کا — چڑھاؤ دیکھیں گے صد ہا اتار دیکھیں گے

آبر۔ منشی رگھبر دیال خلف منشی گوردیال صبر۔ لکھنوی ساکن ٹھاکر گنج۔ عرائض نویس عمر تخمیناً ۵۰ سال۔

یہ کیا مرض ہے جو عیسیٰ سے بھی دوا نہوئی — ہمارے درد جگر کو کبھی شفا نہوئی

امید خیر ہو کیا ہم کو زال دنیا سے — کسی کی دوست جہاں میں یہ بیوفا نہوئی

بتوں کے عشق میں کیونکر کمال حاصل ہو — طویل زندگی بندۂ خدا نہوئی

آبر۔ پنڈت بشن نرائن صاحب در بیرسٹر کشمیری لکھنوی نہایت کہنہ مشق شاعر تھے اردو سے خاص دلچسپی تھی۔ کشمیری محلہ میں سکونت تھی۔ تھوڑا زمانہ ہوا ساٹھ برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔

نظر آتی نہیں جو چشم بلبل کو بھی گلشن میں
نگاہ شوق ان پھولوں کو چن لیتی ہے دامن میں

خدا جانے ہنسی کس کی ہے کس کی مسکراہٹ ہے
نہ غنچے مسکراتے ہیں نہ گل ہنستے ہیں گلشن میں

ہمیں فرمان آزادی نہ کیوں خط غلامی ہو
جو دست دوست میں تھا وہ قلم ہے دست دشمن میں

کیا کس کس کا خون آرزو پردہ نشینی نے
یہی دھبہ رہے گا شاہد عشرت کے دامن میں

بہت روتے ہیں اب ہم یاد کرکے عہد طفلی کو
جواں ہونے کی کیا کیا آرزوئیں تھیں لڑکپن میں

جن پر نثار شمس و قمر آسماں کے ہیں
وہ ذرے خاک کشور ہندوستاں کے ہیں

اسرار فصل گل میں پرستاں سے کم نہیں
کیا کیا طلسم سبزہ آب رواں کے ہیں

اخلاق وضع طرز روش سب میں انقلاب
اب رنگ ڈھنگ اور ہی پیر و جواں کے ہیں

ہے عقل دنگ صفحہ اول میں آج تک
کہنے کو گرچہ سات ورق آسماں کے ہیں

ان سے یہی اشارہ ہے شبنم کا باغ میں
رونے کا یہ مقام ہے ہنسنے کی جا نہیں

...بر۔ بابو شیو شنکر لال صاحب موہانی ساکن بلگرام ضلع ہردوئی۔
...بیعت رسا رکھتے ہیں۔

ہو جائیگی سحر بھی جو باقی حیات ہے
بھاری مگر مریض پہ فرقت کی رات ہے

ٹلتے نہیں ہیں قول سے جو کہدیا کیا
مردوں کے دم کے ساتھ ہی مردونکی بات ہے

وہ زندگی بھی چشم زدن میں گزر گئی
سمجھے تھے جسکو ہم کہ بڑی کائنات ہے

آثر۔ لالہ جے نرائن ورما۔ بی اے۔ لکھنوی پہلے صانع تخلص کرتے تھے۔ رسالہ ناول کے اڈیٹر تھے خود بھی انگریزی ناول کے ترجمے کرتے تھے۔ اور ناولوں کی تجارت کرتے تھے۔ امین آباد میں سکونت رکھتے تھے نواب بندہ علی خاں زیبا کے شاگرد تھے اور زیبا نور وز علی خاں شیدا کے شاگرد تھے۔ شیدا کے اُستاد آتش تھے۔ دفعتہً ۳۶ برس کی عمر میں ۱۹۱۵ء میں انتقال فرمایا۔

مدت سے بیٹھے ہیں یہ ارادہ کئے ہوئے
کعبے کو جائیں یاد بتوں کی لئے ہوئے

ہمنے میخانے میں اللہ کا جلوہ دیکھا
عین کثرت میں نظر صورت وحدت آئی

اخگر۔ ٹیک چند دہلوی۔ دیوان شہزادہ مرزا خرم بخت مقیم بنارس صوفی منش تھے۔

دو جہاں دینے میں ملتا تھا ہمیں دیدار یار
ایسی شے نایاب ہمنے مفت سستی چھوڑ دی

اخگر۔ مسٹر نند کشور بی اے۔ نوجوان عمر ۲۲ سال فیروزپوری انگریزی کے علاوہ اُردو فارسی میں اچھی قابلیت رکھتے ہیں۔ آپ نیچرل نظموں میں

دلچسپی لیتے ہیں اکثر انگریزی نظموں کا ترجمہ فرمایا کرتے ہیں غزل میں بھی ایک خاص رنگ ہے۔

ہمتو ناصح جیتے جی فکر قضا کرتے نہیں
چار دن کی زندگی کو ہم زا کرتے نہیں

شمع کو عریاں ہی پایا پردہ فانوس میں
حسن دیتا ہے خدا جن کو حیا کرتے نہیں

میں وفا پر مثل سابق ہوں ابھی ثابت قدم
آپ کیوں مجھ پر وہی مشق جفا کرتے نہیں

علم کے دریا میں اے جگر ڈھونڈھ لو اسرار زیست
عام بازاروں میں یہ موتی بکا کرتے نہیں

آختر - راجہ سری پرشاد سررشتہ دار افواج نظام تلمیذ نائب لکھنوی۔

جب بگڑتی ہے تو کچھ بنتا نہیں تدبیر سے
گردشیں کھاتا ہے گردوں گردش تقدیر سے

اختر - منشی راج بہاری لال صاحب کلرک جی مین پوری تلمیذ احسن مارہری

تصویر ہے بغل میں دل داغدار کی
اجڑی ہوئی ہے ایک نشانی بہار کی

بس اب سحر نہ ہوگی شب انتظار کی
یہ رات یادگار رہے روز شمار کی

اخلاص - مہاراج سکھ رام داس برہمہ چاری لکھنوی فارسی اردو میں صاحب دیوان تھے محلہ نواز گنج میں رہتے تھے۔ ستر برس کی عمر میں ۱۸۸۰ء میں انتقال فرمایا۔

دنیائے بے ثبات میں آسودگی کہاں
کھٹکا یہی ہے ہمکو کہ شام و سحر گئے

کہتے ہیں ہمسے آہ یہ سب خفتگان خاک
اکدن چلو گے تم بھی ادھر ہم جدھر گئے

ارمان - راجہ جنم جی متر بنگالی۔ اردو فارسی کے قابل انشا پرداز شعر و سخن

کے دلدادہ تھے ایک تذکرہ شعرا نسخہ "دلکشا" نام ان سے یادگار ہے۔

شاگرد حافظ اکرام اللہ صاحب ضیغم مرحوم

رات بھر نالے کیا کرتا ہوں گریہ دن کو | پوچھتے کیا ہیں حقیقت مری اوقات کی آپ

ارمان۔ پنڈت برج نرائن کشمیری ثم دہلوی ولادت ۱۸۷۶ء تلمیذ مرزا داغ اڈیٹر اخبار ظریف سہارنپور و اخبار پٹیالہ و رسالہ تصویر سخن۔ کچھ عرصہ تک اخبار سماچار لاہور و راجپوت گزٹ کے اڈیٹر بھی رہ چکے ہیں۔ آخر میں اخبار ہنکاری کی اڈیٹری کی اردو فارسی دونوں میں شاعری کرتے ہیں۔

انکار رہا حشر کے وعدے پہ بھی ہم کو | ملنے کا کوئی روز مقرر نہیں ہوتا

خود ہی پہنچ گیا ہوں وہاں بہر التجا | طرز ادا بتاتا ہوا نامہ بر کو میں

ارمان۔ پنڈت راج نراین دہلوی چیف اڈیٹر روزانہ اخبار ایشیا دہلی

یارب بہشت میں ہو قیام اس غریب کا | ہم نے ہزار کام لئے ہیں شباب سے

ہر قطرۂ سرشک میں آئے ہیں لخت دل | گویا نکل رہے ہیں جواہر حباب سے

تبدیل کل جہان کا نقشہ ہوا مگر | تقدیر آشنا نہوئی انقلاب سے

انق۔ منشی دوارکا پرشاد صاحب لکھنوی خلف منشی پورن چند۔ کایستھ ساکن لوبستہ تلمیذ منشی ہشنکر دیال فرحت اردو فارسی میں کافی دستگاہ رکھتے تھے۔ نظم و نثر دونوں پر قادر تھے نظم اخبار لکھنؤ سے آپ کی نگرانی

میں شایع ہوتا تھا۔ کچھ دنوں مطبع منشی نولکشور میں ملازم رہے پھر اخبار پنجاب سماچار کی اڈیٹری پر مقرر ہوئے بہت پُرگو تھے۔ ۱۲۔ ستمبر ۱۹۱۳ء کو ۵۲ برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔

ہمارے زخم میں ٹھنڈک لہو سے ہوتی رہتی ہے
تسلی دل کی تکلیف رفو سے ہوتی رہتی ہے

قناعت کرتی رہتی ہے جو بیٹھی ابر نیساں پہ
بسر دُرِّ عدن کی آبرو سے ہوتی رہتی ہے

زمانہ قدرداں ہوتا ہے سیرت اور صورت کا
گلوں کی قدر جیسے رنگ و بو سے ہوتی رہتی ہے

کلی سے پھول ماہِ نو سے ہوش بدر ہوتے ہیں
ترقی حسن کی سنِّ نمو سے ہوتی رہتی ہے

نہیں تکلیف سے خالی کسی کا پھولنا پھلنا
شجر پر سنگ باری چار سو سے ہوتی رہتی ہے

ہے مجھ پر مہربانی اسقدر تکلیف زنداں کی
کہ خم گردن مری طوق گلو سے ہوتی رہتی ہے

افق کی میکشی ہے حافظِ شیراز کی صورت
زمانہ بھر میں شہرت لکھنؤ سے ہوتی رہتی ہے

اشہر۔ لالہ پربھولال صاحب نظام آبادی اجینی آجکل کے نوجوان شاعر ہیں۔

کیں آپ نے ہزار جفائیں مگر کبھی
آیا نہ حرف شکوہ ہماری زبان پر

شرمیلی آنکھ اُس پہ ستم شوخی نگاہ
کیا بجلیاں گراتی ہے عاشق کی جان پر

اکبری۔ دیوان امر ناتھ مدن خلف راجہ دینا ناتھ دہلوی بڑے سیّاح تھے یکم اگست ۱۸۶۷ء کو پینتالیس برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔

انساں کو حق نے نور کا مظہر بنا دیا
اک مشت خاک تھا جسے جوہر بنا دیا

مردانِ خدا خواہشِ دنیا نہیں کرتے — آزاد رہ و رسم کی پروا نہیں کرتے

الفت - راجہ الفت رائے لکھنوی سیت شاہی زمانہ میں فوج کے بخشی تھے مرثیہ گوئی میں مشہور عام ہیں فارسی میں ایک انشا طبع ہو چکی ہے اُردو میں کلیات مراثی کلیات سلام دیوان غزلیات قلمی جا بجا دیکھنے میں آیا

لفظوں کی پیروی نہیں کرتے ہیں عقلمند — جب غور سے حیات کو دیکھو حباب ہے
غفلت میں کس مزے سے گزرتی ہے زندگی — جو کمسنی میں عیش ملا تھا وہ خواب ہے

الفتی - راجہ الفت رائے دہلوی ولد رائے سکھن جی کائیست ترک روزگار کر کے عظیم آباد چلے گئے اور وہیں انتقال کیا۔

خاکساری سے مثال نقشِ پا — جس جگہ بیٹھے وہیں کے ہو گئے

انجم - مہابیر پرشاد بی اے ایل ایل بی زمیندار انجم خلف اکبر منشی مولچند صاحب اثر بھگینڈہ بارشی کائیستھ سری واستو دوسرے متوطن خیرآباد محلہ بھولن پور ضلع سیتاپور سال ولادت ۱۹ سنہ ء عمر ۳۰ سال - فارسی اردو دونوں میں شعر کہتے ہیں علم عروض و قافیہ و دیگر کتب فارسی حکیم کوثر خیرآبادی سے پڑھے ابتدا میں کلام پر اصلاح بھی حکیم صاحب سے لی کبھی کبھی بیخود موہانی ایم اے پروفیسر کو کلام دکھایا۔

فریبِ نظر رنگِ گلزار نکلا — پڑی آنکھ جس پھول پر خار نکلا
نہ ٹپکا اگر بن کے اشکِ ندامت — تو دل میرے پہلو میں بیکار نکلا

قیام عمر رواں کا مسافرانہ ہے
جہاں میں رہتے ہیں جبتک کہ آب و دانہ ہے

عبث غرور ہے توفیق خیر پر زاہد
یہ اسکی رحمت و بخشش کا اک بہانہ ہے

مجھے ریاضت و طاعت پر اعتماد نہیں
سر نیاز ہے اور تیرا آستانہ ہے

فنا ہی کا ہے بقا نام دوسرا الخسم
نفس کی آمد و شد موت کا ترانہ ہے

ہمکو توفیق محبت بھی اسی نے بخشی
ورنہ ممکن تھا کہ ہم اسکی تمنا کرتے

یہ حدِ محویت شوق ہے کہ بے ہوشی
بتا دے اے ارنی گوے کوہ طور اتنا

اداشناس محبت ہر ایک دل ہو جائے
خدا ہی خاک کے پتلے کو دے شعور اتنا

ہمنے مانا عیش ہے دنیا میں لیکن کسقدر
دو گھڑی گر ہنس لئے تو عمر بھر رو یا کئے

ہجر میں وصل کی امید پہ جینا ہے فضول
شب فرقت کی خدا جانے سحر ہے کہ نہیں

اے مرے جلوہ گہ ناز میں آنے والے
شوق دل ہے کہ نہیں ذوق نظر ہے کہ نہیں

خدا جانے یہ کس صاحب حیا کی آمد آمد تھی
پر پروانہ نے فوراً بجھا دی شمع محفل کی

کیوں ڈرنے لگا ابروِ قاتل سے مرا دل
شیشے پہ کہیں چلتی ہے شمشیر کسی کی

ایک پہلو میں دل زار تھا وہ بھی نرہا
میرے سمجھانیکو ناصح ترے بہکانیکو

انور۔ پنڈت بشیشر ناتھ خلف پنڈت کشور ناتھ شاگرد آغا حسین مرزا عشق

کیا قصد کریں اُٹھ کر گھر سے کہیں جانے کو
اب پہروں ترستے ہیں ہم آپ میں آنے کو

امین۔ پنڈت سروپ نرائن۔ بی اے کشمیری امرتسری

جب دیکھو رہروانِ عدم ہیں پئے سفر
زنہار خالی پایا نہ اس رہگزار کو

خود فراموشی ہے مجھ کو منظور
داستانِ غمِ ایام نہ پوچھ

بجلیاں دوڑ گئیں رگ رگ میں
جلوہ حُسنِ لبِ بام نہ پوچھ

کون بیٹھا تھا حریم دل میں
رات کی بات سر عام نہ پوچھ

ایک بجھتی ہوئی ہے چنگاری
حسرت عاشق ناکام نہ پوچھ

کام کر جاتی ہے جب ملتی ہے
آنکھ کا آنکھ سے پیغام نہ پوچھ

ب

باقی۔ راجہ گردھاری پرشاد۔ محبوب نواز جنگ۔ ولد راجہ بنسی قوم کالیتھ سکسینہ خلف راجہ ہری پرشاد۔ متعدد کتابوں کے مصنّف۔ دولت آصفیہ کے رکن رکین حضور نظام کے خیر خواہ تھے مہتمم دفتر خانسامانی و سررشتہ دار تھے ۷۰ برس کی عمر میں ۱۹۰۰ء میں انتقال فرمایا۔

دریا سے موج موج سے دریا نہیں الگ
ہمسے جدا نہیں ہے خدا اور خدا سے ہم

روئے جب اس بحر خوبی کیلئے
موجزن چشموں سے اک دریا ہوا

بدر۔ منشی بدر بہادر سنگھ بی۔ اے۔ وکیل ہائیکورٹ گورکھپور۔ عمر تخمیناً چالیس ۴۰ سال شاگرد نسیم خیرآبادی۔

جاگے نصیب باغ کے سبزہ ہرا ہوا
رکھا جو پائے ناز عروس بہار نے

حسنِ مطلق کی جھلک اسمیں نظر آتی ہے　　　　بدر آئینۂ قدرت تو نہیں دل میرا

برق - پنڈت جوالا پرشاد۔ برق۔ بی۔ اے ساکن قصبہ محمدی ضلع لکھیم پور متوطن لکھنؤ۔ تلمیذ امیر مینائی ۱۸۸۵ء میں لکھنؤ میں منصف مقرر ہوئے پھر عدالت خفیفہ کے جج ہوئے بعض کہتے ہیں کہ آپ جناب صفی سے مشورۂ سخن لیتے تھے اُردو زبان آپ نے اساتذۂ اُردو سے حاصل کی اُردو کے نہایت دلدادہ تھے تمام عمر آپ نے زبان کی خدمت کی۔ تحقیق الفاظ کا بہت شوق تھا۔ کلام آپ کا عیوب شاعری سے پاک ہے۔ بہت سے ناول اور ڈرامے انگریزی زبان سے اُردو میں ترجمہ کئے بعض بنگالی زبان سے ترجمہ کئے۔ روہنی۔ بنگالی دلہن۔ مرنالنی۔ مار آستین معشوقۂ فرنگ۔ گلنار فیروز آپ کی تصنیفات سے ہیں۔ اور بہت سی خدمت زبان کی انجام دی۔ دیوان آپ کا مرتب ہو چکا تھا دفعتہً ۱۹۱۱ء میں طاعون میں مبتلا ہو کر انتقال فرمایا۔

دُنیا میں ظہور صبح ہوا گلشن پر کیسا جوبن ہے
خورشید کا غنچہ کھلنے لگا اللہ کی قدرت روشن ہے

پیارے پیارے مرغان چمن۔ شاخوں پر بیٹھے گاتے ہیں
چلتی ہے نسیم روح فزا جھونکے اٹھلاتے آتے ہیں
باغوں میں ہزاروں پھول کھلے۔ کیا بھینی بھینی خوشبو ہے

مستی میں شجر ہیں جھوم رہے اک وجد کا عالم ہر سو ہے
ہر پھول میں اسکی خوشبو ہے اکسیر ہے بوٹی بوٹی میں
ہر شاخ میں ہے اسکی خاصیت تاثیر ہے پتی پتی میں
پودوں میں جڑ و بنیں زہر بھرا زہروں میں نہاں تاثیر شفا،
دیکھوں خاصیت برگ و شجر تیار کروں کچھ انسے دوا

مثنوی بہار

اٹھلاتی لجاتی مسکراتی، کس ناز سے ہے بہار آتی
کمسن الھڑ حسین انیلی چوتھی کی دلہن نئی نویلی
بوٹا سا وہ قد بہار کے دن اُٹھتی کونپل اُبھار کے دن
گہنا پھولوں کا زیب تن ہے دھانی جوڑے پہ کیا پھبن ہے
گھونگھٹ اک ناز سے نکالے سہرا پھولوں کا منھ پہ ڈالے
ہریالی بنی وطن میں آئی اک سبز پری چمن میں آئی
اتری گلشن میں جب سواری سورج نے آرتی اُتاری
گل نے زر گل کیا نچھاور صدقے ہوئی عندلیب اڑ کر
شبنم بھر لائی کورے کورے شربت میں گلاب کے سکورے
خورشید نے آئینہ دکھایا کرنوں نے مور چھل ہلایا

نہریں ہر بھر کے لائیں پانی — سبزے نے بچھایا فرش دھانی
خوشیاں اشجار نے منائیں — میووں کی ڈالیاں لگائیں
غنچوں نے چٹک کے لیں بلائیں — بلبل نے چہک کے دیں دعائیں
ہر شاخ نے جھک کے کی سری ٹیک — ٹوٹی پڑتی تھی ایک پر ایک
مرغان چمن نے گیت گائے — کیا کیا نئے زمزمے سنائے

بدلی پھولوں نے اپنی وردی — اودی زنگاری لاجوردی
بھوروں نے یہ گونج کر صدا دی — کوئل نے یہ پھیر دی منادی
معشوقہ گلعذار آئی — آئی آئی بہار آئی

برق۔ بابو شیام سندر لال۔ بی اے ایل۔ بی۔ ایڈوکیٹ سیتاپور۔ خلف منشی کشن پرشاد سربراہ کار کورٹ ابن منشی سیتل پرشاد قانون گو و زمیندار موضع اسمٰعیل پور ولادت ۱۸۷۱ء بموضع اسمٰعیل پور ضلع سیتاپور شاگرد جناب قیس مہونوی تلمیذ قدر بلگرامی و وسیم خیر آبادی و لسان الملک ریاض خیر آبادی۔ ابتدائے تعلیم فارسی سے شروع ہوئی۔ مولوی وزیر احمد صاحب نے تعلیم فارسی کی تکمیل کی۔ گورنمنٹ ہائی اسکول میں داخل ہوئے انٹرنس پاس کر کے کیننگ کالج لکھنؤ میں داخل ہوئے۔ بی اے۔ کلاس سکنڈ ڈویزن میں پاس کیا تھا کہ والدہ بیمار ہو گئیں ۲ دو برس تک ان کی خدمت میں رہ ۱۸۹۵ء میں انکا انتقال ہو گیا۔ انکے دو برس کے بعد والد کا انتقال

ہو گیا۔ بابو ہر پرشاد چچا گورنمنٹ ہائی اسکول سیتاپور کے سکنڈ ماسٹر تھے انکی اعانت سے ایل ایل بی اور لوکل لا کا امتحان ۱۸۹۹ء میں پاس کر کے سیتاپور میں وکالت کرنے لگے۔ شاعری اور اردو زبان کا شوق مدت سے تھا فارسی کی قابلیت حاصل تھی۔ دادا بھی فارسی کے کامل اُستاد تھے آپ کی تصنیف سے ایک دیوان جلوۂ برق اور مثنوی شاہ ہسیر اور مثنوی سلک مروارید طبع ہو چکی ہیں۔ آپ کے بڑے صاحبزادے بابو مرلیدھر ہائی اسکول سیتاپور میں ماسٹر ہیں۔ دوسرے صاحبزادے منشی سکھدیو پرشاد کلکٹری میں کلرک ہیں ان کو شاعری کا شوق ہے اور بیتاب تخلص کرتے ہیں۔ آپ کی عمر اسوقت ۵۹ برس کی ہے۔ آپکے اسلاف اکبر بادشاہ کے زمانہ سے اسمعیل پور میں سکونت رکھتے ہیں۔

لدے پھولوں کی ڈالی پھٹ نہ پڑتی چار تنکوں سے
نشیمن کیوں اُجاڑا فصل گل میں باغباں میرا

یہ پردہ رہ گیا کیسا نہ اب تو ہے نہ اب ہم ہیں
تلاش یار ہم کو گم کیا لا کر کہاں تو نے

انسان ہی جہاں میں وہ آدمی کہ جو ظالم نہیں حریص نہیں عیب بیں نہیں
صبح پیری نے کر دیا بیدار ہائے اب لطف خواب جاتا ہی

بتا اے طالبِ دنیا یہاں تو نے کیا کیا ہے
غریب و نزار بیکس کو کبھی تو نے دیا کیا ہے
یتیم بے نوا نے ہاتھ سے تیرے لیا کیا ہے
گدائے تشنہ لب نے جام سے تیرے پیا کیا ہے
سخی بن کر کبھی کھانا دیا محتاج بندوں کو
کبھی تو نے مصیبت میں کیا خوش دردمندوں کو
کبھی تو نے کسی محتاج کی حاجت برآری کی
کبھی تو نے کسی بیمار کی تیمارداری کی
کبھی تو نے کسی ناچار کی خدمت گزاری کی
کبھی تو نے کسی کے واسطے کچھ جاں نثاری کی
یتیم دل شکستہ کو کبھی اُلفت سے پالا ہے
غریقِ بحرِ آفت کو کبھی باہر نکالا ہے
کبھی تو نے کسی محتاج بیوہ سے بھلائی کی
کسی بے دست و پا پر صرف کچھ اپنی کمائی کی
کبھی تو نے کسی مفلس کی بھی حاجت روائی کی
کبھی تو نے کسی مظلوم کی عقدہ کشائی کی
کبھی مقصد برآری کی کسی محتاج خستہ کی

کبھی کچھ چارہ سازی کی غریبِ دلِ شکستہ کی
ذرا تو سوچ اے ناداں رہے گا کامراں کب تک
ترے گلزار میں آخر نہ آئے گی خزاں کب تک
دو روزہ زندگانی میں رہے گا تو جواں کب تک
رہے گا آسمانِ پیر تجھ پر مہرباں کب تک
نظر کر ایک مشتِ خاک سے کم تیری ہستی ہے
عبث اِس دارِ فانی میں غرور و جوشِ مستی ہے

برق - منشی رام رکھا سیالکوٹی حال مقیم کراچی عمر تخمیناً ۳۰ سال

توبہ نہ ٹوٹ جائے کہیں ڈر یہی ہے مجھے
ہیں جام دور میں عرقِ انفعال کے
انکی ہنسی پر آنکھ سے آنسو ٹپک پڑے
پیدا خوشی میں ہو گئے پہلو ملال کے
تکلیف سیرِ باغ نہ دو مجھ نحیف کو
نرگس نہ دیکھ لے کہیں آنکھیں نکال کے
جوہر شناس شعر کریں چشمِ التفات
لایا ہوں بحرِ فکر سے گوہر نکال کے
کیا خوب برق تو نے دکھایا ہے زورِ طبع
کاغذ پہ رکھ دیا ہے کلیجہ نکال کے
نسیم لائی ہے گلشن سے پھولوں کی خوشبو
شہیدِ ناز کی تربت بسائی جاتی ہے

برق - منشی مہاراج بہادر برق بی اے منشی فاضل - ایس اے - ایس دہلوی سپرنٹنڈنٹ ڈپٹی پوسٹ ماسٹر ولادت ماہ جولائی ۱۸۸۴ء مقام دہلی وطن آبائی ڈسکیٹ ضلع ایٹہ خلف منشی ہر نرائن داس حسرت ابن منشی خوبچند

وکیل شاہی آپ کی نیچرل نظمیں ہندوستان کے تمام رسائل میں شایع ہو چکی ہیں تمام نظموں کا مجموعہ مطلع انوار کے نام سے چھپ چکا ہے عمر ۴۶ سال

روح فلسفہ

عقل دقیقہ رس سے تھا کل شب میں ہمکلام
پرتو فگن ہوے مرے دل میں خیال چند

میں نے کہا یہ عقل سے اے مایۂ علوم
بتلا کہ پوچھتا ہوں میں تجھسے سوال چند

ہے یہ طلسم ہستی موہوم کیا بلا
اسنے کہا یہ خواب ہے یا ہیں خیال چند

میں نے کہا کہ حاصل ہستی ہے چیز کیا
اسنے کہا کہ دردسری اور وبال چند

میں نے کہا کہ زیر نگیں کسطرح ہو نفس
اسنے کہا ملیں جو اسے گوشمال چند

میں نے کہا کہ اہل ستم کون لوگ ہیں
اسنے کہا ہیں سگ و گرگ و شغال چند

میں نے کہا کہ بحث خلائق ہے چیز کیا
اسنے کہا کہ بے سروپا قیل و قال چند

میں نے کہا کمال ہے اہل جہاں کا کیا
اُسنے کہا کہ جمع کریں گنج و مال چند

میں نے کہا سنا مجھے خیام کا کلام
اُسنے کہا کہ پند ہیں یہ حسب حال چند

دورنگی زمانہ

دورنگی دنیاے دوں کے تماشے
دکھاتی ہے گردش یہاں ہر کسی کو

نزاکت سے تلتا ہے پھولوں میں کوئی
میسّر ہے کانٹوں کا بستر کسی کو

کسی کا ہے ملبوس عریانی تن — ہے تزیب زیبائش ہر کسی کو
کوئی مست ہے خندہ جام مے سے — رُلاتا ہے خوں دیدۂ تر کسی کو
کوئی خاک اُفتادۂ بے نوا ہے — میسّر ہے اورنگ وافسر کسی کو
کہیں رات بھاری ہے بیمار غم پر — ملی ہے شب وصل دلبر کسی کو
اقامت گزیں ہے کوئی قصر زر میں — پھراتی ہے تقدیر در در کسی کو
مگر کوئی سُلطان ہو یا بینوا ہو — مہم ایک درپیش ہے ہر کسی کو
اجل اس جہاں سے اُٹھا کر رہیگی — مُقدم کسی کو موخر کسی کو

گرو نانک

شمع جاں افروز لعل شب چراغ معرفت — جلوہ پاش نور حق روشن دماغ معرفت
بیخود و توحید سرمست ایاغ معرفت — خضر منزل سالک گنج فراغ معرفت
تیری ہستی تھی سراپا پردہ ساز لطیف — جسکے نغموں میں نہاں قدرت کا تھا راز لطیف
پیکاں میں غنچہ ناوک دلکش ہی شاخ گل — اب کیا خطا کرے گا نشانہ بہار کا
گلچیں نے پھول توڑ کے دامن میں بھرے — لوٹا ہے سنگدل نے خزانہ بہار کا

بخشی۔ لالہ سورج بخش صاحب خیرآبادی مصنف مثنوی بخشی ۱۸۹۰ء میں انتقال کیا۔

رنگ اُنکے دلفریب تو بو ناگوار طبع — ایسے بھی پھول ہیں چمن روزگار میں

ہمیشہ عیش و راحت کا رہا طالب زمانے میں
نہ وہ زیر فلک نکلا نہ یہ زیر زمیں نکلی

بسمل ۔ منشی لعل چند ساکن میوہ منڈی پشاور شاگرد۔ تاج الشعرا، منشی بیلی رام شاطر امرتسری ۔

دل کے آئینہ میں ہوں اپنا جواب
طور پر موسیٰ کی حیرانی ہوں میں

زیر فرماں ہیں مرے جن و بشر
پرتو نقش سلیمانی ہوں میں

اپنی ہستی سے ہوں مطلق بیخبر
آہ وقف کار نادانی ہوں میں

بسمل ۔ لالہ مولا رام ہیڈ ماسٹر عمر تخمیناً ۴۰ سال ۔ شاگرد لسان الملک ریاض خیر آبادی ۔

عنادل نغمہ زن ہیں غنچے ہنستے ہیں چٹکتے ہیں
اُتر آئی فلک سے کوئی جنّت یا گلستاں ہو

خزاں کا دور کانٹوں کی عملداری گل افسردہ
چمن لٹتا ہے یارب یا کوئی خواب پریشاں ہو

بسمل ۔ لالہ بانکے لال صاحب ساکن امروہہ ضلع مراد آباد

اب کام کیا رہا اُنھیں شرم و حجاب سے
سو شوخیاں نگاہ میں آئیں شباب سے

بسمل ۔ منشی سُکھدیو پرشاد صاحب تنہا ۔ الہ آبادی عمر تخمیناً ۳۵ سال تلمیذ نوح ناروی ،

حیراں ہوں رنگ خانہ قدرت کو دیکھ کر
لکھا ہے برگ گل پہ فسانہ بہار کا

دامن میں اپنے پھول ہیں موتی بھرے ہوئے شبنم لٹا رہی ہے خزانہ بہار کا

وہ گھڑی وہ دن وہ ساعت وہ زمانہ رام کا
چار لفظوں میں کہیں کیوں کر فسانہ رام کا

اُن کی قسمت تھی بڑی وہ تھے مقدر کے دھنی
جن کی چشم شوق نے دیکھا زمانہ رام کا

بیٹھتے اُٹھتے دعا مانگو تم اے بسمل یہی
دیش بھارت میں پھر آ جائے زمانہ رام کا

شمع قدرت یہی کہتی ہے سر بزم ازل جسکو جلنا ہو وہ پروانہ محفل ہو جائے

دُنیا کا تماشہ کچھ بھی نہیں دُنیا کا تماشہ دیکھ چکے
آغاز تمنا دیکھ چکے انجام تمنا دیکھ چکے
ہاتھوں سے نہ اپنے مٹی دی آئے نہ کبھی وہ مرقد پر
مرنے کی بہت حسرت تھی ہمیں مرنے کا تماشہ دیکھ چکے

بشاش۔ منشی دیبی پرشاد صاحب خلف منشی نتھن لال بھٹ کایستھ بھوپالی ساکن اجمیر شریف مصنف تذکرہ شعرائے ہنود و کتب متعددہ کچھ زمانہ ہوا انتقال فرمایا۔

سیر ہو کر دیکھنے پائے نہ روئے یار ہم جل گئے لائے نہ تاب گرمیٔ دلدار ہم
عشق میں پایا ہمنے کیا بشاش جان کھو بیٹھے جی کھپا بیٹھے

بہار۔ لالہ ٹیک چند کھتری ساکن نہر نواب سعادت خاں واقع شاہجہاں آباد مولف کتاب "بہار عجم" و نسخہ "نوادر المصادر و جواہر الحروف" شاگرد رشید سراج الدین خاں آرزو۔ دھرم چند ولد دیپ چند خلف لالہ بچ لال ابن لالہ ٹیک چند بہار لکھتے ہیں کہ جد امجد نے بہار عجم کو سات مرتبہ اپنے قلم سے خوشخط صاف نقل کیا۔ آٹھویں مرتبہ نقل کر رہے تھے کہ موت نے مہلت نہ دی۔ بہتر برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔ آٹھویں نقل کو ان کے شاگرد رشید اندر من نے باوجود کم فرصتی نقل کر کے پورا کیا۔ فارسی میں آپ کا دیوان تیار کیا۔ اردو میں بہت کچھ کلام تھا جو ضایع ہو گیا۔ دھرم چند ۱۸۶۸ء تک بقید حیات تھے۔ بہار ہمیشہ میر و سودا کے ہم مشاعرہ رہے ہندو شعرا میں اولیت کا تاج انکے سر پر رکھا گیا۔

وہی اک آسماں ہی جسکو ہم تم تار کہتے ہیں
کہیں تسبیح کا رشتہ کہیں زنار کہتے ہیں

ہمیں واعظ ڈراتا کیوں ہے دوزخ کے عذابوں سے
معاصی گو ہمارے بیش ہوں کچھ مغفرت کم ہے

نہیں معلوم کیا حکمت ہے تیسخ اس آفرینش سے
ہمیں ایسا خرابی کیا تجھ کو منا جاتی

بہجت۔ منشی بہن لال ولد کشن چند قوم کایست متوطن بھوپال مقام پیدائش مقام سرونج ضلع مالوہ تعلیم و تربیت ریاست ٹونک میں پائی بصیغہ ملازمت

اجمیر میں آپ پچیس برس کی ملازمت کے بعد پنشن لے کر درگاہ حضرت خواجہ معین الدین کے دفتر میں ملازم ہوئے متعدد کتابیں تصنیف کیں۔ اُردو فارسی دونوں زبانوں پر قادر تھے ۸۴ سال کی عمر میں سمبت ۱۹۵۹ میں انتقال فرمایا۔

حق کہا منصور نے تو بھی چڑھا یا دار پر
اسلئے ہنستے ہیں ہر دم واقف اسرار سب

تلاش دل میں جاتا ہے یہ اے چشم
نہ روک اس قاصد اشک رواں کو

بہادر۔ راجہ بینی بہادر عالمگیر ثانی کے عہد میں صوبہ ار بہار داوڑ لیسہ تھے

بیاہی ہو گئی دل کی آرزو نہ گئی
ہمارے جامہ کہنہ سے می کی بو نہ گئی

بیتاب۔ لالہ کشن نرائن کھتری۔ بنارسی مقیم آگرہ سابق مہاراجہ نیپال مقیم بنارس کی سرکار میں مختار رہے تیس برس ہوے کہ انتقال کیا۔

آبرو بیتاب کب پائیں وہ جو ذی علم ہیں
مرتبہ ہوتا نہیں کچھ گوہر بے آب کا

مجھ زار سے کہتا ہے وہ ہنس ہنس کے دم نزع
گل ہونا ہی اچھا ہے چراغ سحری کا

کھولدو دست کرم اے منعمو بیٹھے ہو کیوں
ایکدن اٹھنا پڑیگا سب یہ ساماں چھوڑ کر

عاشق معنی کبھی ہوتے نہیں صورت پرست
شیخ جاتا ہے حرم کیوں کعبۂ دل چھوڑ کر

عبث ہے منعمو تم کو غرور حشم جاہ و ثروت کا
زمانہ کا دگرگوں۔ حال ہو جاتا ہے دم بھر میں

آج کا کام چھوڑ مت کل پر
زندگانی کا اعتبار نہیں

صحبت پیران جوانو فیض سے خالی نہیں
یہ کماں کا زور ہی جو دیکھتے ہو تیر میں

کون کس کا ہے بزم غم میں شریک　　ابر روتا ہے برق ہنستی ہے
مغتنم جان صحبت احباب　　یہ بھی اک اتفاق ہستی ہے
بڑھے اتنی ہی جتنی خرچ کیجئے　　کوئی دولت نہیں ہنر سے

بیتاب۔ منشی ونایک پرشاد کھتری دہلوی۔
دلکی خطا ہے کچھ یہ زباں سے نہ کہہ سکا　　ناداں تھا جو آپ کی محفل میں آگیا
پائی نہ تھاہ اسکی خدائی کی حشر تک　　دریا بھی ڈوب کر لب ساحل میں آگیا

بیتاب۔ منشی جگبشیر ناتھ صاحب ورما بریلوی عمر تخمیناً تیس سال آجکل کے نوجوان شاعر ہیں۔

ستارے

یہ موتی ہیں جو موج نور سے حوروں نے رولے ہیں
شرارے اڑ رہے ہیں یا کسی کی آہ سوزاں سے
نجوم ضوفشاں سے نور کا عالم ہے گردوں پر
گرے ہیں چاندی کے پھول کس مہوش کے داماں سے
اڑا کر ریزہ افشاں چنی ہے لیلی شب نے
مرتب بزم انجم کی ہے جلوہ ہائے خنداں سے
چراغاں کا یہ عالم ہے کہ یہ تاروں کی محفل ہے
طبیعت بجھ گئی اپنی نہ وہ ہم ہیں نہ وہ دل ہے

کسی کے ساغر رنگیں کے ہیں چھلکے ہوئے قطرے
ستارے کب ہیں چشم شوق تیرا وہم باطل ہے
جو آنسو جوش غم میں رات کو بیتاب ٹپکے تھے
ستارے بن گئے گر کر قمر کی چشم گریاں سے

بیتاب ۔ منشی رام چندر بیتاب دہلوی حال مقیم لاہور شاگرد داغ دہلوی ۔

وادی الفت میں ہے دل رہنما   کیا ہوں جو پائے مدد رہبر سے ہم

بیدار ۔ راجہ ہرکشن سنگھ بہادر جاگیردار کشن کوٹ ضلع گورداسپور ۔ رئیس امرت سر ۱۸۹۸ء میں شاعری کا شوق ہوا ۔ نواب مرزا داغ دہلوی کے شاگرد ہوئے اور اُستاد کو بہ اصرار کشن کوٹ میں طلب کر کے کئی مہینے مہمان رکھا ۔ آپ کی عمر ۵۵ سال کی ہے ۔

عشق کیا چیز ہے خدا جانے   دل میں سوزش کباب کی سی ہے

بے صبر ۔ لالہ بالمکند سکندر آبادی ضلع بلند شہر خلف لالہ کانجی مل کائستھ شاگرد غالب و منشی ہرگوپال تفتہ ستر برس کی عمر میں ۱۸۹۰ء میں انتقال فرمایا

مدعا گر ہے تو یہ ہے عاشق دلگیر کا   اشک میں ہو نا اثر کا آہ میں تاثیر کا
رخصت ہوا وہ اشک ہمارے نکل گئے   خورشید کے چھپتے ہی ستارے نکل آئے

بیفکر ۔ منشی ہرپرشاد ٹیچر کائستھ ولد منشی دیبی دیال متصدی چھوٹی ٹھہری صاحب لکھنوی ۔ فارسی بھی بقدر ضرورت جانتے تھے ۱۹۲۶ء کو انتقال ہوا

اس زمانے میں وہ خوش ہی جو مروت نکرے　　　رات دن رنج اُٹھاتے ہیں مروت والے

بیہوش ۔لالہ گور دیال کایستھ وکیل عدالت لکھنؤ ۱۸۷۰ء تک بقید حیات تھے۔آپ کے مناظرے اکثر شعرا سے رہتے تھے۔

ہر چند کی ہی دیر و حرم میں بہت تلاش　　　ملتا نہیں ہی یار کے گھر کا نشاں مجھے

مضمون قد یار نہایت بلند ہے　　　گویا زمین شعر ہوئی آسماں مجھے

بیخود ۔منشی نرائن داس دہلوی شاگرد میر دردؔ

مے گلگوں کو چشم کم سے تو مت دیکھ اے واعظ

بنایا ہے یہ اعجاز مغاں نے آب آتش کو

بیدل ۔پنڈت کیلاش نراین صاحب کول۔بی اے۔ایل ایل بی وکیل مظفر نگر

دیکھا ہے جب سے جلوۂ رخسار یار کو　　　ہے خیر باد گل کو چمن کو بہار کو

احساس درد کیا ہو ترے جاں نثار کو　　　گلبن سمجھ چکا ہی جو ہر نوک خار کو

بیغرض ۔پنڈت نند لال ولد خلف پنڈت ٹیکالال ور متوطن سری نگر کشمیر قوم برہمن عمر ۳۹ سال تاریخ ولادت ۱۷ اجیٹھ سمبت ۱۹۴۸ تعلیم مڈل پاس مدرس سری پرتاب مڈل اسکول سری نگر کشمیر کسی کے شاگرد نہیں ہیں۔

اے خالق کون و مکاں اے مالک ہر دو جہاں

اُجڑا ہوا ہے آشیاں ہے تنگ ہم پر آسماں

گلشن میں ہے باد خزاں بلبل ہوئے ہیں نیم جاں

کشتی پہ ہے طوفاں رواں ہے موج بحر بیکراں
ٹوٹا پڑا ہے بادباں

پ

پروانہ۔ راجہ جسونت سنگھ عرف کاکاجی جاگیر دار قصبہ منڈیاؤں و موہن ضلع لکھنؤ خلف راجہ بینی بہادر نائب نواب شجاع الدولہ بہادر شاگرد منشی سرب سنگھ دیوانہ ملک الشعرا میر تقی میر اور اُن کے بعد مصحفی سے بھی اصلاح سخن لی ہے صوفی منش بزرگ تھے نہایت خوبصورت اور خلیق تھے ۱۲۵۰ھ میں انتقال کیا۔

بحر ہستی میں ترا جسم ہے مانند حباب
تشبیہ اکدم کے ہوا کھانے پہ مسرور ہے تو

کون مدفون ہے چمن میں صبا
جس کی تربت پہ گل فشانی ہے

پوچھتے اب ہو مرغ دل کا حال
کب سے وہ جنت آشیانی ہے

پیام۔ جگناتھ پرشاد کالستھ گورکھپوری۔ آقائے سخن وسیم کے شاگرد ہیں عمر تخمیناً ۴۴ سال۔

کسے جا کے دکھائیں کون دیکھے تابکس کی ہے
سر طور آرائے موسیٰ وہ ہمکو یاد کرتے ہیں

ملاتے ہیں اسے کیوں خاک میں جس دلمیں رہتے تھے
ذرا سوچیں گھر اپنا آپ کیوں برباد کرتے ہیں

پورن۔ منشی پورن سنگھ کالستھ دہلوی تلمیذ سعادت یار خاں رنگین علم وید کے ماہر تھے ۱۸۶۲ء میں انتقال فرمایا۔

اس میں رواداری ہی لازم ہو سدا پون ساماں سفر رکھے تیار فقیر اپنا

پنڈت ۔ دیا رام ولد پنڈت روپ چند کشمیری دہلوی فرخ آباد میں نواب عماد الملک کی جاگیر کے منیجر تھے ۔ فارسی کلام میں مولانا غلام علی آزاد بلگرامی سے مشورہ سخن لیتے تھے آپ کی اردو شاعری نے شاہ عالم ثانی کے عہد میں عروج پایا ۔

کیسے دل اسپہ شیدا نہ ہوئے جسکا ثانی ہی پیدا نہ ہوئے
اسنے اب تک ادھر گزر نہ کیا آہ سنے آہ کچھ اثر نہ کیا

ت

تاب ۔ پنڈت مہتاب رائے کشمیری دہلوی استعداد علمی بھی معقول تھی ۔ انیسویں صدی کے آغاز تک بقید حیات تھے ۔

یا تنگ کر ناصح ناداں مجھے اتنا یا چلکے دکھا دے دہن ایسا کمر ایسی
قافلے میں آج کیا شور فغاں و آہ ہو ناقہ لیلیٰ کے شاید قیس بھی ہمراہ ہو

تائب ۔ منشی کھنو لال ولد منشی جھاؤلال ناصب ابن جناب احسب لکھنوی سرفرازی یافتہ میر محبوب علیخاں عرش مکاں والی دکن ۔
بہت سی کتابیں تصنیف فرمائیں اب آپ کی عمر ۶۳ برس کی ہے ۔ گوشہ نشین لکھنو ہیں آپ کے شاگرد اطراف میں بہت ہیں ۔

نکیرین اسقدر جلدی ہو کیا ٹھہرو ذرا دم لو ابھی تو ہم تھکے ماندے چلے آتے ہیں منزل سے

چلتا ہی کہکشاں کا عصا لیکے رات کو / اب ناتواں بہت فلک پیر ہو گیا
ایام زیست گھٹتے ہیں انساں کے کیا ہی جلد / کودک ہوا جوان ہوا پیر ہو گیا

تاثیر - منشی بانکے لال عرف بکولال کایستھ سکسینہ خلف منشی جھنگی لال نیز دلگیر مرثیہ گو - شاگرد واجب لکھنوی کلام اچھا ہوتا ہے عمر تخمیناً ۶۰ سال

لکھتا ہوں وصف ابروئے خمدار یار کا / جوہر دکھا رہی ہے زبان ذوالفقار کا
کیونکر نہ بلبلوں کے اڑیں ہوش باغ میں / آئی خزاں ہوا ہوا موسم بہار کا

تسلیم - منشی رام سہائے ڈپٹی کلکٹر ضلع بدایوں شاگرد مرزا حاتم علی مہر - ایک دیوان غنچۂ مراد طبع ہو چکا ہی - تھوڑا زمانہ ہوا رحلت فرمائی -

چشم تر حال یہ تیرے میں کہاں تک رووں / طفل اشک ایک بھی آغوش میں پلنے نہ دیا
کجروی نے فلک پیر کے اے وائے نصیب / کوئی ارمان مرے دل سے نکلنے نہ دیا

تسلیم - منشی بالگوبند ممبر میونسپل بورڈ ڈسٹرکٹ اناؤ - اکثر لکھنؤ آیا کرتے تھے - سنہ ۱۹۱۷ء میں انتقال فرمایا -

جو پاؤں تمکنت سے رکھتے نہ تھے زمیں پر / ملتا نہیں ہی انکا نام و نشاں کہیں پر

تسلی - رائے ٹیکارام خلف بخشی گوپال رائے لکھنوی شاگرد مصحفی سنہ ۱۸۶۲ء تک بقید حیات تھے -

فہمیدہ والے کرتے ہیں دولت پہ کیا گھمنڈ / کیا اعتبار زندگی مستعار کا
جو چاہے سلطنت اسے ظل ہما ملے / مجھ کو یہی ہوس ہی کہ وہ مجھ سے آملے

تبسّم ۔ منشی سورج بلی صاحب خوشنویس لکھنوی ساکن محلہ نوبستہ ۔ منشی خیراتی لال شگفتہ ان کے چچا اور اُستاد تھے ۔ آجکل منشی نولکشور کے مطبع میں کتابت کرتے ہیں عمر تخمیناً ۶۰ سال ۔

ہمتو کیا ہیں نذر دل آ آ کے دیں گے سیکڑوں
آپ تو کچھ دل کے لینے کا ہنر پیدا کریں
کیا لگا ئیں یارِ بے پروا سے اپنے دِل کو ہم
فائدہ کیا جانِ شیریں کا ضرر پیدا کریں

تصوّر ۔ کنور فتح بہادر تعلقدار کوڑا جہان آباد تلمیذ آغا شاعر ۲۰ برس کی عمر میں سمبت ۱۹۵۴ میں انتقال کیا ۔

دیکھتے دیکھتے ندارد ہیں ، ہمسے نازک حباب کیا ہوگا
قضا آئی اور پھر گئی ہاتھ ملکر سنبھالا مجھے درد دل نے سنبھلکر

تمیز ۔ منشی کالی راے ابن لالہ وبھی دیال عزیز متوطن فتحگڈہ

آمد یہ صحن باغ میں کس گلبدن کی ہو جو روح باغ باغ نسیم چمن کی ہو
اچھے وہ ہیں جو مر کے تری خاک راہ ہوں مٹی خراب طالب گور و کفن کی ہو

تمنّا ۔ منشی رام سہائے تمنّا پنشنر ڈپٹی انسپکٹر مدارس خلف لالہ پورن چند بن لالہ الیسری پرشاد شعاعی ساکن قدیم محلہ نوبستہ کالیستھ سکسینہ شاگرد منشی تشنکر دیال صاحب فرحت ۔ سابق اڈیٹر اخبار تمنائی و حال اڈیٹر ستارہ دربار

مالک مطبع تمنائی عمر تخمیناً ۵۰ سال۔

عشق کی لو میں جو پروانے کو جلتے دیکھا
شمع کو بھی غم عاشق میں پگھلتے دیکھا

بعد مردن وہی مٹی میں ملے خاک ہوئے
جنکو محلوں میں بڑے نازسے پلتے دیکھا

تازگی کرم حق سے تمنا ہمنے
نخل امید دلی پھولتے پھلتے دیکھا

گل گلشن میں رنگ و بو نہ سہی
سب وفا کی بس آرزو نہ سہی

اے تمنا ہوا آبرو سے بسر
تاج شاہی کی آرزو نہ سہی

یوں تو میں ہر روز و شب مصروف کاروبار ہوں
لیکن اس دنیا کے جھگڑوں سے بہت بیزار ہوں
کمسنی گزری جوانی گزری اب پیری ہوئی
پھر بھی اب تک خدمتِ قومی کو میں تیار ہوں

ہے بادہ نوش باعث نقصان جان و مال
مشہور اس سبب سے ہی مینخوار خوار آج

یہ انقلاب وقت تمنا ہے دیکھ لو
ہنستے تھے کل جو رونے لگے زار زار آج

تمنا۔ منشی چھیدی لال صاحب کاکوروی ملازم سررشتہ تعلیم، شاگرد طاہر فرخ آبادی۔

یہ سرکشی کا نتیجہ تھا باغ عالم میں
خدا نے سرو کو دنیا میں باثمر نہ کیا

چھپا کے تجھ سے یہ باتیں الگ الگ کرنا
ملیں کلیم تو ان سے ہو گفتگو میری

وفا جو آج ہی وعدہ کرو تو کیا ہو جائے
یہ کوئی فرض ہے محشر ہی جب بپا ہو جائے

تنویر۔ بابو پیارے لال صاحب سیتاپوری عرائض نویس

ہم کہتے تھے نہ دینا دشمنوں کو جام عشق
اب لوٹتے پھرتے ہیں کمبخت در د ِ ناکام عشق

اقبال رنج و راحت جوش وحشت میں کہاں
ایک مجھ وحشی کو ہو الام عشق آرام عشق

ث

ثابت۔ منشی روپ کشور کایستھ ماتھر خلف منشی جگموہن لال شاگرد مولوی میر نقی نائب تحصیلدار گھام پور۔

کیا کہوں حال مریض عشق میں
کم بہت سمجھتے ہیں اس آزار کے

ثاقب۔ منشی بشن دیال قوم کایستھ سری واستو۔ وکیل ہائیکورٹ کانپور ابن منشی ارجن سنگھ

ہمسنگ ازل سے ہے دو رنگی زمانہ
گر سبز زمرد ہے تو ہے لعل یمن سرخ

ثاقب۔ راجہ شیو پردھان مہاراجہ گوپال سنگھ بکنٹھ باشی مصاحب آخری شاہ اودھ و داروغہ مرزا فریدوں قدر قوم کایستھ رئیس سندیلہ ۱۸۹۰ء میں ستر برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔

جو رنج دیتے ہیں اللہ انکو خوش رکھے
ہم اپنے منھ سے کسی کی کریں برائی کیا

نتیجہ جسکا عداوت ہو وہ محبت کیا
جو آشنا کرے غم سے وہ آشنائی کا

ثاقب۔ پروفیسر کنھیا لال۔ ایم۔ اے آر۔ اے ایس۔ امرتسری آپ کا کلام اکثر رسائل میں شایع ہوتا ہے۔ بعض نیچرل نظمیں اچھی ہوتی ہیں۔

بجلی

فضا خاموش ہے عالم سراپا محو ہستی ہے
جہاں میں ذرہ ذرہ سے مئے عشرت برستی ہے

صدائے خامشی سی گونجتی ہے سبزہ زاروں میں
ہوا محبوس ہے گویا چمن کے رازداروں میں

فلک پر ہو چلی ہے چاند کی رفتار بھی ہلکی
عجب معصوم ہے اسکو خبر تک بھی نہیں کل کی

وہ دیکھو اس سرے پر سامنے والی پہاڑی ہے
کوئی زہرہ جبیں ہے رخ سے پردے کو ہٹاتی ہے

ثمر۔ منشی اودھ بہاری لال صاحب لکھنوی کایست خلف کنور چندی لال صاحب نہال بن راجہ جیالال صاحب گلشن ۱۸۵۹ء میں موضع سیتاپور میں پیدا ہوئے شاعری میں اپنے والد کے شاگرد ہوئے فارسی میں خواجہ عزیز الدین عزیز لکھنوی کے شرف تلمذ حاصل کیا۔ پنجاب یونیورسٹی فارسی امتحان میں کامیابی حاصل کرکے آگرہ و اودھ کے مختلف مدارس میں فارسی مدرس رہے کایست سماچار الہ آباد کایست ایڈ ہیتک لکھنؤ و کایست اخبار لکھنؤ کی اڈیٹری بھی کی ۱۸۹۱ء سے ۱۹۲۵ء تک چرچ مشن ہائی اسکول لکھنؤ میں مدرس فارسی رہے۔ ناگاہ ۱۹۱۲ء میں جوان بیٹے خلف اکبر بابو بربھودیال کے انتقال کا ایسا سخت صدمہ پہنچا جسنے بڈھے باپ کو زندہ در گور کر دیا۔ طبیعت دنیا سے ہٹ گئی شعر و شاعری رخصت ہو گئی۔ بقائے نام کے لئے فارسی ایک مجموعہ خیابان ثمر کے نام سے چھپوا کر شائع کر دیا اسوقت آپ کی عمر ۷۶ برس کی ہے۔

تم سے کیا کہہ کے کروں بات بھی کھو دوں اپنی
جو نکالے وہی پوچھے تری حسرت کیا ہے

کیوں نہ ہو مجھکو جستجو تیری
دل میں رہتی ہے آرزو تری

ثمر۔ لالہ متھرا پرشاد کایست سکسینہ لکھنوی شاگرد منشی خیراتی لال شگفتہ لکھنوی

پیرو عارف کامل کو خدا ملتا ہے
جادۂ راہ سے منزل کا پتہ ملتا ہے
جسقدر صاف ہے مجھ سے کوئی میں ہوں صاف
آئینے سے دل پرنور مرا ملتا ہے

ج

جمری۔ کنور ہری سنگھ اڈیٹر اخبار راجپوت گزٹ لاہور شاگرد لالہ شکن لال روشن

اے ہند زمانہ وہ ترا یاد ہے مجھ کو
اس دور گزشتہ کی فضا یاد ہے مجھ کو
وہ اہل شجاعت کی وفا یاد ہے مجھ کو
وہ تیرے جواہر کی ضیا یاد ہے مجھ کو

تھا تجھ سے مزین سحر و شام کا سکہ
چلتا تھا خدائی میں ترے نام کا سکہ

میداں تھا ترے قصر کا میدان شجاعت
ہر ذرہ تھا پروردہ دامان شجاعت
تھا ہاتھ میں تیرے سر و سامان شجاعت
پلتے تھے تری گود میں مردان شجاعت

ہر پھول یہ کہتا تھا سپردار ہوں میں بھی
ہر شاخ کو دعوے تھا کہ تلوار ہوں میں بھی

جگر۔ منشی رنگ بہادر بی اے وکیل گورکھپور عمر تخمیناً ۸۰ سال شاگرد وسیم

تنگدستی تو زمانے میں بھٹکتی بھی نہیں ۔ حرص کا پاؤں جو چادر سے نہ باہر ہوتا
وادیٔ عشق ہے صحرائے مصیبت ہیں نہیں ۔ خضر کیونکر مرا اس راہ میں رہبر ہوتا

جگر۔ منشی شاہ موہن لال صاحب بریلوی عمر ۴۰ سال۔

کسی کی راہ میں اک خاک ہو کے بیٹھا ہوں ۔ مرا وجود ہے کیا چیز اور میں کیا ہوں
میں ہی تھا جوہر تخلیق دہر روز ازل ۔ بہار حسن وہ عالم ہے میرا حسن عمل
گدائے دولت اور اک میر علم و ہنر ۔ مری نگاہ کا محتاج عقل کا جوہر
تجمل مہر و فلک سے بھی میری ہستی ہے ۔ بلند شان ملائک سے میری پستی ہے
بہار موج تبسم ہے میری شیدائی ۔ خزاں ظہور نم اشک کی تمنائی
حیات و مرگ مرے پردہ ہائے ساز وجود ۔ ازل ابد مری ہستی مستقل کے حدود
جبین عشق مرے سجدہ سے منور ہے ۔ نگاہ عشق مری خوشہ چین جوہر ہے
ہے ذات پاک کی آئینہ دار ذات مری ۔ بنائے رونق دیں رونق صفات مری

جنگ۔ جنگ بہادر میرٹھی۔ ناظر عدالت کلکٹری و محکمہ بندوبست اڈیٹر اخبار انیس ہند انگریزی فارسی میں کافی دستگاہ رکھتے تھے ۱۹۰۷ء میں ۵۰ برس کی عمر میں انتقال کیا۔

جگر میں گیا دل سے پیکاں نکل کر ۔ اٹھا درد بھی ساتھ پہلو بدل کر
مرے ساتھ ہے انقلاب زمانہ ۔ بدل دو نگاہ دنیا کو کروٹ بدل کر

جوالا۔ ہرا دی لال لکھنوی شاگرد قدر بلگرامی ۱۹۱۸ء میں انتقال کیا۔

ہم تم تھے کوئی روز ازل رخنہ گر نہ تھا — انساں تو کیا ہے جبر ملک کا گزر نہ تھا
نظر کا تیرا دل ہے تو فولاد کا جگر — اسیر تھی میرا نام کوئی بے اثر نہ تھا

جوہر۔ منشی کدار ناتھ ابسوانی تلمیذ جگر بسوانی نوشق شاعر ہیں

جانتا ہوں عشق میں اس سے تو کچھ حاصل نہیں — کیا کروں مجبور ہوں قابو میں میرا دل نہیں
لاش دفنائے وہ قاتل آکے اپنے ہاتھ سے — اور تو کوئی بھی باقی حسرت بسمل نہیں

جوش۔ پنڈت لبھو رام محرم پوری مدرس اول ضلع جالندھر عرف جوش ملسیانی معاون اعزازی رسالہ رہنمائے تعلیم لاہور۔

خنجر جو کھینچ کے پنجہ قاتل میں رہ گیا — ارمان قتل کا دل بسمل میں رہ گیا
حسرت نصیب ہی جو ہو کر شکستہ پا — منزل سے دور حسرت منزل میں رہ گیا
لخت جگر سے مجکو زیادہ عزیز ہے — ٹوٹا ہوا جو تیر ترا دل میں رہ گیا

جوش۔ پنڈت ہری ہر ناتھ ناگر الہ آبادی شاگرد بسمل الہ آبادی

نظر آتا ہی ہر صورت سے مجکو جلوہ قدرت — صنم خانے میں جاکر میں خدا کو یاد کرتا ہوں
کہیں ایسا نہو سن لے کوئی یہ خوف رہتا ہی — تری تصویر سے میں چپکے چپکے بات کرتا ہوں

جوہر۔ جواہر سنگھ خلف منشی مختاور سنگھ راقم قوم کایست شاگرد خواجہ وزیر، وزیر فارسی میں کافی دستگاہ رکھتے تھے اور مولانا گل محمد خاں ناطق کے شاگرد تھے۔ غدر کے بعد ریاست بلرام پور میں عمر گزار دی۔ نہایت پرگو تھے۔ پانچ دیوان آپ کے شایع ہو چکے ۱۸۸۰ء میں انتقال کیا۔

اصل مطلب ایک ہے آگاہ نا آگاہ کا ۔ ہو الک کا ترجمہ عربی میں لفظ اللہ کا

بھولے ہیں ہم صفیر بھی مجکو کہ تا قفس ۔ مژدہ بھی کوئی لیکے نہ آیا بہار کا

خار کیطرح ملی باغ جہاں میں تقدیر ۔ جس سے لپٹوں وہ چھڑا لیتا ہے دامن اپنا

نہ کوئی رہا ہے نہ کوئی رہے گا ۔ فقط ایک حرفِ نکوئی رہے گا

بعید عقل سے ہے احترام دیر و حرم ۔ مکان ساختۂ خود کو کیا سلام کریں

کچھ نہیں ماتم زوال کو لطف سامان بہار ۔ گل ہیں خنداں باغ میں شبنم ہے گریاں باغ میں

جو ہے جری بحکم خدا لا زوال ہے ۔ شہباز ہے حرام کبوتر حلال ہے

گر نہو حاصل کسی سے مدعا بیدل نہو ۔ آدمی کو بے لے علائے ہمت توکل چاہیے

جوہر۔ لالہ مادھورام ابن لالہ جواہر لال ساہوکار فرخ آبادی شاگرد منیر شکوہ آبادی نے ۱۸۹۰ء میں انتقال کیا انکا دیوان طبع ہو چکا ہے

ہیں تری درگاہ میں ہمدوش فقر و سلطنت ۔ مرتبہ یکساں نظر آیا گدا و شاہ کا

توڑا جو پھول بلبل شیدا کے سامنے ۔ کیا تیرے دل میں درد کچھ ای باغباں نہ تھا

غنچے کے دل کو کہیں عشق سمجھ کر دینا ۔ جام کم ظرف ہے منہ تک نہ کہیں بھر دینا

یہ نہ سمجھو کہ عشق میں تجھ سا کوئی کامل نہیں ۔ پھر بھی آپ کی بندہ تو اس قابل نہیں

آج ای مرگ کھلی ہستی موہوم کی اصل ۔ کچھ سمجھتے تھے ہم اس شے کو مگر کچھ بھی نہیں

چ

چکبست۔ برج نرائن چکبست بی۔ اے۔ کشمیری ولد پنڈت اودت نرائن

مولد فیض آباد متوطن لکھنؤ شاگرد مرحمت الدولہ حکیم سنہ ۱۸۸۳ء میں پیدا ہوئے سنہ ۱۹۰۵ء میں وکالت شروع کی سنہ ۱۹۲۶ء فالج میں مبتلا ہو کر انتقال کیا۔

خوشگو شاعر تھے۔

زندگی کیا ہے عناصر کا ظہور ترتیب ۔۔۔ موت کیا ہے انھیں اجزا کا پریشاں ہونا

زباں کو بند کریں یا مجھے اسیر کریں ۔۔۔ میرے خیال کو بیڑی پنہا نہیں سکتے

غرور جہل نے ہندوستاں کو لوٹ لیا ۔۔۔ بجز نفاق کے اب خاک بھی وطن میں نہیں

فریبِ زندگی جس نے نہ دیکھا ہو مجھے دیکھے
نہ سینے میں ہے دِل اپنا نہ منھ میں ہے زباں اپنی

بیگناہوں کا تو انصاف ہو دنیا میں ۔۔۔ اب ہمیں دیکھنی ہے شرم گنہگاروں کی

مرد قانع کو نہیں رہتی گدائی کی ہوس ۔۔۔ پاؤں پھیلا کر جو بیٹھا ہاتھ پھیلاتا نہیں

نفاق گبر و مسلماں کا یوں مٹا آخر ۔۔۔ یہ بُت کو بھول گئے وہ خدا کو بھول گئے

مصیبت میں بشر کے جوہر مردانہ کھلتے ہیں
مُبارک بزدلوں کو گردش قسمت سے مرجانا

گدائے سلطنت کی شکر حق سے اور قناعت سے
زبان کو تیغ اور نان شبینہ کو سپر جانا

وہی قطرہ لہو کا اشک بنکر گیا رسوا
جسے ہم نے نمک پروردہ زخم جگر جانا

نہیں ہوتا ہے محتاج نمائش فیض شبنم کا — اندھیری رات میں موتی لٹا جاتی ہے گلشن میں

جس لیے آپ بہت روئے فقط اتنا تھا — گھر کو ویران کیا قبر کو آباد کیا

اسکو ناقدری عالم کا صلہ کہتے ہیں — مر چکے ہم تو زمانے نے بہت یاد کیا

اترے ہیں صحن باغ میں پھولوں کے قافلے — نذریں دکھا رہے ہیں عروس بہار کو

مجھسے روشن ان دنوں دیر و حرم کا نام ہے — پائے بت پر ہے جبیں لب پر خدا کا نام ہے

مجکو شبنم کے موتی باغ میں جوڑی گئے — پھول کرنوں سے یہ کہتے ہیں تمہارا کام ہے

لطف آزادی تھا جب سے چل بسے وہ ہمصفیر — اب چمن کی صبح بھی مجکو قفس کی شام ہے

جسکی قفس میں آنکھ کھلی ہو مری طرح — اسکے لئے چمن کی خزاں کیا بہار کیا

بعد فنا فضول ہے نام و نشاں کی فکر — جب ہم نہیں رہے تو رہیگا مزار کیا

انساں کے بغض و جہل سے دنیا تباہ ہے — طوفاں اٹھا رہا ہے مشت غبار کیا

ارماں بھرے دل خاک ہوئے اور موت کے طالب جیتے ہیں

اندھیر ہے اس دنیا کی ہمیں آتی ہے ہنسی اور رقت بھی

پردۂ خاک سے گل جام بکف نکلا ہے — مے کی تاثیر سے کچھ کم نہیں تاثیر بہار

چندر۔ رائے زادہ چند بہان صاحب دہلوی

اس گلستاں کے گل و غنچے رہیں تازہ مدام — فرط نکہت سے ہو یا رب عنبریں سارا چمن

معنی و مطلب چلے آتے ہیں ہمرنگ نسیم — خوب فصل گل کا دکھلاتا ہے نظارا چمن

پھول میں سبزہ ہیں بلبلیں اور شجر گلبار ہیں — دیکھنا اے چندر چشم شوق سے سارا چمن

چمن۔ رنجیت سنگھ خلف منشی سردار سنگھ ماتھر کالیست دہلوی تلمیذ مولانا راسخ دہلوی عمر تخمیناً ۱۵ سال۔

یہ کہکر توڑ ڈالا اُس بت خود سر نے آئینہ
ہمارے رخ سے ملتا ہی تمہارے دل سے ملتا ہی

سمجھ کر سونچکر دلکو مٹانا یا در کھیئے گا
وہ دل جو دل سے ملجائے بڑی مشکل سے ملتا ہی

ح

حامی۔ پنڈت لچھمن نرائن صاحب ولد پنڈت دیبی پرشاد صاحب صادق قوم برہمن وطن بریلی ولادت اکتوبر ۱۸۹۶ء عمر ۳۴ سال تعلیم فارسی کی گھر کے مکتب خانے میں مولوی حامد علی حامد سے چار سال میں ابوالفضل تک ہوئی پھر گورنمنٹ اسکول میں انگریزی انٹرنس تک پڑھی مجبوراً تعلیم ترک کے اودھ آر ریلوے میں ملازمت اختیار کی۔ ترقی کر کے ہیڈ کلرک مقرر ہوئے آخر نو دس برس کے بعد استعفا دیکر تین برس تک خانہ نشین رہ کر بمبئی میں راجہ بینی لال خلف راجہ شیولال و موتی لال کے پرائیوٹ سکرٹری مقرر ہوئے۔ راجہ صاحب فیاض نیکدل دولتمند قدرداں شرفا ہیں، آجتک انھیں کے سایۂ عاطفت میں پرورش پا رہے ہیں شعر و شاعری کا شوق بارہ برس کی عمر سے ہے اپنے والد کے کتب خانہ کی سیر سے بہت کچھ معلومات میں اضافہ کیا صحیح المذاق شاعر ہیں۔

گردوں نے طفل غنچہ کو بخشا تھا شیر صبح
شبنم نے اسمیں حرص سے پانی ملا دیا

ہمنے تجھے جب دیکھ کے مرضی تری پالی
اب فصل خزاں باغمیں آئی ہے ندیمو

خواہش نہ کرینگے کبھی مقدور سے بڑھ کر
فنا کے بعد بھی باقی رہی بالیدگی غم کی

ہمارا حق ہے جنّت پر اگر انصاف سے پوچھو
تم جو بے پردہ نکل آؤ قیامت ہو جائے

تو نہ پہچانے تو یہ تیرا خیال خام ہے
منعمو دنیا میں تعمیر مکاں سے کیا حصول

مایوس نہیں ہوں تری رحمت سے الٰہی
کنج لحد عزیز نہ کیونکر ہو جان سے

کیا کیا بھٹک رہا ہوں محبت کی راہ میں
نام آوری کے شوق نے بدنام کر دیا

کل جوانی کی خاک قدر نہ کی
فاتحہ کی ہے توقع ہمیں ان سے کیا خوب

حضرت موسیٰ تو پھر انسان تھے
زاہد و توبہ کرو کیسی شراب

آیا ہوں تنگ زندگی مستعار سے
گویا لب خاموش نے اک بات نکالی

موقوف کرو تذکرۂ ماسبق گل
ہم پاؤں نہ پھیلائینگے چادر سے زیادہ

مرے تابوت میں بھی شاخ نکلی نخل ماتم کی
کہ وہ میراث آدم اور ہم اولاد آدم کی

چاہیے حسن جہاں سوز کو گھونگھٹ کوئی
ورنہ قدرت کا تو سارا راز طشت از بام ہے

قصر دل کا سب سے پہلے لازم استحکام ہے
ہر چند سیہ نامۂ اعمال ہوا ہے

ہوتی ہے آدمی کو محبّت مکان سے
ہوں آج بتکدے میں تو کل خانقاہ میں

ہم خوار ہو گئے ہوس عز و جاہ میں
آج افسوس ہے جوانی کا

جو مریضوں کی عیادت کو بھی کم جاتے ہیں
جل گیا جلوے سے کوہ طور تک

میں نہیں کھاتا کبھی انگور تک
توڑوں گا اس طلسم کو لوح مزار سے

دل میں پیکان رہا جاتا ہے　　اُن کا احسان رہا جاتا ہے

ہم تو جاتے ہیں عدم کو حامی　　ساز و سامان رہا جاتا ہے

گل کہیں شمع کہیں مہر کہیں ماہ کہیں　　ہر جگہ انکو نئی شان سے ہم دیکھتے ہیں

حشم۔ ڈاکٹر کرپاشنکر دہلوی تلمیذ مرزا قربان علی بیگ سالک دہلوی۔

مجکو حکمت میں بہت دخل ہو لیکن اپنے　　دردِ دل کا نہیں پایا کوئی درمان اب تک

حشم۔ بابو ہر پرشاد تعلقدار بنارس شاگرد مولوی الطاف حسین مدرس

جے نرائن کالج بنارس۔

ہاتھ کرتے ہیں قلم کاتب تری تحریر پر　　منھ کی گویا کھا رہے ہیں خوبی تقدیر پر

قصرِ تن قائم رہے گر تا ابد تو جانیئے　　منعمو ناحق ہو نازاں اپنی اس تعمیر پر

حلم۔ منشی دوارکا پرشاد کایست ولد منشی ننگلی پرشاد طاہر بریلوی شاگرد حسن

بریلوی فارسی اور عربی میں قابلیت رکھتے ہیں عمر تخمینًا ۵۰ سال۔

طریق حق پرستی عشق والوں کا نرالا ہو　　نہ پروا مسجدوں کی ہو نہ پروا ہو شوالوں کی

طے ہو راہ عشق مشکل ہو مگر مشکل نہیں　　ہو اگر سالک میں ہمت دو قدم منزل نہیں

حضور۔ بالمکند کھتری دہلوی تلمیذ خواجہ میر درد عربی اچھی جانتے تھے،

غدر سے پیشتر انتقال کیا۔

یاں مجھ میں نہیں ہے جان باقی　　واں اب بھی ہے امتحان باقی

خ

خاطر۔ رائے سورج نراین صاحب تلمیذ حضرت ظہیر دہلوی

مرغوب ہو اسد رجہ انھیں اپنی نمائش
آئینے لگا رکھے ہیں دیواریں دریں

خرد۔ منشی ہردیال پرشاد سررشتہ دار محکمہ سکرٹریٹ دربار گوالیار

دل پر نگاہ ڈال کے اُسنے لگادی آگ
شعلہ چراغ طور کا برقِ نظر میں ہے

خستہ۔ منشی جیالال کائیت دہلوی۔

نہ واں تجھ سے پری پیکر نہ میں حوروں کا شیدائی
نہ جنت میرے قابل ہے نہ میں جنت کے قابل ہوں

خلش۔ منشی جگیشر پرشاد خلف منشی کاشی ناتھ متوطن ندرہ ضلع گیا عمر
تخمیناً ۳۵ سال قوم کائیت

خضر بھی راہ عشق میں گم ہیں
کس سے پوچھوں نشان منزل کا

آہ نہ جس کو آپ کہتے ہیں
ایک ٹکڑا ہے وہ مرے دل کا

خستہ۔ منشی ہربلب متوطن روپڑ ضلع انبالہ

ستارے ہیں کہ موتی ہیں کہ یہ شبنم کے قطرے ہیں
دکھاتا ہے فلک نیرنگیاں گوہر فشاں ہوکر
نئے گل اور نئی پتی نئے غنچے نئی کونپل
نئے منظر دکھاتا ہے گلستاں گلفشاں ہوکر

خوشتر۔ منشی ہربھوت سنگھ صاحب رئیس گورکھپور۔ ولد منشی لچھمی نرائن قوم کایست
استھانہ پروپرائٹر رسالہ تحفۂ خوشتر عمر ۵۳ سال شاگرد آقائے سخن وسیم خیرآبادی
وحضرت ریاض خیرآبادی تکمیل عربی و فارسی مولوی کریم داد صاحب ادیب سے
کی۔ علم و منطق مولوی اصغر علیصاحب سے حاصل کیا۔ انگریزی بھی بقدر ضرورت
جانتے ہیں۔ صاحب دیوان ہیں۔

دو قدم چلنے ہیں جب بیٹھ گیا دل میرا ۔۔۔ اب ہے دشوار پہنچنا سر منزل میرا
شمع گلگیر سے کہتی ہے کہ بے جرم تھی میں ۔۔۔ تو نے کیوں کاٹ لیا سر سر محفل میرا
بحر قدرت کا یہ ہے قول کہ عقل انساں ۔۔۔ ڈوب کر بھی نہیں پا سکتی ہے ساحل میرا
کہہ رہا ہے یہ نسیم سحری سے ہر گل ۔۔۔ شق جگر کرتی ہے فریاد عنادل میرا
ہر ایک نقش قدم کہہ رہا ہے سالک کا ۔۔۔ طریق عشق کا عالم میں رہنما ہوں میں
پہنچ کے منزل مقصد پہ روح کہتی ہے ۔۔۔ خدا نہیں ہوں مگر سایۂ خدا ہوں میں
کیا ہے جب کسی ظالم نے ظلم بیکس پر ۔۔۔ ندا یہ غیب سے آئی کہ دیکھتا ہوں میں

خوشدل۔ منشی بینی پرشاد بن لالہ درگا پرشاد لکھنوی تلمیذ عامل لکھنوی

زینۂ بام حقیقت ہے مجاز اے زاہد ۔۔۔ راستہ کعبہ کا سیدھا ہے صنم خانے سے
ہوں جو گوش شنوا سنئے حقیقت کا بیاں ۔۔۔ کوئی قصہ نہیں بہتر ہے اس افسانے سے

خوشتر۔ منشی جگناتھ ولد منشی منا لال کایست لکھنوی آخری شاہ اودھ کے
دفتر میں متصدی تھے ان کی تصنیف سے رامائن خوشتر۔ سری مد بھاگوت۔

چتر گیت اُردو نظم میں مشہور کتابیں ہیں۔ غدر کے سات برس کے بعد ۱۸۶۴ء میں انتقال کیا۔

ہم غمِ بلبلِ شیدا ہوں خوشی ہی تو یہ ہے ۔۔۔ فصلِ گل آئی تمنائے دلی ہی تو یہ ہے
ہیں وہ قمریِ گل و بلبل مے ساغر ہیں ہم ۔۔۔ دوڑ ساقی کہ دمِ بادہ کشی ہی تو یہ ہے

خوشحال۔ گیان سنگھ ساکن ضلع جہلم۔

خوشی سے شوق سے سو بار لیں وہ امتحاں میرا ۔۔۔ چلا مقتل کی جانب دل یہ کہتا شاداں ہو کر

خوشتر۔ منشی کشن سنگھ حیدر آبادی آج کل کے نوجوان شاعر ہیں۔

(پروانہ)

اے خریدارِ فروغِ حسن اے سینہ فگار ۔۔۔ اے فنا فی الشمع اے تفتہ جگر وقفِ شرار
جذبِ عشقِ شمع سے تو ہے سراپا پُر شرر ۔۔۔ شعلہ ہے ہر عضوِ تن ہر موئے تن شعلہ اثر
حال یوں ہی حال اپنا کیوں بنا لیتا ہے تو ۔۔۔ شمع کے سر چڑھ کے کیا معراج پا لیتا ہے تو
دخل کیا اسمیں تصنع کو یہ عادت ہے تری ۔۔۔ آہ جلتی شمع پر جل مرنا فطرت ہے تری
تیرے دم سے ہے ہویدا عشق کا نام و نمود ۔۔۔ باعثِ تشہیرِ شمعِ حسن ہے تیرا وجود
دیر میں ایثار تیرے غور سے دیکھے کوئی ۔۔۔ سرفروشی کے چلن تجھ سے مگر سیکھے کوئی
ہے سبق آموزِ عالم کو اولوالعزمی تری ۔۔۔ واقفِ رمزِ فغانِ عشق ہے ہستی تری
آہ قیمت حسن کے دل سے تری پوچھے کوئی ۔۔۔ شمع کے خاطر لٹا لیتا ہے شمعِ زندگی

خورشید۔ پنڈت بلدیو کشن لاہور میں انسپکٹر تحصیل چنگی ہیں

نہ وہ اوصاف ہیں ہم میں نہ وہ الفت رہی دل میں
ہماری غفلتوں سے دیکھئے سارا وطن بگڑا
اگر دل میں خیالات من و مائی نہ لاؤ تم
تو اس اجڑے چمن کو آج ہی رونق پہ پاؤ تم

میں کیا منہ سے کہوں میں کون ہوں دنیا میں کیا میں ہوں — بشر کی ہستی ناپاک کا اک آئینہ ہوں میں
خدا کی جب نظر میں کل بشر دنیا کے یکساں ہیں — تو دل میں کیوں خلش رکھے ہوئے ہندو مسلماں ہیں

نہیں بگڑا ہے کچھ اب بھی اگر تھوڑے سنبھل جاؤ
کدورت چھوڑ دو اور جانب اصلاح تم آؤ
کہاں لکھا ہے مذہب میں کرو تم بیر آپس میں
غضب ہے گر زمانے میں جدا بھائی سے بھائی ہو

خورشید ۔ پنڈت جوالا پرشاد ایم اے ۔ وکیل چیف کورٹ لاہور ۔ ولد رائے بہادر پنڈت جانکی پرشاد میر منشی قوم کشمیری

ایک حسرت ہی گئی ساتھ مرے زیر لحد — اور کوئی بھی نہ ساتھی ہوا مر کر اپنا
نہوا دست قضا سے بھی یہ گشتہ سیماب — ہائے مر کر بھی نہ ٹھہرا دل مضطر اپنا

خیال ۔ منشی جگیشور رائے کائستھ دہلوی

حسرت ہی رہی جی میں مرے آہ پس مرگ — بالیں پہ دم مرگ نہ آنے سے کسی کے
ای یاسمن اس سے نہ مقابل ہو کہ جس کا — میلا ہو بدن ہاتھ لگانے سے کسی کے

خیالی۔ منشی خیالی رام صاحب خیالی لکھنوی ساکن محلہ نوبستہ، صاحب تصانیف کثیرہ آپ ترکی زبان بھی خوب جانتے تھے مرزا قتیل کے شاگرد تھے ۱۸۶۲ء میں انتقال کیا۔

ہے اسیطرح طبائع میں بھی فرق انساں کے | مختلف جیسے ہو فرد بشر کی صورت
کر دیا باد خزاں نے اسے درہم برہم | وصل بلبل کی کبھی گل نے اگر کی صورت

دانا۔ منشی روشن لال کایست سکسینہ لکھنوی شاگرد نواب عاشور علیخاں خلفِ منشی مہتاب رائے اردو فارسی میں شاعری کرتے تھے ان کے والد بھی فارسی کے شاعر تھے ان کا دیوان طبع ہو چکا ہے۔ مہتاب تخلص تھا۔ ۶۰ برس کی عمر میں ۱۸۷۴ء میں انتقال فرمایا۔

نہ گل جیب ہوں عالم میں نہ خار دامن | جامہ زیبوں کا ہوا ہوں نہیں غبار دامن

دانش۔ منشی شمبھو سنگھ سنہوری نو مشق شاعر ہیں۔

دعائے وصل جاناں مانگنے جاتے ہیں کعبہ میں | کوئی دیکھے تو یہ سمجھے خدا کو یاد کرتے ہیں

درد۔ لالہ امرت لال زمیندار ساکن موضع لوٹے پور ضلع گیا کایست تلمیذ خلش گیاوی تھوڑا زمانہ ہوا ۵۷ برس کی عمر میں انتقال کیا۔

ہر گل میں ہر شجر میں ہے ہر اک خار میں | جلوہ ترا ہی ہے چمن روزگار میں

درس۔ ماسٹر منی لال صاحب کایست شاہجہانپوری تلمیذ احسان شاہجہانپوری

کسی کو ایک سے ہو گی ہمیں دونوں سے الفت ہے

خدا کی یاد ہے دل میں بتوں کا سر میں سودا ہے

طبیعت کو جو خوش آئی وہی بہتر سے بہتر ہے
جو آنکھوں میں سما جائے وہی اچھوں سے اچھا ہے

درخشاں ۔ لالہ بھولا ناتھ جینی ۔ مختار عدالت سکندر آباد شاگرد شیخ ضمیر الدین اشک

گھر کے بادل آئے ہیں جوش و خروش رعد ہے
آسماں کیا کیا دکھاتا ہے فضا برسات کی

اے درخشاں آئی میری چشم تر کے روبرو
بھاگتی پھرتی ہے مجھسے کیوں گھٹا برسات کی

دل ۔ منشی بینی پرشاد خلف منشی دیبی پرشاد عظیم آبادی تلمیذ راسخ عظیم آبادی

پردہ اٹھا کے تو نے ادھر کو گزر کیا
عالم کے دلمیں تیری محبت نے گھر کیا

دل چاہتا ہے تو لئے ہرگز نہ یار سے
پر بس نہیں چلے ہے دل بیقرار سے

دلخوش ۔ لالہ بہادر سنگھ کھتری نبیرہ لالہ خوشحال رائے دہلوی ۱۸۷۵ء

میں انتقال کیا

ہوں ترے ہجر میں جوں دیدہ نرگس حیراں
چشم پوشی نہ کر آ اپنے گنہگار سے مل

دلسوز ۔ لچھمن نرائن خلف منشی آتارام رئیس بھوج پور ضلع فرخ آباد تلمیذ نادر

آمد جاناں کی شادی نے کیا اچھا سلوک
بیخودی ایسی ہے اب اپنی خبر ہمکو نہیں

دلریش ۔ منشی اُل بہاری مختار علیگڈھ تلمیذ منشی بنواری لال شعلہ

کہیں ہستی ہے عشق و مشک کی خوشبو نہاں ہو کر
مجھے رسوا کرے گی میری خاموشی زباں ہو کر

یہی دلریش حسرت ہے یہی دل کی تمنا ہے
کہ گزرے عمر ساری خادم ہندوستاں ہو کر

دماغ ۔ پنڈت پرشیر ناتھ صاحب نکرو کشمیری متوطن الہ آباد

واحسرتا کہ چل دئے ارمان دل تمام اب دیکھتے ہو گیا مرے اجڑے دیار کو

دماغ ۔ منشی گنگا لال خلف منشی کنھیالال صاحب ساکن میران پور ضلع گیا۔

در دل سے جو کراہا تو وہ بولے ہنسکر جاں بلب کون ہے آوارہ دیار آجکی رات

ایک ہی شکل کو دو کر کے دکھا دیتی ہے جوہر آئینہ قاتل تری تلوار میں ہے

دیوانہ ۔ رائے سرب سنگھ دہلوی کھتری فارسی میں مرزا فاخر مکیں کے شاگرد تھے اردو میں صاحب دیوان تھے میرزا جعفر علی حسرت اور میر حیدر علی حیران انکے شاگردوں میں تھے سنہ ۱۲۰۰ھ میں جام فنا نوش فرمایا۔

جان پر آبنی ہمدم مری خاموشی سے بات کچھ بن نہیں آتی ہے اب اظہار بغیر

دیوانہ ۔ منشی بنس گوپال شاہجہانپوری تلمیذ ارشاد دہلوی سنہ ۱۸۹۳ء تک بقید حیات تھے

مزہ ہے اگر میرے دل میں رہو تم مری آرزو میرا ارمان ہنکر

آپ بھی کچھ دل بیتاب سے کہتے جائیں یہ سمجھتا ہی نہیں ہے مرے سمجھانیسے

دیوانہ ۔ مسٹر سردار موہن سنگھ ایم اے۔ مصنف ترانۂ قدرت ۔ اعتراف محبت جوہر تہذیب ۔ دوشیزہ ۔ سابق اڈیٹر ۔ مسیح آف ہند وازم و خالصہ ایڈوکیٹ اسسٹنٹ اڈیٹر ڈیلی گزٹ پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور ۔ بہت نیک طبع اور خوش اخلاق ہیں۔

میری شاعری

فطرت کی بہاروں کو آئینہ دکھا دے تو رخسار حقیقت سے پردے کو اٹھا دے تو

پیغام ترقی دے پیغام محبت دے
دنیا سے اسیری کو آزادی جنت دے

دے بت وہ محبت نے جو آپ بنائے ہوں
دے نقش وہ فطرت نے جو آپ بنائے ہوں

سو تو نکو جگائے جا بچھڑونکو ملائے جا
غیرت دہ جنت تو دنیا کو بنائے جا

احساس نگاری سے شرما تو مصور کو
کر نغمہ نوازی سے شرمندہ تو ساحر کو

دے حسرت طفلی بھی آگاہی پیری بھی
دے عیش تمول بھی اندوہ فقیری بھی

دل تجھ سے مفرح ہو اور جان منور ہو
فطرت تری حامی ہو رحمت تری یاور ہو

ذ

ذلیق۔ پنڈت ہردیال تیواری ساکن برولی ضلع بارہ بنکی

مینھ برس کر رہ گیا بادل گرج کر رہ گیا
اسکو آنا تھا نہ آیا بیوفا برسات میں

ذرّہ۔ راجہ رام ولد راجہ کدارناتھ شاہ عالم کے زمانہ کے شاعر ہیں۔

ترے کوچہ میں روز و شب پڑا رہتا ہے یہ ذرّہ
بجا ہے ایسے دیوانے سے مطلب کو ادا کرنا

ذرّہ۔ منشی ہرپرشاد نقل نویس کلکٹری سلطانپور شاگرد بالکرشن قمر لکھنوی

رحیم جان کے تجکو خطائیں کی میں نے
کریم جان کے تجکو گناہگار رہا

زمانہ تھا تو موافق شریک حال تھے سب
پڑا جو وقت تو کوئی نہ غمگسار رہا

ای شیخ جو وہاں ہو وہی تنگد میں ہے
کعبے کو جائیں کسکی زیارت کیواسطے

کہاں سے آتے ہو کسواسطے پشیماں ہو
یہ کیا ہے آج نہیں آنکھ روبرو ہوتی

ذکاؔ۔ منشی خوب چند دہلوی کائستھ ماتھر ساکن چاندنی چوک شاگرد نصیرؔ دہلوی ۱۸۶۲ء میں انتقال کیا۔

کر بنائے زندگی پر اپنی اے منعم نظر
فکر کیا کرتا ہے ناداں ہر گھڑی تعمیر کا

سمجھا میں جسے دوست ہوا وہ ہی مخالف
اخلاص کسی کا بھی مرے کام نہ آیا

کوئی ٹھکانا مقرر نہ کوئی در اپنا
جہاں ہی یار ہمارا وہیں ہے گھر اپنا

مرد تہی دست سے ہو خیر کیا
پاؤں گیا ٹوٹ تو پھر سیر کیا

ذکاؔ قسمت پہ شاکر رہ نصیحت تجھ کو کرتا ہوں،
کسی کے جاہ و حشمت پر اے ناداں حسد مت کر

موئے سفید نکلے بعد از شباب منہ پر،
دیتی ہی زندگانی دیکھو جواب منہ پر

جگر ٹکڑے ہی کیوں اسکا ہوئی یہ کسیلی مانی
کھلا ہم پہ کچھ حال پریشان گل و شبنم

نہیں رکھتے ہیں کدورت کسی سے اہل جفا
چھپاتے عیب ہیں سب کے ہنر کو دیکھتے ہیں

ر

راجہ۔ بلوان سنگھ ابن راجہ چیت سنگھ راجہ بنارس۔ شاگرد مرزا حاتم علی مہرؔ انکا دیوان مہر مرحوم کے خاندان میں موجود ہی۔

کیا جانے کہاں قافلۂ ہمسفراں ہی
یاران عدم کی نہیں آتی ہی خبر کچھ

آستان یار پر ہم جبہہ سائی کرتے ہیں
دیکھیں کیا ہوتا ہی قسمت آزمائی کرتے ہیں

وہ سلام یار لایا اسنے کھولی فال نیک
پائے قاصد چومئے اور دست عامل چومئے

راجہ۔ مہاراجہ جنگ بہادر کے سی ایس آئی والی ریاست بلرامپور و تلسی پور شاگرد جوہر ۱۸۸۱ء میں انتقال کیا۔

خواب مخمل جن گل اندا موں کو فرش خار تھا
موت نے تربت میں ان کو خاک بستر کر دیا

اپنی نظر بھی اکثر انسان کو لگی ہے
آئینہ میں نہ دیکھو منہ بار بار اپنا

راجہ۔ راجہ بہادر خلف راجہ شتاب رائے صوبہ دار پٹنہ

یہ زخم دل ہمارے مرہم تلک نہ پہنچے
ہم ان تلک نہ پہنچے وہ ہم تلک نہ پہنچے

راحت۔ منشی بھگونت رائے ولد منشی دین دیال کاکوروی شاگرد سید آغا حسن امانت لکھنوی مصنف مثنوی نلدمن۔ مثنوی غنیمت اردو۔ مثنوی ہدہ مالتی مثنوی زہرہ بہرام۔ مثنوی بوستان راحت ۱۸۸۴ء میں انتقال فرمایا۔

اعمال بد پر اپنے نہ روئیں کس طرح
دھونا ضرور چاہیئے فرد گناہ کا

تحریر کی جو حالت درد دل حزیں
عالم مرے قلم میں ہوا مد آہ کا

وہ محکمہ ہے محکمہ عدل و داد عشق
ہوتا ہے بند ناطقہ جس جا گواہ کا

بعد مردن بھی تربت پہ بھی سایہ نہ کیا
ہم گنہگاروں سے ایسی ہوئی بیزار گھٹا

راز۔ ماسٹر پیارے لال صاحب دہلوی۔

کرنی پڑے گی نامہ بری اپنی خود مجھے
قاصد تو جو گیا تری محفل میں رہ گیا

میں اور اسکا واقف راز نہاں نہیں
آنکھوں میں بس گیا جو مری دل میں رہ گیا

راضی ۔ دیوان پیارے لال جی رئیس آگرہ آپ کی تصنیف سے گلستاں، بوستاں ۔ انوار سہیلی نظم اردو میں طبع ہو چکی ہیں ۱۸۹۵ء میں بعالم ضعیفی انتقال فرمایا۔ کہنہ مشق شاعر تھے ۔

کیوں نہ اچھوں کو برے گھیرے رہیں اللہ نے
خاروں میں گل پتھروں میں سیم و زر پیدا کیا

چھپاتی ہی بدی سیرت کی صورت
مکاں سے عیب چھپتا ہے مکیں کا

پست ہمّت روتے رہتے ہیں سدا تقدیر کو
صاحب ہمّت ہمیشہ کرتے ہیں تدبیر کو

برائی سے اچھوں کو ہوتی ہی نفرت
تو اچھا ہے کیوں پھر ترا دل برا ہے

دل سے دلکو راہ ہوتی ہی اگر سچ ہی یہ بات
تو مرا محبوب مجھ سے کسلئے بیزار ہے

بھول جاتا ہے آپ کو کم ظرف
کچھ بھی گر اقتدار ہوتا ہے

راقم ۔ لالہ بندرابن دہلوی شاگرد سودا و میر تقی میر دہلوی

اے باغباں نہیں تری گلشن سے کچھ غرض
مجھ سی قسم لے چھیڑوں اگر برگ بر کو کہیں

اتنا ہی چاہتا ہوں کہ میں اور عندلیب
آپسمیں دردِ دل کہیں ٹک بیٹھ کر کہیں

سنا کسنے حال میرا کہ جوں ابر وہ رو دیا
رکھے ہی مگر یہ قصہ اثر دعائے باراں

رام ۔ پنڈت رام ولا رے بسوانی شاگرد جگر بسوانی

دل نے بھی چھوڑ دیا ساتھ ہمارا آخر،
کون تھا منزل الفت میں جو رہبر ہوتا

رآم ۔ بابو مالارام منٹگمری تلمیذ طبیب میرٹھی

اسوقت میرا نامہ لیکر چلا ہے قاصد
جب ایڑیاں رگڑتے دیکھا مجھے زمیں پر

رآم ۔ منشی بیلی رام صاحب کاشمیری ۔ عمر ۴۵ سال ۔ پہلے طالب بناری سے اصلاح لیتے تھے ۔ ان کے انتقال کے بعد نوح ناروی کی شاگردی اختیار کی ۔ آجکل بمبئی میں مقیم ہیں ۔

میرے دل کے ورق جب سب طرف سے بھر گئے سارے
پر پروانہ پر لکھا گیا افسانہ الفت کا

راغب ۔ منشی شنکر لال راغب ڈیرہ دون

غم تنہائی بے مزہ ہوگا
گر کوئی کاوش جگر نہ ہوئی

کیا بھروسہ کسی کی باتوں کا
آرزو بھی پیام بر نہ ہوئی

رحمتی ۔ کنور سکھراج بہادر بیکنٹھ باشی رئیس عظیم آباد خلف کنور ہیرالال ضمیر ابن راجہ پیارے لال الفتی کایست دہلوی ۔

پوچھتے ہی حال مرغانِ چمن صیاد نے
کھولکر باب قفس کچھ مشت پر دکھلا دئے

رعد ۔ منشی جب لال کایست سری واستو یہ ولد منشی گنیش پرشاد وکیل ہائیکورٹ آنریری مجسٹریٹ بھنڈ ریاست گوالیار ۔

دلبر کی جگہ درد رہا کرتا ہے دل میں
گھر اور کا تھا آہ ہوا اسمیں مکیں اور

دل لیگیا جہاں نہ گزر تھا خیال کا
پہنچے ہیں ہم کہاں سے کہاں راہبر کیساتھ

رمز۔ منشی مہراج سہائے۔ حبیب پوری۔ زیادہ حال معلوم نہوا۔

آپ کیوں کہتے ہیں ہم جور و جفا کرتے نہیں
ہم بھی تو کچھ آپ سے اسکا گلا کرتے نہیں

رمز۔ سوامی سدا نند سرستی عرف بہاری لال جی حیدر آبادی تلمیذ تائب

ایک گل پھولا تو اسکے ہوگئے دشمن ہزار
اس چمن کی رنگ و بو کی اور ہی تاثیر ہے

روشن۔ منشی رام سرن لال بسوانی شاگرد جگر بسوانی

عالم نزع میں ہوا آنکھ میں دم اٹکا ہے
کاش آجاتے وہ اسوقت تو بہتر ہوتا

روشن۔ بابو شگن لال چندر بی اے۔ ایل ایل بی۔ پانی پتی

بس مردان وطن ہی چین مجکو تو شش دل سے
مرا کنج لحد بہتر ہے ارمانو نکی محفل سے

پیغام یہ پہنچا دو جوانان وطن کو
پامال خزاں ہونے نہ دیں اپنے چمن کو

اے قومی جوانو اسے سچ کرکے دکھا دو
پڑھتے ہو گر افسانہ ایام کہن کو

کوشش ہی تمھاری ہے نہاں راز بزرگی
بھولو نہ کبھی اپنے بزرگوں کے سخن کو

روشن۔ بابو منی لال شاہجہاں پوری تلمیذ احساں شاہجہانپوری

عالم افتادگی میں کچھ کہا جاتا نہیں
ناتواں تیر امثال نقش پا خاموش ہے

رواں۔ مسٹر جگت موہن لال۔ بی اے۔ ایل ایل۔ بی وکیل اناؤ۔ خلف

چودھری گنگا پرشاد عمر ۱۸ سال ۱۸۸۹ء سال ولادت ہے۔ لسان الہند

مولانا عزیز لکھنوی کے شاگرد ہیں۔

حسرت انگیز ہے اے شمع لحد تیری حیات
جل بجھی جسکے لئے اُسنے نہ جلتے دیکھا

نزع کی اک نگہ یاس نے وہ کام کیا
عمر بھر جو نہ کیا طاقتِ گویائی نے

اہل نظارہ یہ ہے تہمت تشریح عبث
حسن کو عام کیا حسن کی یکتائی نے

سیہ کاری پر آتا ہے جب انساں کا دل غافل
یہ بالکل بھول جاتا ہے کہ کوئی دیکھتا بھی ہے

حرص دنیا میں گر انسان گرفتار نہ ہو
دل پشیمان نہو روح کبھی خوار نہ ہو

گلوں کو پیار نہ کر مجکو ڈھونڈنے والے
کہ میرے حسن کا جلوہ ہر ایک خار میں ہے

گزر ہی جائینگے غربت کے دن بھی
کریں وہ دن کو اب اخلاق کم کیا

جانیوالے چلدئے دنیا کی بستی چھوڑ کر
رونے والے ایکدن کیا عمر بھر رویا کریں

روداد محبت کی کیا تم سے کہیں کیا تھی
آغاز غم دل تھا انجام غم دل تھا

ہم نہ بت خانہ کے بندے ہیں نہ کعبہ کے مرید
ہو جہاں نور حقیقت سر جھکانا چاہیئے

مسحور ہیں دو عالم کل کائنات مجنوں
اللہ رے طلسم لیلائے راز ہستی

داستان شوکت ماضی سے کچھ حاصل نہیں
خود اگر کچھ ہوں تو چھیڑیں قصہ اجداد بھی

رواں غریب کی اہل وطن کو کیا پروا
سمجھ لیا ہے کہ اک نقش رہ گزر نہ سہی

روؔنق۔ لالہ رام سہائے ولد حکیم منالال لکھنؤ از خاندان راجہ جھاؤلال تلمیذ ناسخ ۱۸۶۴ء میں انتقال فرمایا۔

بے ثباتی گل کی جب ظاہر تھی باغ دہر میں
دو گھڑی کیواسطے بدنام کیوں گلچیں ہوا

روؔنق۔ منشی پیارے لال ابن لالہ جے نرائن کایستھ ماتھر ساکن روشن پورہ دہلی۔ کثیر التلامذہ۔ کہنہ مشق شاعر ہیں دیوان طبع ہو چکا ہے۔ عمر ۷۶ سال۔

شاگرد راسخ دہلوی۔

ناز کیا ہو اس بہار گلشن ایجاد پر
نقش ہی نیرنگ ہستی خاطر ناشاد پر

ولبیری رہ کر کیا ہی جسنے خون آرزو
اعتماد دوستی ہے اس ستم ایجاد پر

کھل نہیں سکتی ستم پر بھی زبان شکوہ سنج
ضبط نے مہریں لگادی ہیں لب فریاد پر

صفحہ کاغذ پہ بولا کھنچنے کو ہی تصویر حسن
شوخیاں مچلی ہوئی ہیں خامہ بہزاد پر

ریحان۔ دیوان دیا کرشن لکھنوی خلف منشی گنگا بخش سری باستت کایست شاگرد منشی موجی رام موجی شاہی زمانہ میں بخشی الملک راجا الفت رائے الفت کے سر رشتہ دار تھے غدر کے بعد پنڈت شیو دین وکیل کے دیوان ہوئے، چھاچھو کے کنوئیں کے قریب باورچی ٹولے میں وکیل صاحب کے یہاں رہتے تھے استعداد علمی اچھی تھی طبیعت عاشقانہ پائی تھی معاملہ بندی کا خاص مذاق تھا۔ شاعروں کی سوسائٹی میں شریک ہوتے تھے۔ منشی آغا علی شمس شاگرد قاضی محمد خاں اختر۔ منشی فدا علی عیش۔ منشی طوطا رام شایاں۔ اور میاں رنگیں لکھنوی سے صحبت گرم رہتی تھی۔ ان کی وفات کے بعد ان کا دیوان منشی رگھبر دیال نے ترتیب دیا اور منشی براتی لال قدیر نے کاپی لکھی۔ مطبع آفتاب عالمتاب میں طبع ہوا ۱۸۸۵ء میں انتقال فرمایا۔

تیرا ہی نور پاک تھا کچھ بیشتر نہ تھا
نہ آسمان و ہفت زمیں کا اثر نہ تھا

عقل آ کے بتاتی نہ اگر فرق مراتب
کچھ تذکرہ عابد و معبود نہ ہوتا

کیا اعتبار اے دل دنیا کی دوستی کا
جھوٹا ہے کارخانہ کوئی نہیں کسی کا

میں بھی نہیں آگاہ بُرا ہوں کہ بھلا ہوں
اللہ کو ہے علم مُرے عیب و ہنر کا

کس دشت بلا خیز میں لائی مجھے وحشت
پانی کا سہارا ہے نہ سایہ ہے شجر کا

گئی اُمید پہلے صبر نے بعد اسکے رحلت کی
کہوں کیا ماجرا میں خانۂ دل کی تباہی کا

مٹی کی مورتوں کو بنایا نظر فریب
دیوانہ ہوں میں صانع قدرت کی شان کا

اگر پیدا کرے محنت سے جوہر آدمیت کا
مثال مہر دمک ہو چشم مردم میں گھر انساں کا

رو رو کے شمع کہتی ہے اپنی زبان میں
مہمان شام سے ہوں سحر تک جہان میں

ہے نیک و بد کا ساتھ ازل سے جہان میں
تیروں میں راستی ہے کجی ہے کمان میں

ز

زاہد۔ بلدیو سہائے سب پوسٹ ماسٹر دھٹیل

رقص بسمل کا تماشا دیکھ کر شاداں نہ ہو
ظالم و بیداد گر پھولا پھلا کرتی نہیں

زیبا۔ منشی پنڈت برجموہن لال ٹکو بی اے، پروفیسر ہندو سبھا کالج امرتسر

خاموشی کہہ رہی ہے یہ غنچہ نو بہار کی
منہ پہ ہے مُہر گو لگی دل میں ہوس ہے خار کی

کیسے چمن میں دل لگے کیا ہو خوشی بہار کی
جب نہ امید ہو کوئی آمد گلعذار کی

زار۔ منشی مینڈو لال خلف لالہ مینڈی لال لکھنوی صاحب دیوان قوم کایست سکسینہ شاگرد طوطا رام عاصی ۱۸۸۵ء میں انتقال فرمایا۔

کبھی غافل نہ پایا اڑ گئی نیند اہل راحت کی
کیا نالے نے میری غیبت پاسباں پیدا

ہیں پژمردہ خاطر ہوں کہ میری آہ افسردہ
ہوئی فصلِ بہاری کیلئے بادِ خزاں پیدا

زخمی - منشی الملوک راجہ رتن سنگھ لکھنوی ایک دیوان فارسی میں طبع ہوا تھا بعمر ۶۵ سال ۱۸۵۶ء میں انتقال فرمایا۔

زرباف آج اُن کو میسر ہوا ہے فلک
کل تک نہ جن کو آتا تھا بننا نواڑ کا

زیب - ڈاکٹر کشوری لال ولد پنڈت گیندا رام نطق برادر خرد منشی پیارے لال آنند علوم مشرقی کے علاوہ انگریزی میں کافی قابلیت رکھتے ہیں۔ فن ڈاکٹری میں ید طولیٰ حاصل ہے۔

پیدائش ۱۸۹۲ء وطن مقام لکھنؤ آجکل مُلک برما میں گورنمنٹ سروس پر ممتاز ہیں۔

اشکباری دیدۂ بیتاب تو نے کی بہت
بخت ہی اُلٹا ہو تو پھر کیا کریں تدبیر کو
کچھ درِ جاناں رحبت سے ہمکو کم نہیں
فوق ہے کب خاک کوئے یار پر اکسیر کو
داغِ فرقت نے کیا دلِ غیرت شمس و قمر
خانۂ دل میں چھپایا منبع تنویر کو
عجب کچھ اندنوں تقدیر نے چکر میں ڈالا ہے
کہ شاخ زندگی ہے مسکن بادِ خزاں میری

س

ساحر - پنڈت امرناتھ دہلوی ولد پنڈت جانکی ناتھ کہنہ مشق شاعر ہیں۔ عمر ۶۵ سال۔

بنا ہے پردہ پندار دیدۂ دل سے
ملا ہے ذوق نظر حسن دو جہاں کیلئے

ساحر۔ پنڈت سوہن لال صاحب بی۔ اے متوطن ریاست کپورتھلہ

مری ناکامی تدبیر دیکھی ۔۔۔ دل ایذا طلب تقدیر دیکھی
مری مظلوم خاموشی کو دیکھا ۔۔۔ کمال ضبط کی تصویر دیکھی

ساقی۔ پنڈت جواہر ناتھ کول کشمیری سبوہ دار دہلی اُردو فارسی میں اعلےٰ قابلیت رکھتے تھے تصوف کے رنگ میں اچھا فرماتے تھے زیادہ تر آپ کا کلام فارسی میں ہے ۶۵ برس کی عمر میں انتقال کیا۔

قلقل مینا سے مے کا شور میخانے میں تھا ۔۔۔ جذبۂ پیر مغاں کا رنگ پیمانے میں تھا
آمد و رفت نفس کے مخمصے میں پڑ گئے ۔۔۔ فائدہ کچھ تھا نہ آئینہ میں کچھ جانے میں تھا
پردۂ حائل بنا اگر خیال غیر کیوں ۔۔۔ یہ دل محو تماشا اک پری خانے میں تھا
شیوۂ تمکین و پاس وضع کو جو پا لے ہے ۔۔۔ وہ یگانے میں نظر آیا نہ بیگانے میں تھا

سامی۔ منشی دلیپ سنگھ شاگرد جناب کلامی ساکن اورنگ آباد دکن

یہ وہ دنیا ہے کہ اے حضرت واعظ آدم ۔۔۔ خلد کو چھوڑ کے برسوں اسی عالم میں رہی

سالک۔ منشی سالک رام بیکنٹھ باشی غازیپوری تلمیذ شمشاد لکھنوی۔

چرا کر لیگئی کسکی نگاہ ناز سینے سے ۔۔۔ خدا جانے ہوا کیا کچھ پتہ ملتا نہیں دل کا
بری عیب سے خوش رو بھی کم ہوتے ہیں دنیا میں ۔۔۔ شہادت کو ہے کافی داغ روئے ماہ کامل کا
لبو پر آہ دل میں درد خوں آنکھوں سے جاری ہے ۔۔۔ نہ پوچھو حال سالک مزرعہ الفت کے حاصل کا

سحر۔ منشی راجکشور لال صاحب ساکن ضلع بستی شاگرد فہیم گورکھپوری

پست ہمت وہ ہیں راہ شوق میں جو رہ گئے — حوصلے والے کے آگے دور کچھ منزل نہیں

سرشار۔ پنڈت رتن ناتھ سکینڈ باشی کشمیری ثم لکھنوی خلف منشی بیجناتھ کشمیری لکھنوی شاگرد اسیر مولف۔ فسانۂ آزاد۔ سیر کہسار۔ جام سرشار۔ خدائی فوجدار ہشو، پی کہاں، بچھڑی دلہن الف لیلہ سرشار، دیوان مرتب ہو چکا تھا مدت تک اودھ اخبار کے اڈیٹر رہے۔ آخر عمر میں حیدرآباد تشریف لیگئے وہاں دبدبہ آصفی کی اڈیٹری کی ۱۸۵۱ء میں پیدا ہوئے۔ اور ۱۹۰۶ء میں سرزمین حیدرآباد پر انتقال فرمایا عمر ۵۵ سال۔

کاوش خار سے گلشن میں شہ ڈراہی بلبل — آخر اک دن ثمر نخل وفا ملتا ہے

کعبہ کیا دیر کے بھی لوگ نہیں مجھسے ملے — یہ تو نوبت ہوئی اب دیکھیے کیا ملتا ہے

دل لگا کر اس پری پیکر سے پچھتانا ہوا — جانکا دشمن ہماری اپنا بیگانا ہوا

جھوٹ میں کہتا نہیں مجکو سلیماں کی قسم — تیرے آتے ہی یہ ویرانہ پری خانہ ہوا

سرور۔ منشی درگا سہائے ولد حکیم پیارے لال صاحب قوم کایست، متوطن قصبہ جہان آباد ضلع پیلی بھیت۔ مولوی سید کرامت حسین صاحب بہار سے تکمیل درسیہ فارسی کے بعد فن شعر میں بھی اصلاح لی۔ پھر حضرت بیان یزدانی کے شاگرد ہوئے پہلے وحشت تخلص فرماتے تھے پھر سرور اختیار کیا جب ان کی اہلیہ اور اکلوتے بیٹے نے انتقال کیا دنیا سے دل سرد ہو گیا اسی رنج و غم میں ذات الجنب میں مبتلا ہو کر داعی اجل کو لبیک کہا

سنہ ۱۸۷۳ء میں پیدا ہوئے اور سنہ ۱۹۱۱ء میں ۳۸ برس کی عمر پاکر انتقال کیا،
نیچرل نظموں میں رنگ تغزل پیدا کیا اور تاثیر و سوز و گداز کی روح پھونکی۔

(بیوہ)

وہ دکھیا ہوں نہیں درد نہاں کا راز داں کوئی
وہ بیکس ہوں نہیں سنتا ہے میری داستاں کوئی
بنایا ہے سراپا داغ حسرت سوز حرماں نے
پنہائے آہ پھولوں کی نہ مجھ کو "بدھیاں" کوئی
تقاضا لذت ذوق خلش کا ہے شب غم میں
جگر میں آہ رکھ دے چیر کر نوک سناں کوئی
زمانہ ہو رہا ہے آہ جب تاریک آنکھوں میں
سنوارے بام پر کیا گیسوئے عنبر فشاں کوئی
سنبھال اے ضبط اٹھ کر اضطراب دل سے ڈرتی ہوں
کہ نازک ہے زمانہ ہو نہ مجھ سے بدگماں کوئی
جلایا چپکے چپکے آتش خاموشی غم نے
بجھائی آہ کب دل کی لگی ابر کرم تو نے

بیر بہوٹی

آہ! او ننھے سے کیڑے نازش صحرا ہے تو   شعلہ زار حسن کی چھوٹی سی اک دنیا ہے تو

کچھ عجب عالم ہی تیرے حُسن کے انداز کا — سُرخ ڈورا ہی کسی چشم فسوں پرداز کا

گل بداماں ہی شفق میں شعلۂ تنویر حُسن — خون عاشق یا زمین پر ہی گریبان حُسن

جلوۂ گل سی فضائے وادی پُرخار میں — سُرخ تکمہ ہی قبائے سبزۂ کہسار میں

محضر خون شہیداں ہی ترا داماں سُرخ — یا ہی خون کشتگان عشق کا عنوان سُرخ

بادۂ گلگوں ترے چھوٹے سی پیمانے میں ہی — عالم نیرنگ وافسوں تیری میخانے میں ہی

جلوۂ گل سے ہی رنگیں روئے زیبائے بہار — نازنیں ہی یا کوئی محو تماشائے بہار

سبزۂ کہسار نے یہ لعل ہی اگلا کوئی — چن رہی ہی پھول یا دوشیزۂ رعنا کوئی

سیتاجی کی گریہ وزاری

ہمراہ اپنے بن کو مجھے ناتھ لے چلو — رکھیا تمھارے چرنوں کی ہوں ناتھ لیچلو

نازک ہی میرا شیشۂ دل ٹوٹ جائیگا — چھوٹا تمھارا ساتھ تو جی چھوٹ جائیگا

راتیں نہ کٹ سکینگی اکیلے فراق میں — گھڑیاں وہ جسنے جھیلی ہوں جھیلے فراق میں

قسمت نے جب سے باپ کے گھر سے جُدا کیا — سوامی! مجھے نہ تمنے نظر سے جدا کیا

پتلی کیطرح آنکھوں میں شام و سحر رہی — پہلو میں بن کے صبر و شکیب جگر رہی

دُکھ آجتک سہا نہ غم روزگار کا — مجھ پر کرم رہا ستم روزگار کا

مانا کہ دشت میں غم و آلام ہیں بہت — بن باسیوں کو دُکھ سحر و شام ہیں بہت

ایذا اگرچہ آبلہ پائی کی ہے کڑی — دوزخ سی بڑھکے آگ جدائی کی ہی کڑی

یہ آگ وہ ہے جو دل مضطر کو پھونک کر — بجھتی ہی آرزو کے بھرے گھر کو پھونک کر

تاریک تم بغیر ہے عالم میرے لئے	فردوس بھی ہے آہ، جہنم میرے لئے

تسلیم۔ منشی گوری شنکر خلف لالہ چین سکھ رائے ابن لالہ سادھو رام قوم کایست استھانہ ساکن لکھنؤ محلہ اشرف آباد شاگرد محمد میرزا صاحب اُنس لکھنوی فن خوشنویسی سید احمد مرزا صاحب صابر یعنے جناب رشید کے والد سے حاصل کیا اور علم عروض بھی انھیں سے سیکھا۔ پھر بھنیۂ ملازمت ٹھاکر مہراج سنگھ تعلقہ دار پرگنہ اترا قصبۂ سندیلہ ضلع ہردوئی کی ریاست میں نائب رہے اور وہیں ۱۹۰۸ء میں انتقال کیا۔

پست ہمت سے حصول مدعا حاصل نہیں	ہاتھ آتا ہے بڑی مشکل سے پانی چاہ کا
کیا بلا ہے آسماں روشن دلوں کے سامنے	کب بھلا بجلی جلا سکتی ہے خرمن ماہ کا
صاف باطن جو ہیں آتی ہیں برابر سب سے پیش	عکس آئینے میں یکساں ہے گدا و شاہ کا
ہیں بساط بوریا پر حرص سے ایمن گدا	خوف شیران نیستاں کو نہیں روباہ کا
جھڑ گیا آگئیں تن میں ہو سب بال سفید	پر نہ فرق الفت گیسو میں سرمو آیا

سبک وضعوں سے کب ممکن ہے چارہ سوزش دل کا
کف دریا نہیں ہوتا ہے مرہم زخم ساحل کا

خاکساروں سے ملو لازم ہے جھک کر منعمو	سر زمیں پر ہے نہال بارور نے خم کیا
حُسن کی زینت ہوا آنسو بہانا شمع کا	زیب گردن بزم میں موتی کا مالا ہو گیا
کچھ بجز غم نہیں اس غمکدۂ عالم میں	آدمی ہوتے ہیں اسواسطے گریاں پیدا

باغ عالم سے ہوا خندہ عسرت مفقود ہونگے اب گل کے عوض غنچہ پیکاں پیدا،

تشنگی۔ بابو بیجناتھ سہائے ولد منشی درگا سہائے قوم کایست ساکن موضع خواصپور ضلع گیا۔ زمیندار و مختار۔ اُردو۔ انگریزی۔ بھاشا میں اچھی قابلیت رکھتے ہیں شاگرد خلش گیاوی عمر ۳۵ سال۔

بدی کرتے ہیں کیوں اہل جہاں نیکی کے بدلے میں
سبب اس کا یہ ہے شاید زمانہ اب خراب آیا

شوگ۔ منشی مہیش پرشاد نائب مدرس مدرسہ نارہ ضلع الہ آباد تلمیذ تاج الشعرا نوح ناروی عمر ۴۰ سال۔

خانۂ دل میں کچھ ارمان نظر آتے ہیں میری گھر میں بھی مہمان نظر آتے ہیں
نقش قدم نظر نہیں آتی ہیں راہ میں جاتا ہی پر لگا کی وہ دشمن کے گھر میں کیا
آنسو اگر بہے تو زمانہ بھی بہہ گیا دریا بھرا ہوا ہی مری چشم تر میں کیا
آدمی پر آدمی قربان ہے حسن فطرت ہی خدا کی شان ہے

سیماب۔ ماسٹر جرن بہاری لال صاحب ساکن قطب نگر ضلع سیتاپور۔ شاگرد شباب سیتاپوری۔

شمع

دل شاد کیں تجھ سی ہی پرنور مکاں بھی مداح ہی ہر طفل تر اپیر و جواں بھی
مضمر ہی تری جا ملیں نیرنگ جہاں بھی اک ساتھ ہیں آنسو بھی رواں سوز نہاں بھی

جبتک نہو تو جلوہ فگن شام سے گھر میں | مرقد کی طرح رہتا ہے تاریک مکاں بھی
گلگیر نے سر کاٹ لیا ہائے ستم ہے | خاموش ہیں لب تیری نہیں آہ و فغاں بھی

ستم۔ منشی درگاپرشاد خلف منشی ہیرالال کایست متوطن قصبہ گیا تلمیذ کیفی گیاوی و سلیمان خاں جادوگو اتھوی ۷۵ برس کی عمر میں ۱۹۰۶ء میں انتقال فرمایا۔

رگڑ رگڑ کے جبیں سنگ آستانۂ یار | مٹا دیا نہ ہو تجھ کو تو میرا نام نہیں
ہمیشہ جا جا کے پھر پھر آنا یہی تماشہ ہوا کریں گے
ہوا رہے گی خلاف جب تک تو الٹے دریا بہا کرینگے

ش

شاد۔ منشی بالمکند بیکنٹھ باشی دہلوی اڈیٹر اخبار چہار کہنہ مشق شاعر تھے، ۱۹۱۲ء میں انتقال فرمایا۔

یہ شوخی رنگ میں پیدا کبھی حنا نہ کرے | ہمارا خون دل اسمیں اگر ملا نہ کرے
وہ یہ سمجھ کے مرے وقت نزع آئے ہیں | کہیں یہ جا کے خدا سے مرا گلا نہ کرے

شاد۔ منشی کالی پرشاد سندیلوی ملازم راجہ التفات رسول ہاشمی شاگرد افضل لکھنوی۔

بیدست و پا کو غیب سے دیتا ہے رزق تو | پروردگار جان فدا تیری شان پر
خاک لحد نہ ہو کسی خانہ خراب کی | چھایا ہے کچھ غبار سا آج آسمان پر

شاد۔ منشی بالک رام پٹیالہ میں سپلائی ڈپو میں سررشتہ دار تھے دفعۃً ۱۹۰۹ء
میں تخفیف میں آگئے اور پٹیالہ کو خیرباد کہنا پڑا اس حسرت ناک واقعہ کو آپنے
نظم کیا ہے اسی کا انتخاب درج ہو

حسرت ای پٹیالہ ای گہوارۂ خلد بریں — چھوٹتی ہی آج مجھسے آہ تیری سرزمیں
رخصت اے جوش بہار لالہ رنگیں ادا — حسرت ای نظارہ سرو خیابان یاسمیں
اب کہاں نالوں سے فرصت ہمصفیران چمن — دود شمع کشتہ ہیں ہم درخور محفل نہیں
تجھسے رخصت ہو رہے ہیں آج ہم ای غمگسار — ڈالتے ہیں تجھپہ حسرت سے نگاہ واپسیں
دیکھیے پھر ہمکو کب ہو تیرا نظارہ نصیب — کھینچکر کب لائے ہمکو تیرے کوچہ کی زمیں
ہم وفاداروں سے آخر کیا ہوا ایسا قصور — تونے ہمسے یوں جدا اے پٹیالہ آنکھیں پھیرلیں
تجھسے اے غمخوار ہمکو یہ توقع تھی نہ حیف — آسماں بنجائے گی کوچہ کی تیری سرزمیں
پہروں ہم سرگرم تھے حکام کی تعریف میں — کیا خبر تھی اکدن آجائینگے تخفیف میں

شاد۔ رادھے بہاری مصر۔ ساکن پرتاب گڈھ۔

یاد آگیا نہ جانے انہیں کیا کہ دیر تک — دیکھا کیے وہ آج ہمارے مزار کو

شاد۔ بدری ناتھ خلف منشی ہربنس رائے قوم کایست ساکن موضع جیندی پور
ضلع گیا۔ مختار عدالت گیا۔ تلمیذ خلش گیاوی وحشت بستیھوی عمر تخمیناً ۵۰ سال

ٹکڑے ہو دل میرا مٹھی میں لیکر — بڑے بے مروت بڑے بے وفا ہو

شاد۔ ہز اکسلنسی راجہ راجگان مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر۔ یمین السلطنت

جی. سی. ایس. آئی. صدر اعظم حیدرآباد دکن خاندانی وسیع الاخلاق ہیں۔
اردو زبان کو ذات گرامی پر کمال فخر و ناز ہے۔

اے لامکاں والے ہے شان لاابالی
بخشا شرف یہ دل کو اپنا مکاں بنایا

اس خاک کے کھنڈر میں گل بوٹے ہیں ہزاروں
کیا خوشنما چمن یہ اے باغباں بنایا

اہل ہنر کی قدر زمانے سے مٹ گئی
اب امتیاز ناقص و کامل نہیں رہا

آپ اپنے کو فنا ذات میں اسکی کرنا
بس یہی ایک طریقہ ہے اُسے پانے کا

ذرّہ ذرّہ میں ہے جلوہ اُس کا
یوں عیاں ہے تو نہاں کیا ہوگا

رنگ پریدہ کہتے ہیں دنیا کے نقش کو
باقی خدا کا نام ہے رنگ فنا کے بعد

عشق منظور ہے گر سوز جگر پیدا کر
دیکھنا ہے جو اسے پہلے نظر پیدا کر

دیر و کعبہ میں جو نظر آیا
اس کے جلوہ کا سب تماشا تھا

سرفرازی اسی کو حاصل ہے
جو زمانے میں خاکسار رہا

جنبش تار نفس سے یہ صدا پیدا ہوئی
تو ہے میرا آشنا اور میں ہوں تیرا آشنا

کوئی میں نے معشوق تجھسا نہ دیکھا
یہ صورت نہ دیکھی یہ جلوہ نہ دیکھا

طریق ہے مرا صوفی کبھی نہ کہتا شاد
بغیر بولے مگر چپ رہا نہیں جاتا

شاطر۔ کنور درباری سنگھ صاحب ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ پیلی بھیت عمر ۴۰ سال تلمیذ نوح ناروی۔

ہے یہ دنیا وہ یہاں پردے میں چھپنے کو جبیں
دیکھنا ہے مجھے محشر میں کدھر جاتے ہیں

پاسبان شب کا یہ ہو تو ہو وہ دربان دن کا | باری باری سے وہاں شمس و قمر جاتے ہیں

شاطر۔ منشی بیلی رام صاحب امرتسری سب انسپکٹر آف ورکس پشاور۔ اردو فارسی انگریزی میں کافی قابلیت رکھتے تھے۔ علم عروض سے واقف تھے بمبئی کی انجمن ادب نے تاج الشعرا کا خطاب عطا کیا تھا ۱۹۲۲ء میں انتقال کیا۔ عمر ۳۶ سال۔

کسقدر سخت عدم کا بھی سفر ہوتا ہے | پہلی منزل میں ہر اک خاک بسر ہوتا ہے
بے ثباتی جہاں آنکھ میں پھر جاتی ہے | طرف گور غریباں جو گذر ہوتا ہے
رونے لگتے ہیں سر شام سے سننے والے | میری آہوں میں جگر دوز اثر ہوتا ہے

شاکر۔ پنڈت شیوناتھ صاحب نائب دیوان راجہ بنارس۔

غرض مجکو نہیں ہے بغض و کیں سے | کہ ہے قطع تعلق کفر و دیں سے
کچھ ایسا گم ہوا ہے اختر بخت | نظر آتا نہیں ہے دوربیں سے

شاکر۔ ماسٹر گوردھن داس صاحب سیکنڈ ماسٹر مڈل اسکول چھپارہ ضلع رہتک اگروال مہاجن ولد لالہ بھگوان داس مہاجن خلف لالہ رام پرشاد بیکنٹھ باشی جمنا کے کنارے منہدی پور تحصیل سونی پت ضلع رہتک وطن ہے۔ ۲۱ اکتوبر ۱۹۰۲ء میں پیدا ہوئے۔ دادا ضلع کے نامی ساہوکار تھے بہت سے کنوئیں بنوائے۔ پوسالے جاری کئے گھر میں رتھ بہلی سب کچھ تھا پوتے سے تعلیم سے فراغت کی اور چار برس سے چھپارہ مڈل اسکول کے

سکنڈ ماسٹر ہیں عمر ۲۸ برس کی ہی

بیگانے کو یگانہ بناتی ہے عاجزی — وہ سربلند ہی جسے آتی ہی عاجزی

بغض و حسد کو جوش غضب کو عناد کو — حرف غلط کی طرح مٹاتی ہی عاجزی

خانۂ دل جسکا روشن ہو خدا کے نور سے — کام اسکو ہو نہ پرلوک نہ مطلب حور سے

کچھ مشقت کی کمائی میں جو ملتا ہی مزہ — اسکی لذت پوچھیے جا کر کسی مزدور سے

شاکر۔ منشی کالکا پرشاد خلف لالہ منگل سین بریلوی تلمیذ عیش بریلوی

لڑ گئیں جس سے نگاہیں لڑ گئیں — ہو گئی جس سے محبت ہو گئی

شایق۔ بابو رام سہائے بھٹنوری تلمیذ شید دہلوی

میں خط میں لکھنا بھول گیا ہائے حالِ دل — اک مختصر سا ذکر مفصل میں رہ گیا

تیر نگاہِ ناز کے انداز دیکھنا — آنکھوں سے انکی چلکے مرے دل میں رہ گیا

شرارہ۔ بابو دیبی دیال بیکنٹھ باشی کائیست سریواستو ولد گجادھر پرشاد مختار مورث اعلیٰ دیوان کاشی رام زمانہ آصف الدولہ میں قانون گوئے سرکار اور جاگیردار تھے۔ متوطن قدیم لکھنؤ محلہ نگریاں ٹھاکر گنج ۱۸۸۵ء میں پیدا ہوئے ۲۲ برس کی عمر میں ۱۹۱۳ء میں انتقال کیا فارسی انگریزی ہندی میں کافی لیاقت رکھتے تھے۔

مسیحا پر ہوا ظاہر جو حال گر ہوئے واقف — اٹھائی جسقدر تکلیف میں نے درد پنہاں سے

شفق۔ منشی لالتا پرشاد خلف منشی بیجی لال شاگرد منشی کنور جی مدہوش دہمش

لکھنوی و فرحت لکھنوی متوطن قدیم لکھنؤ ۔ مؤلف فرہنگ شفق فارسی انگریزی میں اچھی لیاقت رکھتے تھے پیشہ کاپی نویسی قوم کایست تخمیناً ۵۵ برس کی عمر میں انتقال کیا ۔

اسلئے خاک پہ بیٹھا ہوں میں | کہ اٹھا کر وہ نظر دیکھیں تو
کبر کیوں کرتی ہیں یہ دنیا میں | پہلے اصل اپنی بشر دیکھیں تو

شگفتہ ۔ سردار سدرشن سنگھ امرتسری ۔

بیٹھا ہوں آرزوں کی دنیا لئے ہوئے | یعنے خیال یار کا نقشہ لئے ہوئے
ڈر ہو نہ انکے ظلم کا شکوہ زباں تک آئے | جاتا ہوں حشر میں لب گویا لئے ہوئے

شگفتہ ۔ منشی خیراتی لال کایست سکسینہ متوطن لکھنؤ محلہ نوبستہ شاگرد نسیم دہلوی کہنہ مشق شاعر کبت بانک پٹہ میں کامل تھے ۔ ۸۰ سال کی عمر میں سنہ ۱۳۱۶ھ میں رحلت فرمائی ۔

صاف کیا ہو صحبت ظاہر سے باطن کا غبار | منہ نظر آتا نہیں آئینہ تصویر میں
مجکو روتے دیکھ کر پاس آئے وہ تفہیم کو | کیوں نہ دلسے دو دعائیں اپنی غین و میم کو
دیکھو نگاہ شوق سے میری طرح مجھے | یہ مدعا ہے اور کوئی مدعا نہیں
نہ شرماؤ آنکھیں ملا کر تو دیکھو | ملاقات ہے ہمسے ہمسے کبھی کی
نیمجاں ہوں زندگی سو و بہ چراغ کشتہ ہے | میری ہستی صورت بود چراغ کشتہ ہے
ہو ثبات زندگی نقش تصور سے رکیک | بود اپنی بود و نابود چراغ کشتہ ہے

بشکل ناخن انگشت سر کٹانے سے — حیات ملتی ہی جب انتقال ہوتا ہی

شریک چشم دکھاتے ہیں گر میاں اپنی — کمی پہ جب عرق انفعال ہوتا ہی

ادب بخشتا ہی ایسا ربط الفاظ مناسب نے — دو زانو ہی مری طبع رسا ترکیب اردو سے

شاداں۔ مہراجہ چندو لال ملقب بہ راجہ بہادر خلف راجہ نراین داس ابن راجہ لچھمی رام بن راجہ مولچند از نسل راجہ ٹوڈرمل ۱۱۷۵ھ میں بمقام حیدرآباد، پیدا ہوئے۔ قوم کھتری سورج بنسی ۵۰ برس کی عمر میں ملازمت سے مستعفی ہو کر ۸۰ برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔

دیکھ اے غافل نہیں بحر جہاں جائے قیام — کان رکھ کر سن یہ دیتا ہی صدا کوس حباب

آتا نہیں جو سامنے مارے حجاب کے — ہم دل سے ہیں نثار اسی آفتاب کے

بھر رہا ہی ترا ہی اور ہی تیرے سوا کس کا — نہ دیوے آسرا جب تو مجھے ہو آسرا کس کا

وہی ہی ایک ہر گھٹ میں سمایا — مگر یہ بھید ہر اک نے نہ پایا

شوق۔ پرتھی ناتھ صاحب نبیرہ آنریبل پنڈت بشمبر ناتھ کشمیری تم الہ آبادی

عالم پہ بے ثباتی دنیا ہوا آشکار — وہ اپنے ہی مٹاتا ہی نقش و نگار کو

شوق۔ مہادیو پرشاد۔ ہومیوپیتھک ڈاکٹر جرنل مرچنٹ۔ امین آباد متوطن لکھنؤ عمر ۴۰ سال۔

دل ہی دل وادی ایمن کا ہی دھوکا کلجھیر — اللہ اللہ ہمارا وہی ویرانہ ہے

شوق۔ پنڈت جگموہن ناتھ صاحب رینہ ڈپٹی کلکٹر سیتاپور شاگرد سید محمد نوح

شہید مچھلی شہری۔ آپ کو شاعری کا بہت شوق تھا اکثر مشاعرے کیا کرتے تھے پنشنر ہونے کے بعد منیجر ریاست لکھنا ہو گئے تھے۔ وطن شاہجہانپور ہیں تھا عمر تخمیناً ۶۰ برس کی تھی۔ اب حال معلوم نہیں کہ کہاں ہیں۔

تری مستو نکی حالت منحصر ہی دور صہبا پر | کبھی ہشیار ہو جانا کبھی سرشار ہو جانا

شایاں۔ منشی طوطا رام خلف منشی آتما رام ولد لالہ منسکھ رائے بن لالہ نندا رام قوم کایست سری باستت مولف مہابھارت اُردو منظوم طلسم شاہاں الف لیلہ منظوم۔ تاریخ طلسم ہند نے ۱۸۰۸ع میں انتقال کیا۔

رحم دل ہم سا کہاں میکدۂ عالم میں | آنکھیں بھر آئیں جو جاتے کہیں ساغر دیکھا
مصری کرے نبات ترے لب کے روبرو | کیا کہیے کسقدر ترا شیریں کلام ہے

شیام۔ پربھودیال عرف شیام بابو اکبر آبادی خلف ماسٹر شنکر دیال عاشق شاگرد سید نثار علی شاہ نثار عمر ۴۳ سال۔

کیونکر چھپے کسی سے حقیقت کا ماجرا | کثرت سے ہے عیاں تری وحدت کا ماجرا
سوز فراق درد تمنا غم فراق | پوچھو نہ مجھ غریب سے غربت کا ماجرا
یہ کہہ کے میری شمع لحد ہو گئی خموش | ناگفتنی ہے صاحب تربت کا ماجرا
کوئی اتنا تو کرے سوزِ محبت پیدا | شمع نے آگ لگا رکھی ہے پروانوں میں

شبنم۔ پنڈت بنسی دھر بسوانی شاگرد جگر بسوانی۔ عمر ۲۴ سال

تو جو بالیں پہ نہ اے شوخ ستمگر ہوتا | نزع کے وقت ترا نام زباں پر ہوتا

شمیم۔ شیر سنگھ گوردی تلمیذ جناب لسان الہند عزیز لکھنوی

یہ سمجھ کرتا نہ کوئی غم رہے
کوئے جاناں میں ہمیشہ ہم رہے

دل مرا آباد رہنا چاہیئے
تم نہیں تو پھر تمھارا غم رہے

شمیم۔ بابو چھترمل بھرتوری۔ شیدا دہلوی کے شاگرد ہیں۔

صرف خزاں بہار چمن سرسبز ہوئی
ماتم گلوں کا شور عنادل میں رہ گیا

اٹھتی ہے کس مزے کی خلش ہر نفس کے ساتھ
رکا نٹا تری نظر کا کہیں دل میں رہ گیا

اسکے حسن صاف کا آئینہ تھا گویا جہاں
وہ سراپا نور ہر اک دل کے کاشانے میں تھا

شایق۔ فتح چند ولد لالہ ابتی رام کالیست لکھنوی تلمیذ ناسخ

دماغ دلکو نہ پہنچی گل مراد کی بُو
بہت نہال ہوئی باغ روزگار میں روح

شمس۔ بابو کنھیا لال صاحب فرخ آبادی تلمیذ شیدا فرخ آبادی۔

مجذوب بھی حیراں ہیں سالک بھی پریشاں
کیا راز خدا آئے بھلا عقل بشر میں

اسطرح سے کوئی پئے تفریح چلا ہے
ہے تیر دکماں ہاتھ میں خنجر ہے کمر میں

شیدا۔ جناب منشی پریشری دیال صاحب عمر تخمیناً ۷۰ سال بسوانی تلمیذ حکیم جگر بسوانی۔

مہرباں وہ مہ خوبی کبھی ہمسر ہوتا
اپنا اجڑا ہوا کاشانہ منور ہوتا

خسر کیدن بھی جو ہوتی تری چہرے پہ نقاب
اور بیتاب ہمارا دل مضطر ہوتا

شیدا۔ پتولال صاحب شیدا فرخ آبادی تلمیذ قمر لکھنوی

کچھ نہ کچھ صدمۂ غم جان کو سے آتا ہے
یار کی بزم سے کوئی نہیں پھرا خالی
ہم جدھر دیکھتے ہیں آنکھ اٹھا کر شیدا
اچھے لوگوں سے نظر آتی ہے دنیا خالی

شیدا۔ منشی چندی پرشاد دہلوی سابق اڈیٹر کمال دہلوی عمر ۔ سال۔

بیخودی شوق سے یہ لطف جلجانے میں تھا
شمع کے دل کی لگی کا سوز پروانے میں تھا
اک تماشلے نظر تھا جلوہ گاہ کائنات
کیا تمنا کے بجز اس آرزو خانے میں تھا
سنتے ہیں آدم کی لغزش ہوگئی وجہ جہاں
عالم فانی نہاں گندم کے اک دانے میں تھا

شیدا۔ چودھری بابو رام ولد چودھری لال بہاری قوم کایست سریواستو یہ زمیندار قصبہ مچھرہٹہ ضلع سیتاپور ولادت ۱۸۵۱ء فارسی میں فارغ التحصیل۔ ابھی پچیس برس کی عمر تھی کہ والد نے انتقال فرمایا۔ عدم توجہی سے زمینداری جاتی رہی تو چھاونی سیتاپور میں خطوط نویسی کرنے لگے تین سو صفحہ کا دیوان چھپنے گیا وہ تلف ہوگیا دوسرا دیوان تیار کیا سیتاپور سے مچھرہٹہ آرہے تھے ڈاکہ پڑا اسباب کے ساتھ وہ بھی جاتا رہا ضعف دماغ ضعف بصارت نے شاعری سے بے نیاز کردیا ۱۹۲۶ء میں بعمر ۵ ، سال انتقال فرمایا آپ کے صاحبزادہ رام سروپ خزانہ صدر کلکٹری سیتاپور میں ملازم ہیں ضبط تخلص ہے

کسنے پردہ سے رُخ روشن نمایاں کردیا
ذرہ خاک زمیں کو مہر تاباں کردیا
یکساں ہیں مجھ کو گلشن توحید میں دونوں
گل دوست اگر ہوگا عدو خار نہ ہوگا
تو بے نیاز ہے مرے سب ہیں نیاز مند
اس ناز اس ادا کا کوئی مبر چین نہیں

شیدا۔ پنڈت مادھورام صاحب محرر چونگی سہارنپور

اے تیغ ناامیدی زخمی نہ کر مرا دل
اُمید وصل جاناں مہمان ہی یہیں پر

شیطان۔ برجموہن ناتھ کشمیری ولد کیشو ناتھ اور منشی دیاشنکر نسیم کے حقیقی پوتے فارسی انگریزی میں اچھی قابلیت رکھتے تھے اعزا کی ایذا رسانی سے دل گرفتہ رہتے تھے۔ افیون کا کسی قدر شوق تھا عدالت میں ملازم تھے نہایت زکی الطبع تھے شعر کا مذاق صحیح رکھتے تھے لیکن ظرافت کیطرف طبیعت زیادہ مائل تھی کلام فحش زیادہ ہے۔ بعض اشعار اس عیب سے پاک ہیں ہر وقت فنافی الشعر رہتے تھے اور بازار میں اپنا کلام بلند آواز سے پڑھا کرتے تھے سنہ ۱۹۱۰ء میں انتقال کیا۔

اب خیر نہیں اپنے نشیمن کی چمن میں
گل خوش ہیں اگر ہمسے تو صیاد خفا ہے

جھوٹے وعدے ترے غنیمت ہیں
اسمیں تسکین دل تو ہوتی ہے

ص

صابر۔ اکھوری ستیل پرشاد خلف اکھوری ٹھمین سہائے قوم کایست متوطن بیگرہ ضلع گیا۔ ابتدائے عمر سے اردو شاعری کا شوق ہے مجموعہ کلام مرتب ہے عمر ۷۰ سال۔

بڑھنے لگا تعظیم کو ہر خار مغیلاں
دیکھا جو کہیں دشت میں مجھ آبلہ پا کو

گردش چرخ سے گھبراتا ہی کیوں دل میرا
شاید اس پردے میں پنہاں کوئی حکمت ہوگی

صابر۔ ماسٹر ست دیو عرف ایس ڈی راٹھور۔ ادیب عالم پنجاب یونیورسٹی، ولادت ۱۹۰۳ء خلف بسی ڈی راٹھور۔ متوطن و ٹیچر ہائی اسکول کھنہ ضلع لدھیانہ تلمیذ پیارے لال صاحب آنند لکھنوی فارسی انگریزی میں اچھی قابلیت رکھتے ہیں سکریٹری بزم سخن۔ آپ کو اردو زبان کی خدمت کا بیحد شوق ہے۔ بسنت میں انجمن کی طرف سے ایک مشاعرہ ہوتا ہے جس میں اطراف کے شعرا تشریف لاتے ہیں۔ قوم راجپوت بی اے۔

سنا تو کرتے ہیں لوگوں سے بیرخی انکی ۔۔۔ بلا کے ان کو مگر ایکبار دیکھیں گے
کرینگے تھام کے دل ہم کچھ اسطرح نالے ۔۔۔ نظر اٹھا کے وہ بے اختیار دیکھیں گے

صادق۔ پنڈت دیبی پرشاد صاحب ولد پنڈت کشن لال برہمن ولادت ۱۸۲۴ء بریلوی۔ دراز قد فربہ جسم سینہ کشادہ پیشانی فراخ رنگ گندمی، تمام عمر میں چار شادیاں کیں۔ چوبیس اولادیں ہوئیں۔ جن میں سے ابتک چار بقید حیات ہیں پنڈت لچھمی نرائن ادیب پنڈت ہر نرائن سحر پنڈت بشن نرائن حامی اور ایک صاحبزادی ہیں یہ چاروں بچے آخری بی بی سے ہیں۔ شاعری کا شوق ۱۸۶۰ء سے شروع ہوا۔ جلیس منیر شکوہ آبادی لالہ مادھو رام جوہر اور ڈپٹی کلب حسین خاں نادر تھے۔ پہلے فخر تخلص تھا لیکن منیر کے مشورہ سے صادق تخلص رکھا اور انھیں سے مشورہ سخن ہونے لگا۔ ۳۱۔ دسمبر ۱۹۲۱ء ۹۷ برس کی عمر میں بیکنٹھ باشی ہوئے۔

خوش طینی سے ادیل ہوتا ہی نام سب کا　　　نافہ سے اپنے آہو مشہو ہی ختن میں

جب نہو خرچ تو کیا مال سے حاصل ہی حریص　　　یونتو ہر غنچہ کی مٹھی میں بھی زر ہوتا ہی

سخت دل ہو نسے خالی نہیں ہے ہو صادق　　　دیکھ سینے میں پتھر کے شرر ہوتا ہی

صدر۔ منشی لچھمی پرشاد ولد منشی نوبت رائے قوم کایست سکسینہ دوسر عمر ۶۳ سال ساکن بازار کھالہ لکھنؤ۔ تلمیذ منشی شگفتہ لکھنوی شاگرد نسیم دہلوی کہنہ مشق ہیں۔ آپ مشیر الدولہ مہاراجہ بالکرشن بہادر بسارت جنگ کے نواس داماد ہیں۔ نانا منشی لالچند انس مرزا قتیل کے شاگرد تھے۔

جارج پنجم کی تاجپوشی کے موقع پر سنہ ۱۹۱۱ء میں آپ نے قصیدہ تہنیت لکھ کر بھیجا تھا اسی کے صلہ میں آپ کارونیشن دربار دہلی میں طلب کئے گئے تمغا اور سارٹیفکیٹ اعزازی مرحمت ہوا۔

فارسی بھی خوب کہتے تھے سنجر ایرانی اور خواجہ عزیز لکھنوی سے تلمذ ہی استعداد علمی فارسی میں بہت اچھی ہے عربی بھی شرح جامی تک پڑھی تھی ہر صنف سخن میں آپ کا کلام موجود ہے۔ تاریخ گوئی میں خاص ملکہ حاصل ہے سنہ ۱۹۲۶ء میں والی بھوپال کی مسند نشینی پر قصیدہ اردو میں کہا جسکے ہر مصرع سے تاریخ نکلتی ہے صنعت غیر منقوطہ اردو میں بہت کچھ کہا آجکل دہلی میں قیام ہے۔

ثبات دہر ہماری نظر میں خاک نہیں　　　کہ اس مکان کے دیوار و در میں خاک نہیں

جہانمیں ایسی مخالف ہی طبع آپس میں
کسی کی قدر کسی کی نظر میں خاک نہیں

ازل سی حصے میں ہیں خاک و باد و آتش و آب
کچھ اور انکے سوا میری گھر میں خاک نہیں

شباب ہی میں ہوئے صد اپنے بال سفید
اُڑی تھی ایسی کبھی دو پہر میں خاک نہیں

جہاں گردش میں جام بادہ گلفام آتا ہی
ہمیں جمشید کا عبرت سے یاد انجام آتا ہے

اٹھ استقبال کو بہر خدا اے قالب خاکی
لحد پر فاتحہ پڑھنے وہ سیم اندام آتا ہے

ہمدم نہیں انیس نہیں آشنا نہیں
آ اے اجل کہ زیست کا تنہا مزا نہیں

تنہا کو بھی جہاں میں نہیں کنج عافیت
کیا بیقرار طائر قبلہ نما نہیں

گلکاریاں تھیں دزد حنا کی نظر فریب
دست صنم تھا یا سبد گلفروش تھا

وہ رد خلق تھا میں جہانمیں کہ بعد مرگ
احباب کو جنازہ مرا بار دوش تھا

کوئی گل تجھسا نظر آیا نہ اے گلزار حسن
عمر بھر دیکھا تماشہ گلشن ایجاد کا

بہار آئی تو آئے ہمصفیر و کیا خوشی مجھ کو
قفس سے میں اگر نکلا بھی تو بی بال و پر نکلا

عدم سے آئے جائینگے عدم کو
ہماری ابتدا و انتہا کیا

بازار دہر میں زر کامل عیار ہوں
مجھ کو زیادہ اے فلک سفلہ کس نہیں

بندۂ عشق ہوں مذہب کا مرے نام نہیں
کفر سے کام نہیں تابع اسلام نہیں

صحرائی۔ لالہ بلدیو سہائے مدیر خصوصی قوس قزح اسکے علاوہ بہت سے رسائل کے اڈیٹر رہ چکے ہیں خود رسالہ نوشیرواں کوئٹہ بلوچستان سے نکالا تھا

جو بند ہو گیا عمر تخمیناً ۴۵ سال متوطن کوئٹہ بلوچستان

چرخ پر پھیلا ہوا ہی ایک عالم نور کا
ہی گماں ہر ایک تارے پر چراغ طور کا

لیلیٔ شب نے بھرے ہیں زلف میں موتی نئے
ہر خم نظارہ بن جاتا ہی گھونگھٹ حور کا

عکس سے تاروں کے آئینہ ہیں موجیں بحر کی
قطرہ قطرہ پر ہے دھوکا ساغر بلور کا

جب چنی تاروں کی افشاں لعبتان چرخ نے
اور ہی کچھ ہو گیا تھا رُخ شبِ دیجور کا

کی مدارات نظر شمعیں جلا دیں دور تک
یاسمیں کی چرخ پر سیجیں بچھا دیں دور تک

صفا۔ لالہ منو لال لکھنوی ساکن محلہ نوبستہ کایستھ شاگرد میر تقی میر

۱۸۰۰ء میں انتقال کیا۔

چرخ کو کب یہ سلیقہ ہی ستمگاری میں
کوئی معشوق ہی اس پردۂ زنگاری میں

صفی۔ منشی کوڑے سنگھ خلف لالہ مہر سنگھ زمیندار موضع رسولپور ضلع میرٹھ

تلمیذ زکی دہلوی و شوکت میرٹھی ذوق شاعری کے ساتھ طبیعت تصوف

کی طرف مائل تھی اور صوفی شاہ نجم الدین سے عقیدت رکھتے تھے جیسا کہ

ایک مقطع میں فرماتے ہیں۔

بفیض حضرت مرشد کہ کہیے نجم دیں ان کو

صفی طینت میں تیری پارسائی ہوتی جاتی ہی

دیوان ان کی وفات کے بعد منشی بختاور سنگھ پٹواری گشن پور فرزند مصنف نے

چھپوا دیا کہ بقائے نام رہے۔

طلسم جلوہ کن آئینہ ہی خود نمائی کا — تصور میں غیر از ذات لائیں ہم کہاں اپنا

جو دیکھے چشم حق بیں سے فنا میں ہی بقا پنہاں — بنا ہر قطرہ گم ہو ہو کے بحر بیکراں اپنا

عدم آغاز عالم ہی فنا انجام دوراں ہی — مثال خواب حائل ہی قصہ درمیاں اپنا

چمن کے رنگ تغیر کا ہی نظر سے خطاب — وہ گل ہی کونسا جسکو غم خزاں نہوا

حیف ہمنے قیام دنیا میں — دم کی دم صورت حباب کیا

ساز تار نفس کی ہے یہ صدا — دار دنیا ہے مثل خواب غلط

اگر چشم حق بیں سے ہم دیکھتے ہیں — تو دل ہی میں دیر و حرم دیکھتے ہیں

عبرت پذیر گردش دوراں سے ہو صفی — جائے بہار صاف نمود خزاں ہی اب

صفی - بشیشر ناتھ صاحب لاہوری شاگرد وجاہت جھنجھانوی

جلوہ ہی تیرے نور کا سارے جہاں پر — ہی چاندنی زمیں پہ چاند آسماں پر

صنم - بابو امبکا سہائے خلف منشی جگن ناتھ سہائے قوم کائیست متوطن ہرنام دیہہ ضلع گیا - تلمیذ رشید خلش گیاوی عمر ۱۵ سال

بیفائدہ کیوں ہاتھ اٹھاتا ہی دعا کو — معلوم ہے دل کا تری احوال خدا کو

لکھ آج صنم تو وہ پھڑکتے ہوئے اشعار — تڑپا دے غزل اپنی سنا کر شعرا کو

صید - لالہ برہم دیو سہائے خلف لالہ بلدیو سہائے سبکنیتھ باشی قوم کائیست مختار عدالت کلکٹری ساکن موضع نجابت پور - پرگنہ اردل سب ڈویزن جہان آباد ضلع گیا کتب درسیات فارسی میں فارغ التحصیل ہیں انگریزی میں مہارت

رکھتے ہیں۔ شاعری کا شوق کمسنی سے ہے فوٹوگرافی باغبانی میجک ستار ہارمونیم میں کافی معلومات رکھتے ہیں ابتدا میں ستم گیاوی سے اصلاح لی پھر حضرت خلش گیاوی سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ میونسپل کمشنر بھی رہ چکے ہیں دیوان مرتب ہے عمر ۵۵ سال

جلوہ افگن ہے وہی دونوں جگہ ای ناصح
مرتبہ کم نہیں ہے کعبہ سے بت خانے کا

سزا کس کو ملی تھا جرم کس کا
لڑی اُنسے نظر دل پر لگی چوٹ

مل جل کر رہیں جوہر و شمشیر کی صورت
سیماب ہے دل میرا ہیں آئینہ اگر آپ

ط

طالب۔ بابو اقبال بہادر سنہا سیتاپوری۔

ای جنوں صدقے ہزار آزادیاں اس قید پر
وہ اگر خود بیٹھ کر دربانی زنداں کریں

انتہائے سوز غم سے ہو گئے آنسو بھی خشک
اب اثر پیدا کہاں ہے دیدۂ گریاں کریں

انتہائے رنج و راحت کا سبب ہے کیا عجب
مشکلیں حد سے گزر کر کار دل آساں کریں

بنکے شمع انجمن برسوں رہیں جو اے لحد
ہائے وہ آبادیری منزل ویراں کریں

طالب۔ مسٹر نندلال بی اے وکیل چکوال ولادت ۱۸۹۹ء عمر ۳۱ سال، وطن سرینگر کشمیر قوم پنڈت تعلیم فارسی منشی عالم، منشی فاضل ادب فاضل شاگرد امیر کشمیری و منشی رام سہائے تمنا لکھنوی۔ و پنڈت برجموہن ناتھ صاحب دتاتریہ کیفی۔

غم اور خوشی کا دل ہی پہ دار و مدار ہے
بیدل ہوئے خزاں ہوئی بادل بہار ہے
ٹوٹے ہیں آسمان کے تارے خیال نے
گلشن تصورات کا باغ و بہار ہے

طالب۔ منشی ونایک پرشاد بنارسی ڈراماٹسٹ۔ اکثر بمبئی میں قیام رہتا تھا تھوڑا زمانہ ہوا انتقال فرمایا۔

حیات بشر

انسان بے بنیان کی ہے زندگی اک آن کی
آئی قضا انسان کی تو خیر کب ہے جان کی

یہ برق ہے یا ہے شرر یا سایۂ دیوار و در
شبنم ہے ہم شکل گہر یا غنچہ گلزار تر

مثل نمود شام ہے یا صبح کا ہنگام ہے
اک شعبدے کا دام ہے اور زندگانی نام ہے

شب نے مٹایا شام کو دن نے سحر کی جان لی
ناگاہ ٹوٹا شعبدہ موت آگئی انسان کی

خواب عبرت

اک روز کہ میں خواب میں ہنگام سحر تھا
ناگاہ مرا تربت قیصر پہ گزر تھا
یاد آئی یکایک جو مجھے شوکت مرحوم
عبرت سے یہ دریافت کیا با دل معموم
کیوں مٹ گئے وہ نقش نگیں کیا ہوئی صولت
کیا تھی اسی دو ہاتھ زمیں کیلئے دولت

تربت سے ندا آئی کہ اے وائے مقدر — دو ہاتھ میں بھی پاؤں نہ پھیلا سکا سر بسر

دو ہاتھ زمیں بھی نہیں آرام کی جا ہے — ہر عضو ترا اسمیں بھی کیڑوں کی غذا ہے

طاہر۔ منشی خیراتی لال کایست لکھنوی مالک اخبار خیر خواہ اودھ سنہ ۱۸۸۲ء میں انتقال فرمایا۔

کمال گرمی حسن بتاں سے گلشن میں — شگوفہ پھول ہوا شرم سے گل آب ہوا

عروج دولت دنیا پہ جو ہوا نازاں — میان آب رواں ساغر حباب ہوا

طپش۔ منشی گنگا پرشاد صاحب بسوانی تلمیذ جگر بسوانی

اسقدر صاف ہو آئینۂ دل عاشق کا — قدر کرتا جو کہیں آج سکندر ہوتا

آپ کیوں میری محبت کو برا کہتے ہیں — ایسی باتوں کا ہو صدمہ مرے دلبر ہوتا

طالب۔ لالہ شیش چندر کایستھ سکسینہ طالب دہلوی خلف رائے صاحب لالہ مہیش داس صاحب آنریری مجسٹریٹ دہلی عمر ۲۰ سال تلمیذ جناب ذوق دہلوی

آنسوؤں نے آنکھ کو وہ قوت تقریر دی — جن سے عریاں میرے احساسات کی تصویر ہے

نقش صد حیرت ہوں میں عبرت کا ساماں دیکھ کر — ہوش گم ہیں منظر شہر خموشاں دیکھ کر

رضا تسلیم و عجز و انکساری اپنا شیوہ ہو — ستم ہو در پے آزار ہیں اہل جہاں پھر بھی

یہیں پر ہو یہ خط امتیازی نسل آدم میں — وہاں پر ایک ہیں سب خواہ ہندو یا مسلماں ہو

بلا تفریق مذہب فیض پہنچا اہل دنیا کو — تعصب سے بری ہو خلق کی راحت کا خواہاں ہو

جو نیرنگ جہاں کو ایک افسانہ سمجھتا ہو — اثر انداز اسپر گردش دوراں کہیں ہو

ع

عاجز۔ منشی ننھے لال کایست سری واستو۔ پیدائش ۱۸۷۲ء چھ مہینے کی عمر میں چیچک کے نکلنے سے آنکھوں سے ہاتھ دھو بیٹھے مگر اسقدر ذکی تھے کہ اسی حالت میں عربی فارسی سنسکرت میں کافی دستگاہ حاصل کی اور علم موسیقی رام کشند اس سے سیکھا۔ شاعری میں محمد سجاد حسین وقار لکھنوی کے شاگرد ہوئے۔ انکے انتقال کے بعد بلیغ لکھنوی سے تلمذ حاصل کیا ان کا دیوان نظم دلکش بعد وفات طبع ہوا۔ ۵۳ برس کی عمر میں ۱۹۲۵ء میں انتقال کیا۔

خاک کے پتلے کو حق نے کر دیا سب کچھ عطا — کون سی نعمت ہے یہ محروم انسان رہ گیا
راحت و تکلیف کی اسکے خبر ملتی نہیں — جو یہاں سے داخل شہر خموشاں ہو گیا
اسی سے اچھے برے کی تمیز کر لینا — عطا کیا ہے تمھیں حق نے آئنہ دل کا
نزع کی حالت میں یہ عالم رہا تقریر کا — اقربا بھی مدعا سمجھے نہ مجھ دلگیر کا
خوف سے کانٹو نکے ہمنے گل نہ توڑے باغ میں — عیش کی خواہش میں ہمکو غم کا کھٹکا ہو گیا

عامل۔ رام پرشاد خلف شیو پرشاد کھتری ان کے مورث اعلیٰ لاہور کے رہنے والے تھے مگر فکر معاش لکھنؤ کھینچ لائی۔ کتاب ایکادشی مہاتم بحر طلسم دریائے طلسم ان کی تصنیف سے ہیں مہراج سکھ رام اخلاص کے شاگرد تھے چنانچہ اپنا حال ایک مثنوی میں نظم کیا ہے۔

میں ہوں اِک بندۂ ناچیز ناشاد / مجھے کہتی ہے خلقت رام پرشاد

پدر تھے میرے شیو پرشاد نامی / بقوم کھتری استاد نامی

بزرگوں کا وطن ہے شہر لاہور / عجب رنگیں چمن ہے شہر لاہور

چھڑایا بخت واژوں نے وطن سے / اُڑایا صورت بلبل چمن سے

غرض مدت سے یاں دلشاد ہوں میں / میان لکھنؤ آباد ہوں میں

عاجز۔ برج باشی لال امروہوی ضلع مراد آباد

ہر سو چمن میں جامۂ گل بھی ہے تار تار / کیسا جنوں کا جوش ہے فصل بہار میں

عاجز۔ بھاگیرت لال صاحب فوٹو گرافر و ٹیچر تلمیذ جناب وجاہت

خواہشوں کے ہاتھ سے جینے کے لالے پڑ گئے / دل میں اب پیدا کوئی ہم مدعا کرتی نہیں

مثل دریا آنکھوں میں نہاں ہے آنسو ایک ایک / راز ہے اسمیں جو ہم طوفان بپا کرتی نہیں

کشتگانِ عشق کی مدفن مٹاتی ہیں تو کیا / نام دنیا سے شہیدوں کی مٹا کرتے نہیں

عاشق۔ ماسٹر سنکر دیال ایم اے ابن گردھاری لال بن چھبیلی رام بن خوشحال رائے ساکن موضع سانڈی انگریزی و فارسی میں ایم اے تھے سنہ ۱۹۱۸ء میں بعمر ۶۶ سال انتقال فرمایا۔

پھر تمنا کا ہوا جوش کہ اصرار کرے / پھر تغافل نے نکالا نیا طرز انکار

غافل۔ دیوان کیشو داس خلف دیوان کشن کشور رئیس و آنریری مجسٹریٹ لاہور تلمیذ تاجور نجیب آبادی۔

انکے ہر ایک لطف میں پنہاں ہیں سو ستم — گل کر دیا ہے اشک نے شمع مزار کو

عبور ۔ کنور رامیشر سہائے خلف اکبر راجہ جیالال گلشن لکھنوی ۱۹۰۹ء میں ۷۰ برس کی عمر میں انتقال کیا۔

اے برق کسکے خرمن ہستی پہ ہے نظر — کچھ بھید تو بتا مجھے اس اضطراب کا

عشرت ۔ لالہ میکولال صاحب لکھنوی تلمیذ جلال لکھنوی عمر ۶۲ سال، آجکل ڈیرہ دون میں ہیں۔

مہرباں جو وہ مہ کامل نہیں — چاندنی راتوں سے کچھ حاصل نہیں
ذکر ہر جا ہے تری بیداد کا — زخم سے خالی کسی کا دل نہیں

عشرت ۔ کنور مٹھن لال صاحب دہلوی متعلم طبیہ کالج دہلی۔

آزاد ہم بھی ہوتے ای کاش زندگی میں — یہ آرزو تو لیکر جاتے نہ جی کی جی میں
غم میں ہوئے گریزاں آنسو بھی میری مجھ سے — آتا ہے کام کسکے کب کوئی بیکسی میں

عطا ۔ منشی ایشری پرشاد عظیم آبادی کایست مولف عروض عطا۔ اردو زبان کے شیدائی تھے ۷۲ برس کی عمر میں تخمیناً دس برس ہوئے انتقال کیا

ذکر میری وفا کا سُن کے کہا — کیسی بے مثل یہ کہانی ہے

عادل ۔ منشی نند کشور متوطن سیتاپور قوم کایست ۱۸۸۸ء تک بقید حیات تھے۔ تلمیذ اوج

وہیں پہنچینگے جو فرصت ہوئی غم کھانے سے — دو قدم خانہ اللہ ہے بتخانے سے

عرش۔ پنڈت بال مکند عرش ملیسان قصبہ ملیسان ضلع جالندھر خلف جناب جوش ملیسانی۔ تاریخ ولادت ۲۰ ستمبر ۱۹۰۸ء۔ ایف اے تک تعلیم ہے پہلے محکمہ نہر میں اوورسیر تھے۔ اب محکمہ صنعت وحرفت میں ملازم ہیں۔

اے ذوق سفر تو ہو تو برا نہیں مجھ کو | صحرا مرے آگے ہو کہ دریا مرے آگے
یہ آرزو تو ہے کہ کوئی آرزو نہ ہو | میں کسطرح کہوں کہ کوئی آرزو نہیں

یہاں ہر دم نئے منظر یہاں ہر دم نئے نقشے
یہ دنیا ہے نئی اس کو پرانی کون کہتا ہے

مرا دل ہی مرے دل کا بیاں ہے | محبت کی وہ حرفی داستاں ہے
کوئی پوچھے قفس والوں کی حالت | اٹھا گلشن کی جانب سے دھواں ہے

غ

غریب۔ تاج بہادر عرف لالہ خدا بخش صاحب خلف منشی عالم چند صاحب عرف لالہ حسین بخش ابن لالہ اجودھیا پرشاد صاحب بن دیبی پرشاد صاحب دہلوی۔ ساکن لکھنؤ محلہ متا کو منڈی۔ پہلے مطبع ثمر ہند میں منیجر تھے۔ مصلح سنگی۔ کاپی نویسی میں دخل رکھتے تھے پھر اپنا مطبع کیا اور محلہ چوپٹیاں میں سکونت اختیار کی۔ ہمیشہ عشرۂ محرم میں تعزیہ رکھتے تھے اور مختلف شعبدات لوگوں کی دلچسپی کے لئے دکھاتے تھے۔ جیسے لالوں کا لڑنا فوارہ کا چھوٹنا۔ اور سبیل بھی رکھتے تھے ۱۸۹۱ء میں تخمیناً ۷۰ برس کی

عمر میں انتقال کیا۔

مجھ سے انکے در و دیوار کو یہ الفت ہی
میں اگر واں سے چلوں ساتھ ہی دیوار چلے

غنیمت۔ بابو اجودھیا پرشاد صاحب۔ بی۔ اے۔ کائست امانوی ضلع گیا
شاگرد بتیاب عظیم آبادی آریا سماج آشرم میں ملازمت کر کے پنڈت ہو گئے۔

بوستاں میں پھاڑ ڈالا گل نے اپنا پیرہن
کیسر کو نکلا جو وہ گلگوں قبا برسات میں

غیرت۔ منشی کنھیالال۔ بھٹناگر۔ سکندر آبادی ضلع میرٹھ۔

نہ آئی گھر مرے کیا جانے کیا سمجھ کے قضا
یہاں تو جان بھی حاضر ہی میہماں کیلئے

سنو اے اہل عبرت کہہ رہی ہی خاک پروانہ
کہ جل بھنکر کسیدن شمع بھی محفل سے نکلیگی

ف

فدا۔ لالہ ٹھاکر پرشاد صاحب خلف راجہ رام ساکن لکھنؤ پوری ٹولہ ۱۸۸۰ء
میں بعمر ۶۴ برس انتقال کیا۔

بعد مرنے کے کیا یاد کسی نے نہ فدا
کسقدر جلد ہمیں اہل وطن بھول گئے

فدا۔ پنڈت دت ستہ پرشاد بی۔ اے۔

فدا جہانمیں جہاں یک نظر نے کام کیا
مشاہدہ ہی میں ہمنے سحر کو شام کیا

کہ ہو رہا ہی نہاں صنعتوں میں کاریگر
نظر فریب بہت اسنے انتظام کیا

ہنسا کہیں وہ کسی پھول کی تبسّم میں
صبا کے ساتھ چمن میں کہیں خرام کیا

کہیں غزال کی آنکھوں سے دلکو چھین لیا
کہیں ترنم دریا کو نیک نام کیا

ہمالیہ میں اثر ریز اسکی شوکت ہی — زبان شیر سے اظہار احتشام کیا
اسی کا نور جھلکتا ہی چاند سورج میں — کسی کو بزم میں ساغر کسی کو جام کیا
برس رہا ہی کرم اسکا ابر رحمت میں — فضا میں اسکے اشارے نے فیض عام کیا
ہے رشک سر بگریباں کہ کس لئے اسنے — نظر سے بچنے کا اسدرجہ اہتمام کیا

فراق۔ مسٹر رگھوپت فراق۔ بی اے۔ ولد منشی گورکھ پرشاد صاحب۔ نوجوان شاعر ہیں نظم ونثر دونوں میں ملکہ رکھتے ہیں۔ عمر ۲۵ سال

وہ میکش ہوں کہ موج بادہ خود ساغر سے اُٹھ اُٹھ کر
مرے ہونٹوں تک آئی اور ساقی بار بار آئی

کچھ لڑکھڑا رہی ہی نسیم بہار بھی — ساغر بکف اٹھا کوئی صبح بہار کیا
میکدے سے کوئی پیکر جو چلا کھنچ ہی گئی — ایک تصویر چھلکتے ہوئے پیمانے کی
رنگ توحید جھلکتا تھا دم گردش جام — شیخ نے ہوکے خرابات نشیں دیکھ لیا

وحشت۔ منشی شنکر دیال بن منشی پورن چند۔ لکھنوی شاگرد منشی جواہر سنگھ جوہر۔ علم انگریزی فارسی ناگری میں خاص مہارت رکھتے تھے۔ آپ نے بہت مذہبی کتابیں سنسکرت سے اردو میں نظم کی ہیں انمیں سے رامائن اردو منظوم بہت مشہور ہے ۱۸۹۰ء بعمر ۶۰ سال انتقال فرمایا

رنگ دنیا کا بس اب نوع دگر ہوتا ہی — پیری آتی ہے جوانی کا سفر ہوتا ہی

فریاد۔ منشی بدری نرائن ولد منشی درگا پرشاد کایست ساکن موضع ندرہ

ضلع گیا نقل نویس کلکٹری گیا اسسٹنٹ سکریٹری انجمن حشیم سخن نذر شاگرد
تسنیم لکھنوی عمر ۳۷ سال ۔

پوچھو نہ ہجر یار میں رونے سے کیا ہوا　　سوکھا ہوا درخت تمنا ہرا ہوا

فہیم ۔ ماسٹر برجھو دیال کایستھ سریواستو خلف منشی گجادھر پرشاد مختار
لکھنوی ساکن محلہ نگریاں ٹھاکر گنج ۔ آپ کے بزرگ دیوان کاشی رام
قانون گو پرگنہ سترکھ و جاگیر دار نواب آصف الدولہ کے عہد میں گزرے
ہیں ۔ انگریزی فارسی اردو بخوبی جانتے ہیں ۔ تعلیم فارسی و ہندی
منشی شنکر لال نشاط منشی جگناتھ خوشتر ۔ ناظم رامائن اردو سے حاصل
کی علم نجوم میں بھی دخل ہے ۔ خبیر لکھنوی کے شاگرد ہیں ۔ کتاب
سری کرشن جنم کے مصنف ہیں ۱۸۹۶ء میں پیدا ہوئے ۔

نکلنا انکی مٹھی سے بہت مشکل سمجھتے ہیں　　ہم اپنا دل سمجھتے ہیں وہ اپنا دل سمجھتے ہیں
جوانی کیا گئی دل سے امنگیں بھی ہوئیں رخصت　　ہم اپنے دلکو اب اجڑی ہوئی محفل سمجھتے ہیں
زہے نصیب کہ در کا ترے گدا ہوں میں　　فقیر کون کہے مجھ کو بادشاہوں میں
زیر زمیں ہے دونو کا احوال ایک سا　　کیا بینوا فقیر ہے کیا تاجدار ہے
کعبۂ دل سے مرے کیا نسبت دیر و حرم　　ہے تفاوت عبد اور معبود کی تعمیر میں
بڑھ گئے احباب شوق منزل مقصود میں
ہم شکستہ پا غبار کارواں دیکھا کیے

امید کیا پھر آئے گزری ہوئی جوانی
واپس نہ تیر آیا چھٹکر کبھی کماں سے

ڈوبنے والیکو تنکے کا سہارا ہے بہت
میرے دلکو ہوگئی تسکیں تمھاری یاد سے

عیش و غم سے کوئی جا خالی نہیں ہے اے فہیم
باغ میں ہنستے ہیں گل شبنم کو گریاں دیکھ کر

فیض۔ بابو جگناتھ پرشاد صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر و مہتمم بندوبست ضلع نمار۔ شاگرد وسیم مرحوم۔ آپنے ایک تذکرہ شعرا بھی لکھا ہے۔ عمر تخمیناً ۶۰ برس کی ہے ۱۹۲۲ء سے حال معلوم نہیں ہوا۔

داغ پیری میں نوجوانی کا
چاند ہے صبح زندگانی کا

قصۂ مرگ کوہکن بھی ہے
ایک ٹکڑا مری کہانی کا

شمع رو رو کے یہ کہتی ہے مری تربت پر
ہائے اس قبر پہ چھائی ہوئی حسرت کیا ہے

دیدۂ اہل کا سینے کے شگفتہ کوئی پھول
اور میرے دل افسردہ کی قیمت کیا ہے

فلک۔ منشی لال چند سابق اڈیٹر تہیکاری انکے کلام کا ایک مجموعہ فلک کے نام سے ۱۹۱۲ء میں چھپ چکا ہے تخمیناً ۵۰ برس کی عمر ہے۔

جدائی دو ہونیکو ہے کچھ دن ملنے والے ہیں
خزاں جاتی ہے گلشن میں نئے گل کھلنے والے ہیں

باغ سے صرصر کا جھونکا آشیانہ لیگیا
عندلیبوں کو قفس میں آب و دانہ لیگیا

فہمی۔ جناب منشی گنگا پرشاد صاحب خلف اکبر منشی شیو پرشاد صاحب دہمی لکھنوی کایستھ سکسینہ خلف منشی سوبھا رام صاحب دستی آپ کا تخلص پہلے

نہتر تھا بمقابلہ چرکین لکھنوی اور اکثر ایک دوسرے سے نوک جھوک رہا
کی چنانچہ آپ کا یہ مصرع زبان زد ہے ۵ میں نہتر ہوا اٹھا کر پھینکدو چرکین گو
عمر ۶۰ سال

وہ آئے دم نزع بہر عیادت قضا دیکھ لینے دے صورت کسیکی

ق

قابل - بھیروں پرشاد حیدرآبادی شاگرد ثاقب لکھنوی

دیکھے خطا النسے زبانی بھی یہ کہنا قاصد آپ کا خیر طلب خیر سگال اچھا ہے

قمر - منشی بالکرشن قمر ولد منشی رادھے لال صاحب عمر ۶۴ سال لکھنوی.
پیشہ ڈاکٹری.

روغن گل کی جلا دیتے ہیں محفل میں چراغ وہ دل کو لڑا دیتے ہیں پروانے سے
آپکی خلوتسرا میں کیوں صبا ہو باریاب آنیوالی جانیوالی کوچہ و بازار کی،

قمر - بدری پرشاد بی - اے وکیل گورکھپوری. شاگرد وسیم.

چلتا ہی اب تو جام بلوریں بھی با غمیں پتھر میں جان ڈالدی جوش بہار نے

قیصر - منشی شیام سندر کلرک جنرل پوسٹ آفس حضرت گنج لکھنو.

رہنے دو قبر کی آغوش میں خاموش مجھے بعد اک عمر کے سویا ہوں کہاں ہوش مجھے
اقربا دہ جو کبھی بیت پیا بھرتے تھے بعد مرنے کے کریں دلسے فراموش مجھے
سامنے داور محشر کے وہ شرمندہ ہیں اے زباں رہنے بھی دے حشر میں خاموش مجھے

قمر۔ لالہ للت بہاری لال صاحب تعلقدار پنچ مجسٹریٹ بسواں

اپنا آئینہ دل میں جو دکھاتا اس کو ۔۔۔ صورت آئینہ حیراں سکندر ہوتا

ک

کرشن۔ ڈاکٹر پرہلاد کرشن شرما دہلوی

سما رہا ہو کوئی گلعذار آنکھو نمیں ۔۔۔ نہ کیوں ہو پیچ گلو نکی بہار آنکھو نمیں

جو کوئی آئے تو مشکل ہو نزع کی آساں ۔۔۔ اٹک رہی ہو مری جان زار آنکھو نمیں

لکھدیا جو کچھ کہ قسمت میں اسے منظور ہے ۔۔۔ کاتب قدرت کا ہم شکوہ گلا کرتے نہیں

کنھیّا۔ رائے بہادر کنھیّا لال صاحب آنریری مجسٹریٹ و صدر خزانچی کانپور

کیوں نہ مرجاتا مریض غم سیاہاں دیکھکر ۔۔۔ رودیا سب گھر کا گھر انکو پریشاں دیکھکر

خوابگاہ کشتگان ناز ہی عبرت کی جا ۔۔۔ فاتحہ تم بھی پڑھو گور غریباں دیکھکر

کشتہ۔ بابو اودھ کشور پرشاد صاحب کشتہ بی۔ اے ایل۔ ایل بی وکیل، و مینوسپل کمشنر خلف بابو بندیشری پرشاد کایست ساکن موضع پروہہ، ضلع گیا۔ شاگرد دلکش گیاوی۔ و حضرت نوح ناروی۔

اتنا شہرہ ہے ماہ کامل کا ۔۔۔ لیکن اک داغ ہی مرے دل کا

پھول برسائیں وہ رقیبوں پر ۔۔۔ میں تو کانٹا ہوں انکی محفل کا

مال مفلس سمجھ کے اے کشتہ ۔۔۔ کوئی گاہک نہیں مرے دل کا

کشتہ۔ منشی بھگوان داس صاحب جلال پوری شاگرد تجمل جلالپوری

کیا عبادت کو وہ آئیں وقت نزع　　اپنی حالت وید کے قابل نہیں

گ

گلشن۔ راجہ جیالال بہادر۔ رئیس اعظم شہر لکھنؤ۔ خلف رائے بھوانی بخش صاحب قوم کایستال۔ چودھری سابقہ تعلقدار مرتضی نگر ضلع اُناؤ۔ عہد حضرت فردوس منزل محمد علی شاہ فرمانروائے ملک اودھ میں بعہدہ سردفتر محکمہ خاص سلطانی ممتاز تھے آپ کے بزرگوار برابر دربار شاہان اودھ و شاہان دہلی میں بعہدہ جلیل القدر سرافراز رہے۔ آپ کا سال ولادت ۱۷۸۵ء اور سال وفات ۱۸۶۵ء ہے شاگرد خواجہ حیدر علی آتش۔ پھاٹک راجہ جیالال متصل سرائے معالیخاں اور ایک باغ متصل علیگنج آپ کی یادگار موجود ہے۔ آپ صاحب دیوان ہیں۔ ۸۰ برس کی عمر میں انتقال فرمایا

نام سے تیرے جو روشن مطلع دیواں ہوا　　ہر ورق خورشید کا مانند نور افشاں ہوا

منشی قدرت کے مدح میں اے گلشن تو ہی　　یہ سمجھ لے چاک تیرا نامہ عصیاں ہوا

بہار آئی شگوفہ پھولا کھلا ہے تختہ ہر ایک چمن کا
کہیں تماشا ہے یاسمن کا کہیں نظارہ ہے نسترن کا
جو یاد آیا وہ روئے رنگیں بہے ان آنکھوں سے اشک خونیں
کہ ہو گیا ہے رگ گل تر ہر ایک تار اپنے پیرہن کا

سررشتہ دلکو زلف گرہ گیر سے ہوا　　دیوانے کو یہ سلسلہ زنجیر سے ہوا

گلشن۔ دیوان منشی رادھے لال کول کشمیری عمر ۵۵ سال رئیس لاہور

پوچھو نہ ہمسے کون ہیں اور ہم کہاں کے ہیں
مشکل ذرا وہ سوال ہیں جو امتحاں کے ہیں

گوہر۔ بھوانی پرشاد ملکتوی ضلع گیا۔

کھولدے میخانہ کر تاب کرم آراستہ
لطف ہے ساقی مے گلفام کا برسات میں

ل

لچھمن۔ منشی لچھمن پرشاد صاحب چاند نگری۔

ترا دھیان میرے دل پاک میں ہے
تصوّر ترا چشم نمناک میں ہے

یہ ادنیٰ تماشا ہے قدرت کا تیری
زمین پر ہی کچھ اور نہ افلاک میں ہے

م

مادھو۔ منشی مادھو رام جوگی ولد لالہ گنگا پرشاد بھگت بیکنٹھ باشی قوم کایست سکسینہ۔ علم نجوم حکمت۔ علم موسیقی سے واقف ہیں۔ جد امجد دیوان دہلی والد دیوان نواب مرشد آباد کے تھے۔ خود آخری شاہ اودھ کے زمانے میں بخشی الملک کے عہدہ پر ممتاز تھے۔ اسوقت عمر پچانوے سال کی ہے آپ کا شمار فقرا میں ہے۔

ملا اپنا نہ دلبر جب کوئے ما مقیماں میں
ترا دیوانہ اکثر جا نکلتا ہے بیاباں میں

جگر سے دل پہ دل سے چشم پر آنکھوں سے مژگاں پر
یہ نکلے اشک غم آخر چھپے تھے دیدۂ گریاں میں

محسن۔ دیوان امرناتھ۔ امرتسری۔ امرت سینما اور شاہی سینما کے مالک ہیں۔

علم دوست اور ادب اُردو کے دلدادہ ہیں۔ بزم روشن امرتسر کو آپ کی ذات سے گرانقدر امداد ملتی رہتی ہے۔ بزم اُردو امرتسر اور منروالاج کے آپ اعلیٰ رکن رہے ہیں۔ کہنہ مشق شاعر ہیں عمر تخمیناً ۶۰ سال۔

دام صد افکار ہے ہر عقدۂ مشکل مجھے
اب رہا کر دے طلسم ہستیٔ باطل مجھے

دارِ فانی کی مسافت ہے قریبِ اختتام
آ رہی ہے یاد پھر بھولی ہوئی منزل مجھے

قیس ہوں دیدارِ لیلیٰ حق فطری ہے مرا
اک فقط حدِ ادب ہے پردۂ محمل مجھے

مائل۔ منشی دیبی پرشاد صاحب مین پوری تلمیذ داغ مرحوم کہنہ مشق شاعر ہیں

ہم تو کچھ ہو چلے ہیں خوگر مشق جفا
سختیاں سہہ کر دل ہو جائے پتھر اور بھی

ہائے یہ کہنا کسی کا مجھ سے وقت اضطراب
مرتی ہیں تیرے سوا دنیا میں مجھ پر اور بھی

آج وہ محشر میں مائل بی نقاب آنیکو ہے
ہو نجائے دیکھئے محشر میں محشر اور بھی

ماہ۔ ٹھاکر راج بہادر زمیندار موضع بوٹہ ضلع ہردوئی شاگرد جگر بسوانی۔

اور کھل جاتے سر معرکہ جوہر اسکے
خون میں میرے جو تر آپکا خنجر ہوتا

مائل۔ لاجپت داس صاحب دہلوی

خود نما ہو جائے انسان پھر وصال یار کیا
آنکھ چھپکاتا ہے بام عرش تک جاتے ہوئے

آنکھوں آنکھوں میں نگاہیں نکلے آجاؤ تو کہیں
پھر کوئی دیکھیگا کیا آتے ہوئے جاتے ہوئے

مختصر۔ جناب بابو پیارے موہن لال صاحب کالیستھ۔ سری واستو، گورکھپوری۔

فصل گل آتی ہی محشر کا سماں ہو جائے
میرا دامن ہی گل تر کا گریباں ہو جائے

محروم ۔ منشی تلوک چند صاحب محروم بی ۔ اے متوطن عیسے اخیل ضلع میانوالی ۔ پیدائش ۱۸۸۵ء عمر ۴۵ سال ۔

جب ترا جلوۂ رخسار نظر آتا ہے
مجھ کو اک عالم انوار نظر آتا ہے

اسکی تدبیر بھی اے چارہ گرو ہے کہ نہیں
دل کے آئینے میں زنگار نظر آتا ہے

حشر میں میری طرف جھک کے کہا رحمت نے
مجھ کو یہ شخص گنہگار نظر آتا ہے

نظر آتے تھے کبھی خار میں جلوے گل کے
پھول بھی اب تو مجھے خار نظر آتا ہے

نوجوانی میں تری رخ پہ یہ زردی محروم
ہو نہو عشق کا آزار نظر آتا ہے

شب غم

وہی شام دھندلی دھندلی وہی رات کالی کالی
وہی خامشی ہوا میں وہی بدلیوں کی جالی
وہی شمع پھیکی پھیکی مرے ساتھ رونے والی
وہی میں وہی مرا دل وہی مشورے خیالی
شب غم بری بلا ہے شب غم بری بلا ہے

محب ۔ منشی برج بھوکن لال ۔ چترگپت ونشی سری واستو یہ دوسرے کالست ۔ خاندانی لقب بگیہ دھاری عرف جگدھیا چھتری وان ولد منشی بھیروں پرشاد بگینڈ باشی ساکن قدیم دریاباد ضلع بارہ بنکی اودھ دلاد

سنہ ۱۸۷۳ء تلمیذ نظر لکھنوی۔ ابھی کمسن تھے کہ باپ کا انتقال ہوگیا۔
غریب ماں نے تعلیم جاری رکھی اسکے بعد ملازمت کا سلسلہ سنہ ۱۹۲۰ء
تک قائم رہا اسکے بعد آزادانہ زندگی شروع ہوئی تصنیف و تالیف
مضمون نگاری ہندی فارسی انگریزی بھاشا زبان کی۔ خوشنویسی۔
فیاض اصحاب کی قدردانی رؤسا کی علم دوستی ذریعہ بسر اوقات ہے۔
نثر میں تاریخ دریاآباد اور نظم میں رنگ زمانہ آپ کی تصنیف سے طبع
ہو چکی ہیں اسوقت آپ کی عمر ۶۵ سال کی ہے۔

اُٹھے گر چشم ظاہر بیں سے پردہ خودنمائی کا
نظر آنے لگے ہر چیز میں جلوہ خدائی کا

جہاں کے ساز و ساماں پر نہ ہونا چاہیئے نازاں
جب اپنی موت پر قابو نہیں دنیا میں انساں کا

پست ہمت جو ہیں انکو کب ہے دنیا میں قرار؟
ایک جا سایہ کبھی رہتا نہیں دیوار کا

جو عالی ظرف ہیں انکو نہیں فکر تن آسانی
کہ غیر دل گئے مرے کیواسطے ہی جام گردش میں

دہر میں کم مایہ کو نخوت مٹا دیتی ہے یوں
دفعتہ جیسے ہوا سے کوئی قطرا خشک ہو

خود فراموشی عالم ہی طلسم قدرت
آئے جو لوگ یہاں، ملک عدم بھول گئے

مخلص۔ رائے آنند رام دلی کے رہنے والے فارسی میں مرزا بیدل اور
خان آرزو کے شاگرد تھے۔ کبھی کبھی اُردو بھی کہتے تھے نہایت قابل
اُستاد تھے۔

دھوم آنے کی کسکی گلزار میں پڑی ہے
ہاتھ ارگجے کا پیالہ نرگس لئے کھڑی ہے

نداق۔ پنڈت شیو نراین صاحب شرما ویدراج دہلوی

اگر کھانے ہیں عزت سے تجھے تقدیر کے ٹکڑے
تو وہ تدبیر کر جس سے ملیں توقیر کے ٹکڑے

قیامت ہے نہیں ملتے کہیں توقیر کے ٹکڑے
کئے ہیں کیا مری تقدیر نے تدبیر کے ٹکڑے

مجھے ہیں کھینچنے دل پر ادا و ناز کے نقشے
اس آئینہ میں کھونگا تری تصویر کے ٹکڑے

مسکین۔ لالہ گنج بہاری لال صاحب کالیستھ سکسینہ ساکن سدھور تحصیل حیدر گڑھ ضلع بارہ بنکی ہیں کسی زمیندار کے یہاں متصدیوں میں ملازم تھے کہنہ مشق شاعر تھے ۱۹۱۸ء ۸۶ برس کی عمر میں انتقال کیا۔

وہاں جب وہ غیروں کی محفل میں بیٹھے
یہاں رہ گیا دل تڑپ کر کسی کا

پیام اجل سے نہیں کم ہے مجھ کو
وہ منہ پھیرنا ہائے ہنس کر کسی کا

مسرت۔ لالہ گوری شنکر کایست ساکن محلہ اشرف آباد لکھنؤ تلمیذ حکیم فدا احمد دانش لکھنوی ۴۰ برس کی عمر میں ۱۹۱۲ء میں انتقال فرمایا۔

تجلی تھی وہ کیسی جس سے موسیٰ کو غش آیا تھا
مجھے بھی دیکھنا ہے سوئے کوہ طور جاتا ہوں

مقبول۔ لالہ جیسکھ رائے خوشنویس ولد چھنی لال خیرآبادی ساکن لکھنؤ آپ فرمان نویس سلطانی تھے شاگرد منشی مینڈو لال صاحب زار

بہت کھلائیگا گل گر جنوں سلامت ہے
دکھائیگا ابھی کیا کیا بہار دل میرا

منکسر۔ رام ہی نام خلف لالہ سورج بلی چودھری۔ وطن قصبہ دریاباد ضلع بارہ بنکی، سکونت حال ردولی ضلع بارہ بنکی۔ ذریعہ معاش تجارت ہے۔

بی۔اے کی ڈگری بنارس ہندو یونیورسٹی سے لیکر لکھنؤ یونیورسٹی میں قانون پڑھ رہے ہیں۔ شاگرد جناب آزاد لکھنؤ عمر ۲۴ سال۔

دام ہوا و حرص میں محصور کر دیا — ہر طرح مرغ روح کو مجبور کر دیا

منزل کے ہم قریب پہنچ ہی گئے تھے آہ — خود بینی و خودی نے مگر دور کر دیا

اسرار وحدت اُسپہ سب آئینہ ہو گئے — جسنے کہ دل سے داغ دُئی دور کر دیا

منوّر۔ منشی بشیشر پرشاد خلف ملک الشعرا منشی دوار کا پرشاد افق ابن منشی پورن چند ذرہ بن منشی ایشری پرشاد شعاعی سال ولادت جولائی ۱۸۹۰ء عمر ۳۳ سال قوم کائستھ سکسینہ ابتدا میں اپنے والد ماجد سے اصلاح لیتے تھے پھر منشی نظر کے شاگرد ہوئے اب منشی صدر صاحب سے تلمذ ہے۔ خاندانی شاعر ہیں تیرہ برس کی عمر سے مشق سخن جاری ہے۔ انگریزی ناول کے ترجمے بھی کئے ہیں نیچرل نظمیں زیادہ تر کہتے ہیں طبیعت اس فن میں مناسب ہے۔ ریلوے دفتر میں ملازم ہیں ہندوستان میں اکثر رسائل میں آپکا کلام شایع ہوا کرتا ہے رباعیوں کا ایک مجموعہ چھپ چکا ہے

کمال خود شناسی مدعائے زندگانی ہے — فنا فی الذات ہوجانا حیات جاودانی ہے

کوئی کیا راز سمجھے اس طلسمی کارخانے کا — مری ہستی میں مضمر ایک دنیائے معانی ہے

مرتے مرتے بھی ہے کچھ زیست کی خواہش باقی — اہل دنیا کو ذرا غیرت انجام نہیں

مرتبہ یہ جان دینے سے حاصل ہو گیا — سوز پروانہ فروغ شمع محفل ہو گیا

اسقدر محو فریب آرزو دل ہو گیا — اب تعلق چھوٹنا دنیا سے مشکل ہو گیا

کیوں رہروی جادہ عرفاں نہ کیجیے — اس راہ میں نہیں ہیں گرد سفر کا نام

عشق بقائے روح ہے عشق غذائے روح ہے — یہ جو نہیں تو دہر میں لطف حیات ہی نہیں

معمور دل ہے اسکی تجلی سے آجتک — دیکھا بس اک نگاہ تھا روز ازل جسے

موجی ۔ منشی موجی رام خلف دیوان چھتر پت لکھنوی ملازم بہار الدولہ امیر الملک نواب حسن علیخاں خلف نواب سعادت علیخاں شاگرد مصحفی نامی گرامی استاد صاحب تلامذہ تھے۔

وصل بھی دیکھا جدائی دیکھ لی — حق نے جو صورت دکھائی دیکھ لی

دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار — جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

موہن ۔ پنڈت موہن لال صاحب سکندر آبادی عمر تخمیناً ۲۰ برس ۔

مکاں سے ہمکو تعلق نہ لامکاں سے ہمیں — جہاں ہے جلوہ ترا ہے غرض وہاں سے ہمیں

سراغ ملگیا یہ تیر کی نشاں سے ہمیں — تمھیں نے صید کیا تیری کماں سے ہمیں

تمام عمر اسی آرزو میں ختم ہوئی — پیام وصل ملا آپ کی زباں سے ہمیں

موہن ۔ مدن موہن لال صاحب دہلوی نو آموز شاعر ہیں۔

فلک کو تھی یہ تمنا مرے مٹانیکی — چمن میں خاک بھی چھوڑی نہ آشیانیکی

وہ عاقبت میں مری کام آئی اے موہن — میں اپنے ساتھ جو دنیا سے لیگیا نیکی

منت ۔ منشی رامدیال صاحب تلمیذ نور میرٹھی

نہ دیکھو گے پھر ایسے بحر جہاں کیسے ڈوبنے والو
حباب ہو آنکھ بھر کے سوئے ساحل دیکھتے جاؤ

مہتاب۔ مہتاب رائے صاحب۔ مددگار مہتمم متفرقات خانگی سرکار الامراء
شاگرد نائب

حد پر اپنی ہو یہی حسن ہر اک چیز کا ہے
میل اچھا ہے زیادہ نہ ملال اچھا ہے

سننے کے تجلی دگر انکی انھیں مشق ہے خوب
رو کے برسانے کا مینھ ہم میں کمال اچھا ہے

مہر۔ بابو نرائن پرشاد ورما۔ جانشین فصیح الملک نواب مرزا داغ دہلوی۔
عمر تخمیناً ۵ ۵ سال ریاست گوالیار میں کسی اعلیٰ عہدے پر ممتاز ہیں۔ نہایت
خلیق۔ مذاق صحیح رکھتے ہیں ایک دیوان اور ایک مثنوی طبع ہو چکی ہے

ملائیگا قیامت میں یہ کیونکر ہو یقیں ہمکو
یہیں اللہ نے رکھا کہیں تمکو کہیں ہمکو

سمایا ہے تمہارا حسن جبدن سے نگاہوں میں
زمانے میں نظر آتا نہیں کوئی حسیں ہمکو

الٰہی چھوڑ کر دنیا کو ہم جنت میں کیوں جائیں
جو ملنا ہو وہاں ہمکو وہ ملجائے یہیں ہمکو

مہر۔ حکیم سورج کنول عرف دو گل خلف حکیم حرنداس تخلص پرشاد ساکن
دولت نگر ضلع گجرات عمر ۳۰ سال علمی قابلیت منشی فاضل پیشہ تجارت
ان کے بزرگ دس پشت سے دہلی کے رہنے والے تھے غدر کے زمانہ
سے گجرات میں سکونت اختیار کی۔

چڑھ گئے دار پہ ہم خندہ جبیں ترے لئے
اس سے بڑھ کر تجھے امید وفا کونسی ہے

کیسا اعتبار ہو ہمیں ہستی کا اپنی مہر
ہے اک چراغ جب یہ سر رہگذار کا

مست ۔ بابو نند کشور لال ایم اے ۔ ایل ایل بی ۔ رئیس و زمیندار وکیل گیا قوم کایستھ ۔ عالم شباب سے ذوق سخن تھا ۔ اردو کے محقق تھے علمی اور ملکی کاموں سے بہت دلچسپی تھی شاگرد اکبر داناپوری ۵۵ برس کی عمر میں انتقال فرمایا ۔

اٹھا بخار لیسے تو لنسو ٹپک پڑے
سچ ہے کہ مینہ نہ برسے گا جبتک گھٹا نہو

میکش ۔ منشی جانکی پرشاد صاحب ولد منشی بیجلال ساکن قصبہ جائس ضلع رائے بریلی ولادت ۱۸۸۱ء ۔ مورث اعلیٰ چودھری رائے ملناتھ صاحب اکبر بادشاہ کے زمانہ میں قنوج سے جائس آئے بادشاہ کیطرف سے چوراسی موضع اور خطاب رائے وچودھری مرحمت ہوا ۔ فارسی اردو بھاشا میں اچھی قابلیت ہے اردو فارسی کے شاعر ہیں ۔ رامائن نظم اردو ۔ ایزد نامہ بطرز خالق باری آپ کی تصنیف سے طبع ہو چکی ہیں ۔ فن تاریخگوئی اور قصیدہ گوئی میں کافی مہارت ہے اسوقت مڈل اسکول ارکھا ضلع رائے بریلی میں ہیڈ ماسٹر ہیں ۔

سیکڑوں لاکھوں مصیبت اور دل رنجور کا
مو کے سر پر ہے گویا بار کوہ طور کا

میں وہ عالی حوصلہ ہوں کہ ہے نظروں میں فلک
دانۂ اسپند ہے بیضہ ہے یا عصفور کا

بار غم پڑتا ہے جسکے سر اٹھاتا ہے وہی
کام کچھ اس میں نہیں حمال کا مزدور کا

ہم میں میکش لالہ وگل سے ہمیں ہے کام کیا
ہے فقط درکار ہم کو بادۂ انگور کا

جہاں میں ایسے ہیں اہل نظر ہم — وہی آئے نظر دیکھیں جدھر ہم
مثال نیر اعظم شب و روز — رہا کرتے ہیں سرگرم سفر ہم

میکش ۔ سروپ نرائن بجنوری خلف منشی لچھمی نرائن رئیس بجنور تعلیم انگلش ایف اے تک اردو فارسی میں قابلیت رکھتے ہیں ۔ کلکٹری بیلی بھیت میں ہیڈ کلرک ہیں تلمیذ نثار ۔

وہ کاش چین بنکے مرے پلنگ میں آ سکیں — کہدو کہ کوئی درد سے محروم خواب ہے

میکش ۔ منشی سورج بھان ساکن تھانہ ۔ دیوان طبع ہو چکا ہے ۱۹۱۵ء تک بقید حیات تھے ۔

حشر میں شرمندہ ہو تیری بلا — تو شہید ناز کا قاتل نہیں
تہمتیں جھوٹی لگاتے ہو لگاؤ — یاد رکھو اس سے کچھ حاصل نہیں

ن

ناز ۔ لالہ نانک چند ولد لالہ کرم چند متوطن ضلع ہزارہ صوبہ سرحدی ولادت ۱۹۰۰ء عمر ۲۰ سال تعلیم انگریزی فارسی انٹرنس تک ۔ اسوقت اخبار پرتاب کے اڈیٹر ہیں ۔ اخبار میں ہر ہفتہ ایک مشاعرہ شایع کرتے ہیں کلام زیادہ تر سیاسیات پر ہوتا ہے ۔

محفل ہست و بود کو جسنے بنا دیا ہے مست — میں وہ فضائے عشق میں سوز شکست سیاز ہوں
مجھسے ملی شگفتگی رنگ گل خموش کو — غمکدہ نمود میں کیف طرب طرازہ ہوں

چارۂ گردوں ہے کیا غرض چارہ گردوں سے کام کیا — دردِ دلِ حزیں کا میں آپ ہی چارہ ساز ہوں

نادان۔ اکھوری بریاگ دت ولد اکھوری گردھاری لال صاحب وطن موضع دھوری ضلع گیا قوم کائستہ مختار ڈالٹین گنج تلمیذ سریکا بری ۱۹۳۰ء میں ۶۰ برس کی عمر میں انتقال کیا ان کے بھائی اکھوری گوپی کشور ڈپٹی مجسٹریٹ گیا ہیں۔

اب تو روتا ہوں ہجر میں نادان — دل لگایا تھا دل لگی کے لئے

ناز۔ لالہ شیر سنگھ دہلوی تلمیذ برق دہلوی۔

ہو گئے راز آشنا وہ مجھ کو گریاں دیکھ کر — آنسوؤں سے تر بتر دامان مژگاں دیکھ کر

دل کی بربادی کا عقدہ مجھ پہ روشن ہو گیا — آنسوؤں میں آج رنگ خون ارماں دیکھ کر

کیسے کیسے چاند کے ٹکڑے نہاں ہیں زیر خاک ہیں — کانپ اٹھتا ہوں سوئے گور غریباں دیکھ کر

ناز۔ سردار بسنت سنگھ

ایسی بھی چند گھڑیاں تھیں میری زندگی میں — برسوں جیا ہوں جنکو میں یاد کر کے جی میں

آیا ہوں بھیک لینے صبر و طمانیت کی — تسکیں سے سونیوالو دنیائے خاموشی میں

مجنوں بنانیوالے اک اور یہ عنایت — آباد کر مجھے بھی صحرائے بیخودی میں

ناشاد۔ پرنسپل رام پرشاد گھوسلا۔ ایم اے۔ آئی۔ ای ایس۔ اور حال معلوم نہیں

دلیں بھری ہیں حسرتیں غم ہے بھرا گیا ہیں — دربھرا جگر میں ہے یاس بھری ہے آہ میں

بوئے دل برشتہ ہے گل کی شمیم سے عیاں — چاک جگر کی ہے صدا نغمۂ مرغ گلستاں

حسرت و یاس کا ہے رنگ محفل انبساط میں | غم کی خمار کی جھلک جام مے نشاط میں
خندۂ گل ہے عارضی اور ہے عارضی بہار | آئی خزاں تو پھر وہی صحن چمن میں خار زار
صدمۂ غم سے ٹوٹ کر ساغر دل ہے چور چور | عیش و طرب کی بزم میں بادۂ غم کا ہے سرور
برق جہاں کی زد میں ہے مرغ چمن کا آشیاں | فصل خزاں کا منتظر رہتا ہے صحن گلستاں
بھولا ہے کیوں حباب کو حسن دو روزہ ناز میں | خاک نشیں ہو سر جھکا درگہ بے نیاز میں

ناؔدم۔ منشی رام دیال برادر منشی مینڈو لال صاحب زاد لکھنوی ۱۸۹۶؁ء میں انتقال کیا صاحب دیوان تھے محلہ نوبستہ میں رہتے تھے صاحب ملاندہ تھے۔

ملک الموت نے مارا نہ قضا نے مارا | ہمکو تو ایک ستمگر کی ادا نے مارا

ناؔمی۔ منشی دیبی دیال صاحب عرف منیب جی لکھنوی شاگرد غالب دہلوی اکبرپور ضلع فیض آباد میں رہتے تھے۔ تھوڑا زمانہ ہوا کہ انتقال فرمایا

کبھی صبا سے معطر نہو گلوں کا دماغ، | طواف تیری گلی کا اگر صبا نہ کرے
روتا ہوں ہجر میں تو یہ کہتا ہے آسماں | طوفان اشک نے مری مٹی خراب کی
توڑتا پھولوں کو گلچیں نہ کبھی گلشن میں | نالۂ بلبل بیدل بھی اثر رکھتے ہیں

ناؔمی۔ منشی روپ کشور ولد منشی نند لال سہارنپوری تلمیذ شنکر لال ساقی۔ سکندر آبادی و غریب سہارنپوری عمر ۵۰ سال قوم جینی مہاجن۔ فارسی و انگریزی میں کافی مہارت رکھتے ہیں آپ کی ہر غزل میں ایک مطلع نعتیہ ضرور ہوتا ہے

آیا جو نام پاک محمد زبان پر ، صلّ علیٰ کا شور ہوا آسمان پر

فنا کرتا ہے خود بینوں کو ہستی سے گزر جانا
مٹاتا ہے حبابوں کو ہوا کا سر میں بھر جانا

بہی جاتی ہے عمر کی کشتی ناخدا کا پتہ نہ ساحل کا

نانک۔ لالہ نانک چند کھتری ولد لالہ راجہ رام لکھنوی محلہ سہورن ٹولہ عمر ۳۶ سال شاگرد پیارے صاحب رشید اکیس برس کی عمر سے شاعری کا شوق ہوا تین برس کے بعد مرثیہ گوئی کا شوق ہوا پہلا مرثیہ نواب اکرام اللہ خاں کے امام باڑے میں ربیع الاوّل کو پڑھا جسمیں آپ کی کافی شہرت ہوئی۔ دوسرا مرثیہ مولانا سیّد نقی صاحب مرحوم کے امام باڑے میں پڑھا مجمع کثیر تھا ہندو شیعہ سنی سب لوگ شریک مجلس تھے مظفر نگر کی نمائش میں ۲۸ء کو مشاعرہ ہوا اسمیں ایک شعر حاصل مشاعرہ تھا۔

یاں ذات عشق فانی واں حسن جاودانی موسیٰ نہ سمجھے اتنا کس سے مقابلہ تھا

اسکے بعد اور بہت سے مشاعروں میں شریک ہوئے ایک دیوان چند مرثیے آمان آپ کی تالیف سے مطبوعہ موجود ہیں۔

ہر خیال ماسوا سے مطلقاً بیگانہ ہم اپنی شمع حسن کے ہیں آپ ہی پروانہ ہم
ہمسے زندہ دل کو نہ سمجھے کوئی مجبور نشاط پاس ساقی ہے دگر نہ لوٹ لیں میخانہ ہم
محدود زندگانی دنیا ہے اسقدر ہر سانس پر گماں ہے کہیں آخری نہو

اے قیس نظر حسن حقیقت سے خبردار — سایہ ہے اسے لیلی محمل نہ سمجھنا
جو ہوا اور ہوگا جو کچھ سب تمھارا کام ہے — میں ہوں خود مختار یہ الزام ہی الزام ہے
تم حجاب نور سے باہر تو آجاؤ کبھی — بے تامل سجدے میں گرنا ہمارا کام ہے
اب میں ہوں اور جلوۂ طور نیاز ہے — موسیٰ ابھی ساتھ ساتھ ہیں دیدار کیلئے
عشق بے پایاں سے شرح شوق بے پایاں نہ پوچھ — انتہا یہ ہے کہ اب جو لفظ ہے افسانہ ہے

ناچیز۔ ٹھاکر کلیان سنگھ خلف ٹھاکر مدن سنگھ میرٹھی شاگرد قلق میرٹھی ہیڈ مولوی ڈی۔ ایس۔ ہائی اسکول عمر ۵۹ سال کہنہ مشق خلیق اور باثر ہیں۔

استفادہ اسقدر ہے نالۂ دلسوز مجھے — شام غم آسان ہو جاتی ہے مشکل سے مجھے
دیکھنے کے قابل تھی اے ناچیز غرقابی مری — آرزوئے دستگیری بعد ساحل سے مجھے

نالاں۔ ماسٹر گوربخش سنگھ ولد سردار سندر سنگھ ابن سردار بھگوان سنگھ ولادت ۱۸۹۰ء عمر ۴۳ سال آپ کے مورث اعلیٰ بلاقی سنگھ مہاراجہ گجپت سنگھ والی جنید کے حقیقی بھائی تھے۔

ابھی چھ سات برس کی عمر تھی اسکول میں داخل ہو چکے تھے کہ والد نے عین شباب میں کثرت مے نوشی سے انتقال فرمایا۔ جب کوئی مربی نہ رہا سلسلہ تعلیم منقطع ہو گیا آوارہ گردی نصیب ہوئی تو چھوٹی پھپھی نے بڑی پھپھی کے پاس ڈرولی ضلع فیروزپور بھیجدیا۔ اور وہاں دیوسماج ہائی اسکول ضلع موگا میں داخل ہو گئے ابھی چھٹی جماعت میں تھے کہ شاعری کا شوق ہوا اتفاق سے اسکول کے

دو استاد شاعری کا شوق رکھتے تھے دونوں میں شاعرانہ نوک جھونک ہوا کرتی تھی ان کی صحبت سے اس فن میں بہت مدد ملی اصلاح سخن بھی ہونے لگی۔ پھر مولانا محمد اسمعیل صاحب فائق دھرم کوٹی کی خدمت میں حاضر ہو کر اکتساب فن کیا فارسی علم ادب کی تکمیل جناب فائق سے کر کے پنجاب یونیورسٹی کے امتحان منشی فاضل میں کامیابی حاصل کر کے ۱۹۲۳ء انٹرنس پاس کیا اب دیو سماج ہائی اسکول موگا میں فارسی کے مدرس اول ہیں۔

چمن والوں نے ملکر لوٹ لی طرز فغاں میری
سنے گا کون دنیا میں الٰہی داستاں میری

رلادوں ہنسنے والوں کو ہلادوں دل حسینوں کے
اگر اک روز بھی فریاد سن لے آسماں میری

حال کیا پوچھتے ہو شمع سے پروانوں کا
حافظ اللہ ہے ان سوختہ سامانوں کا

عشق نے تخت نشینوں کو کیا خاک نشیں
جو کرے زیر اسے مرد ہے میدانوں کا

نسیم۔ پنڈت دیا شنکر ولد پنڈت گنگا پرشاد۔ کشمیری لکھنوی ساکن کشمیری محلہ مصنف گلزار نسیم شاگرد آتش۔ ان کا کلام کسی تعریف اور تعرف کا محتاج نہیں ہے ۱۸۶۴ء میں انتقال کیا۔

روح رواں بہ جسم کی صورت میں کیا کہوں
جھونکا ہوا کا تھا ادھر آیا اُدھر گیا

سمجھا ہے حق کو اپنے ہی جانب ہر ایک شخص
یہ چاند اسکے ساتھ چلا جو جدھر گیا

بوئے گل غنچہ سے کہتی ہے نسیم
بات نکلی منہ سے افسانہ چلا

صد وار گہر بار کو دیکھا تو کہا
عالم آب میں بھی ہوتے ہیں ہبا ہیں بیدا

نسیم اس چمن میں گُل تر کی صورت — پھٹے کپڑے رکھتے ہیں پردہ ہمارا

ہم شیشۂ شکستہ ہیں تم کیف موج مے — بنیاد عیش مٹتے ہی ہمسے بنا ہے رنج

صدقے اُس پروردگار پاک کے جسنے کیا — بہر طفل غنچہ پیدا شیر بے پستان صبح

کل تک جو شمع محفل عیش و نشاط تھے — جلتا نہیں چراغ بھی آج انکی گور پر

دل بدل آئینہ ہے دیر و حرم — حق جو پوچھو ایک در ہے دو طرف

کفر و ایمان دونوں جانب کی سُنے — اسلیئے گوش بشر ہے دو طرف

ذلت ہے جو پھیلاؤ بشر پیش بشر ہاتھ — یارب نہ کبھی ہاتھ کا ہو دست نگر ہاتھ

جب نہ جیتے جی مرے کام آئیگی — کیا یہ دُنیا عاقبت بخشائیگی

خم نہ بن کر خود غرض ہو جائیے — مثل ساغر اوروں کے کام آئیے

منّت دلا کسی کی نہ اصلا اُٹھائیے — مر جائیے نہ ناز مسیحا اُٹھائیے

خاکساری وہ ہے کہ ذروں پر — روز بارد ان نور ہونا چاہیے

کان میں سب کے اپنی بات نہ ڈال — آبرو مثل آب گوہر ہے

غنچے ہنستے ہیں یہ کہ گلچیں کو — خار ہے گل کی باس زر کیوں ہے

عہد پیری میں نہ ہوئے یوں ہوش و حواس — صبح کو جیسے مسافر سے ہو منزل خالی

دہر میں کمیاب کیا نایاب ہیں — کیمیا درویش سچا آشنا

پہنچی نہ راحت ہمسے کسیکو اور اذیت کوش ہوئے

جان پڑی تب بار ستم تھے مر کے وبالِ دوش ہوئے

نشاط۔ منشی بخت بہادر بسوانی تلمیذ جگر بسوانی

نہ کچھ عرش پر ہے نہ افلاک میں ہے
غرض ہے جو کچھ وہ اسی خاک میں ہے

وہی پھول میں خار میں بھی وہی ہے
وہ گلشن کی خس اور خاشاک میں ہے

بشر جان دیدے ملتے ہیں اسمیں
کشش کونسی ہائے اس خاک میں ہے

نشتر۔ مسٹر داری لال صاحب میرٹھی عمر ۳۰ سال

ضبط میں بھی ہو گئی رسوائیوں کی انتہا
ابتو اک اک اشک غم طوفان ہے اماں چاہیے

نرمل۔ آتمارام شرما ولد بی پی شرما۔ ورنیکلر ٹیچر گرہان اسکول ڈاکخانہ بھٹو ضلع حصار۔ عمر ۲۵ سال۔

آتش غم سے میں جلکر ملگیا جب خاک میں
رو رہے ہیں قبر پر وہ یہ تباہی دیکھ کر

نظم۔ رائے ٹھاکر پرشاد صاحب صیغہ دار مصارف فوج حضور نظام

تم گئے جاؤ جفاؤ نپہ جفائیں ہر روز
ہم بھی تمسے کبھی جائینگے حال اچھا ہے

نظم۔ منشی مکٹ بہاری لال صاحب فرخ آبادی تلمیذ رشید افرخ آبادی۔ عمر تخمیناً ۲۵ سال نو مشق شاعر ہیں۔

ناز ہے حد سے سوا حسن پر اپنے انکو
وہ سمجھتا ہے حسینوں سے ہے دنیا خالی

نظم۔ راجہ رجن لال بیکنٹھ باشی شاگرد منڈولال زار لکھنو

چشم سے اپنی بہا کرتے ہیں اکثر آنسو
ہم اگر چاہیں یہ چشمہ ابھی دریا ہوجائے

نظر۔ نرسنگھ پرشاد گورکھپوری بی اے۔ عمر ۲۲ سال تلمیذ اثیم

لطف میں فطرتی تمام منظر کوہسار کے — رنگ ہے آب نقرہ کا آب میں آبشار کے

نظر۔ منشی نوبت رائے ولد ماسٹر الفت رائے کایستھ سکسینہ ساکن محلہ نواز گنج شاگرد رشید آغا مظہر صاحب مظہر لکھنوی مصور بے بدل تھے اور اس فن کو منشی چندن لال سے حاصل کیا تھا خوشنویس بھی تھے ابتدائے عمر سے شاعری کا شوق تھا غزل محنت سے کہتے تھے۔ منشی گھنولال تائب کی تحریک سے رسالہ خدنگ نظر شایع کیا تھا جو دس برس تک جاری رہا پھر رسالہ ادیب کے اڈیٹر ہوکر الہ آباد گئے وہاں سال بھر رہ کر ترک ملازمت کرکے لکھنؤ چلے آئے کچھ دنوں خانہ نشین رہے پھر اودھ اخبار کی اڈیٹری ملی ۵۰ برس کی عمر میں ۱۹۱۶ء میں انتقال فرمایا۔ ایک مرتبہ نواب مرزا ملک شاگرد رشید لکھنوی کے مشاعرہ محلہ مفتی گنج میں ایک مطلع پڑھا جس کی داد شعرا نے بے انتہا دی۔ 1923

یا دل ہی مرا یا ترا نقش کف پا ہی — غل ہی کہ اک آئینہ سر راہ پڑا ہے

اسی طرح ایک مشاعرے میں یہ مطلع حاصل طرح مان لیا گیا۔

نزع میں دیکھا جو انکو اپنے پاس آتے ہوئے — اُٹھ گئے اکبار دونوں ہاتھ تھراتے ہوئے

ہندو شعرا میں ان کے معاصرین نے غزل گوئی میں ایسا مرتبہ نہیں پایا جو انکو حاصل تھا۔ تحقیق الفاظ کا بیحد شوق تھا۔

ہنستا ہے داغ جگر پر قہر ہے — پھول اُن کے ہاتھ کا توڑا ہوا

مطلب دل کا لب شمع سے پایا نہ جواب
یاد آتا ہی مزہ کس شوخ کی تعزیر کا
جا نکر ٹھنڈی ہوا وہ چین سے سوتی تو ہیں
محو حیرت ہو رہا ہوں داغ حسرت دیکھکر
مر گیا زنداں ہی جب میں وحشی آتش نفس
عشق نے لاکھ دیے قلزم غم میں غوطے
منزلت اپنی اگر غور سے دیکھی ہوتی
اہل دنیا کو کسیدن نہوئی فکر عدم
کون رہتا ہی مذاق ہیچل سے مطمئن
اس سے پہلے اک پرستان تھی مری بزم خیال
ہو رہا تھا مجھے انسے عین خلوت میں ملال
راز جسکو فلسفی کہتے ہیں ہفت افلاک کا
وہاں گور کو بجیس نہ سمجھو لو چھپنے والو
مد نظر ہے عالم فانی کی مجھکو سیر
مرا دل پھیر دیں ہیں وعدہ فردا سے دب گذرا
منزل اپنے دہر میں مہمان نوازی بھی عجب شے ہی
آخر تش کز لک غم نے ورق ہستی سے

سر دھنا رات کو پروانوں نے کیسا کیسا
دلکو حسرت ہے کہ پہلو ڈھونڈئیے تقصیر کا
دم بھروں کیونکر نہ آہ سرد بے تاثیر کا
بلبل تصویر ہوں میں گلشن تصویر کا
بجھ گیا شعلہ چراغ خانہ زنجیر کا
پیرہن خشک رہا صورت گوہر اپنا
آپ میں چشم تماشا میں تماشا ہوتا
کیا مسافر ہیں کہ جنکو نہ وطن یاد آیا
خندہ بیجا نے غنچوں کو پریشاں کردیا
وحشت دل نے بھری محفل کو ویراں کردیا
آنسوؤں نے آکے دونوں کو پشیماں کردیا
ہی وہ اک جوہر کہ ہے آئینہ ادراک کا
کہیگا حال خود بیمار مرا وہ زباں ہو کر
عینک بناؤں ڈھونڈ کے چشمہ حباب کا
قیامت میں سنیگا کون میری شور محشر میں
خوشی سے ہاتھ پاؤں پھیلائی ہیں ارماں دلکے دامن میں
صورت حرف غلط کر دیا زائل مجھکو

یہ کس انداز سے ہمکو مٹایا ناامیدی نے
تماشا ہے کہ ہم زندہ ہیں دل مُردوں میں داخل ہے

دودِ چراغ کشتہ تھی ہستی ہماری کیا
سمجھے ہزار سال جو دم بھر یہاں رہے

معشوق بےمروت و احباب خود غرض
سچ ہے وفا کی جنس کا دنیا میں کال ہے

ہے عارفوں کو نفس کُشی باعث حیات
جی جاؤ نہیں جو دلکی تمنا مرے کوئی

نگم۔ لالہ بلدیو سنگھ دہلوی۔

غنچوں کو لگ رہی ہے دنیا کی اب ہوا اُس
ایسا نہو نیا دہ ہوا اور گل کھلائیں

نہال۔ کنور چندی سہائے صاحب خلف راجہ جیالال گلشن۔ رئیس شہر لکھنؤ زبان فارسی میں مذاق کامل رکھتے تھے۔ اُردو شاعری میں نواب عاشور علیخاں بہادر سے تلمذ رکھتے تھے۔ آپ کا سال پیدائش ۱۸۰۵ء اور سال وفات ۱۸۶۵ء ہے فن خوشنویسی کے استاد کامل تھے۔ طرز سخن حسب ذیل ہے۔

لکھا جو وصف دہن غیب سے ندا آئی
عدم کا قصد کیا تیرے دلمیں کیا آئی

جو نخلبند ازل کا ہوا چمن میں خیال
نظر گلوں میں عجب شان کبریا آئی

غریق بحر محبت کی لی خبر نہ کبھی
خدا سے شرم نہ کچھ تجھکو ناخدا آئی

بہار گلشن ہستی ہے قائم شادی و غم سے
جو گل خنداں ہے گلشن میں تو گریاں شمع محفل میں

جہاں معشوق ہو عاشق وہیں اسکا پہنچتا ہے
چمن میں جا ہے پروانہ نہ بلبل آئی محفل میں

نہال اسکے کرم سے دیا پار بیڑا ہوگا تیرا ابھی
بچایا نوح کو طوفاں سے جسنے عین مشکل میں

نیرؔ۔ منشی جگندر ناتھ پشاوری خلف جمعدار صاحب لالہ امیر چند گورنمنٹ پنشنر پشاور۔ ولادت ۱۸۹۱ء بمقام نوشہرہ ضلع پشاور عمر تقریباً اُنیس سال پہلے خلیل افغانی سے تلمذ تھا۔ اب جناب بسملؔ صاحب پشاوری جانشین تاج الشعرا حضرت شاطرؔ صاحب سے تلمذ ہے۔ ۱۹ برس کی عمر ہے۔ نہایت خلیق ملنسار نیک طینت ہیں۔

میں منکر تو نہیں مالک خدا ہے — مگر دل تو بتوں پر ہی فدا ہے

مری تقدیر کی خوبی زمانے سے نرالی ہے — کہ مر مر کے ملا ساغر تو وہ بھی مے سے خالی ہے

دلِ لبریز الفت سے کبھی شکوہ نہ نکلے گا — وہی کالنسہ صدا ہے جو اندر سے خالی ہے

بلائیں ہر گل شاداب کی جی بھر کے لیتی جا — چمن میں آج اے بلبل نہ گلچیں ہے نہ مالی ہے

و

وحشیؔ۔ منشی کرشن سہائے بی اے وکیل کانپور عمر ۳۵ سال

منزلِ گور میں رحمت کا بھروسا کرنا — سونے والے اسی تکیہ کا سہارا کرنا

خندۂ برق بھی ہے خندۂ گل میں مضمر — چھیڑ غنچوں سے نہ اے بلبل شیدا کرنا

دیکھو اوکوچہ جاناں سے گزرنیوالے — اس جگہ فرض ہے ہر گام پہ سجدا کرنا

ورماؔ۔ گنگا پرشاد ورما ساکن پرتاب گڈھ مقیم ناگپور

کسطرح سے دیکھیں تری قدرت کے تماشے — آنکھیں تو ہیں موجود مگر نور نہیں ہے

وشنوؔ۔ بابو وشنو شنکر رجسٹرار دفتر کونسل لکھنو عمر ۴۰ سال

صبر سے کام لیا جب کسی شیدائی نے — جلوہ حسن دکھایا تری رعنائی نے

وفا۔ منشی بابو لال صاحب اناؤ عمر ۴۵ سال۔ آپ اناؤ میں رجسٹرار قانونگو ہیں

فائدہ انساں کو کیا ہو کوشش و تدبیر سے — زور کچھ چلتا نہیں بگڑی ہوئی تقدیر سے

قطع کرتی ہیں تعلق گھر سے جب وحشی تمے — سلسلہ کرتے ہیں پیدا خانہ زنجیر سے

وفا۔ راجہ شیو کمار قوم کائیست کرے سری باستت ساکن کٹرہ ضلع الہ آباد نواب آصف الدولہ کے عہد مبارک میں وقائع نگار تھے۔ فارسی کا دیوان مرتب ہو چکا تھا۔ اردو میں کبھی کبھی طبع آزمائی کرتے تھے۔ سودا اور میر کے زمانے میں مشاعروں میں اکثر شریک ہوئے میر سے تلمذ حاصل تھا ۱۸۰۵ء میں انتقال فرمایا۔

مشتعل رات وہ آتش تھی مرے سینے میں — کہ نہ رکھا گیا ہاتھ اپنے جگر پر اپنا

مدتیں گزریں یہ بھی نہ ہوا ہائے نصیب — کہ کبھی دور ہی سے دیکھنا ہو جائے نصیب

پہنچیں یہ ہاتھ جو اس پائے نگاریں پہ مرے — ہمنشیں میں نے بھلا ایسے کہاں پائے نصیب

وفا۔ پنڈت میلا رام صاحب وفا لاہوری۔

کسکو نصیب ہوتے ہیں پھر جلسہائے عیش — جیتا ہے کون دیکھیے اگلی بہار تک

تم بھی کرو نہ جبر مری جان اسقدر — ہم بھی کرینگے صبر مگر اختیار تک

زیبا ہے جتنا فخر کرے سرزمین ہند — حصہ فقط اسی کا ولادت ہے رام کی

ایسا کوئی حریف سعادت نہو سکا — تاریخ میں نظیر سعادت ہے رام کی

جی چاہتا ہی اُنکے قدم چوم لیجئے　　جنکے دلونپہ نقش ارادت ہی رام کا

وقار۔ منشی گوردیال کاپی نویس کالیست ساکن محلہ نوبستہ لکھنؤ شاگرد منشی ہینڈولال زار۔ ۵۰ برس کی عمر میں ۱۸۹۰ء میں انتقال کیا۔

یہ طرفہ آگ بھڑکی عارض تاباں کی الفت میں　　کہ جلتے استخواں ہیں شمع کے مانند تربت میں

نہیں ممکن پہنچے کشتی امید ساحل تک　　ہمارا ناخدا خود غرق ہی دریائے نخوت میں

وقار۔ بخشی نونده رائے صاحب لکھنوی کالیستہ ساکن نوبستہ ۱۸۸۵ء میں انتقال فرمایا۔

بہار حسن سے گلزار آب آب ہوا　　بشکل قطرہ بنا غنچہ۔ گل حباب ہوا

طلب کا خط مجھے بھیجا رقیب کے ہاتھوں　　ترحم آپ کا حق میں مرے عتاب ہوا

گلہ بتوں کا خدا سے کروں معاذ اللہ　　یہی کہونگا مجھے رنج بے حساب ہوا

وقار فرط تردد سے جب دعا مانگی　　ندا یہ غیب سے آئی کہ کامیاب ہوا

وہبیؔ۔ منشی شیو پرشاد صاحب وہبی خلف منشی سوبھا رام وصفی لکھنوی کالیست تلمیذ آفتاب الدولہ قلق

غافلو یہ دار دنیا بھی مسافر خانہ ہی　　چار دن کی زندگی گزرا ہوا افسانہ ہی

ہوشؔ۔ لالہ شیو نرائن صاحب ساکن جرول شاگرد اثیم۔ خلف دیوان بیجناتھ صاحب۔

کسی گل اندام کا ہوں کشتہ گلوں کی چادر نہو تو کیا غم
گلوں سے سینہ ہر باغ رضواں تمام تربت مہک رہی ہو

زمانے میں بدنام ہو جان بھی دے
حسینوں کی الفت کا حاصل یہی ہو

ہمدرد ۔ بابو بشمبر ناتھ صاحب آنریری مجسٹریٹ و ممبر خزانچی و رئیس کانپور عمر تخمیناً پچاس سال شاعری کا شوق بیحد ہے ۔ اکثر مشاعرے بھی منعقد فرماتے ہیں ۔

بےپروبالی یہ میری مجکو نالاں دیکھ کر
رو دیا صیاد بھی حال پریشاں دیکھ کر

اُف دیوانے کا تیرے داخلہ زنداں میں
کھینچکر آہ اک اور سوئے بیاباں دیکھ کر

مرنیوالے کو جگہ جب وصیت سب ندی
رک گیا از خود جنازہ کوئے جاناں دیکھ کر

بعد میرے میری شوریدہ سری پر سب اسیر
سر ٹپکتے ہیں در و دیوار زنداں دیکھ کر

منفعل ہو کر پڑھا خوف خدا سے فاتحہ
انکو یہ غیرت ہوئی گور غریباں دیکھ کر

ہمت ۔ منشی بنسی دھر کالیت سکسینہ بن رائے دبی دین خلف منولال داری ۔ شاگرد تادم ان کے شاگردوں میں منشی باقر علی ہمسر نواب کسری جاہ بہت مشہور تھے ۔ ساکن محلہ نوبستہ کہنہ مشق شاعر تھے ۔ قصہ ہنس جواہر آپنے اُردو میں نظم کیا ہے تحقیق الفاظ کا بہت شوق تھا صاحب تلامذہ تھے مشاعروں میں اکثر شریک ہوتے تھے ۱۸۸۰ء میں انتقال فرمایا آپ کا دیوان قلمی موجود ہے ۔

اسیر دام ہو کر بلبل شیدا نہ کر شیون　شریک حال ہوتا کون ہے کسکی مصیبت میں
دو روزہ دولت دنیا پہ نازاں ہو نہ اے منعم　زمانے کا دگرگوں حال ہو جاتا ہے ساعت میں
ہوس بیجا ہے عشق و شان و عیش کی ہمت　ہو گئے ختم کار دنیوی دم بھر کی فرصت میں

ہمدرد۔ سردار راجندر سنگھ رئیس شاہ آباد ضلع کرنال۔

خون ناحق کہیں رنگ نہ لائے ظالم　خاکساروں کو خدا کے لئے برباد نہ کر

ہنر۔ بابو دیو کی نندن لال صاحب لالی پوری

یہ آرزو نہیں اصلا کہ عزّ و جاہ ملے　فدا ہوں جس پہ الٰہی وہ رشک ماہ ملے

ہنر۔ ڈاکٹر پورن سنگھ امرتسری چیف اڈیٹر رسالہ چمن عمر تخمیناً ۳۰ سال

کرتا ہے کون ماتم بیکس جہان میں　ہے شمع بھی خموش ہمارے مزار کی
جو مٹاتا ہے کسی کو خود بھی مٹ جاتا ہے وہ　مٹ گیا دارا تو کیا باقی سکندر رہ گیا
دولت علم و ہنر وہ ہے نہیں جسکو زوال　اے ہنر جو بے ہنر نکلا وہ بے زر رہ گیا

ہنر۔ پانڈے بیسر سوتی پرشاد صاحب گورکھپوری شاگرد نسیم

دامن لحد کا دامن گلچیں سے کم نہیں　اتنے چڑھائے پھول کسی گلعذار نے
اے عندلیب باغ میں کلیاں جو ہنس پڑیں　کیا گدگدا دیا ہے نسیم بہار نے
سوئے کچھ ایسی نیند کہ کروٹ نہ لی کبھی　کچھ راحت ایسی پائی ہے اہل مزار نے
بنا کوئی ستم جسوقت وہ ایجاد کرتے ہیں　خدا کا شکر ہے پہلے مجھی کو یاد کرتے ہیں
کوئی تازہ ستم گلچیں نے توڑا ان گلوں پر کیا،　عنادل کیوں چمن میں اسطرح فریاد کرتے ہیں

نوٹ

تذکرہ ابھی پریس میں تھا کہ جا بجا سے شعرا کے حالات مزید موصول ہوئے یہ بات خلاف تہذیب تھی کہ میں انھیں نظرانداز کردیتا اس لئے ترتیب کے خلاف لکھنے پر مجبور ہوا۔

آشفتہ۔ نرنجن سنگھ آشفتہ خلف بابو گنگا پرشاد منصف علی گڑھ رئیس دہلی بغرض تجارت آگرہ میں اقامت اختیار کی تلمیذ نثار

تو نرالا ہے نرالی ہے تری شان جفا
آپ رسوا نہوا کردیا برباد مجھے

اخگر۔ پربھو دیال کانپوری تلمیذ حکیم ناطق لکھنوی۔

دیکھنے والے اگر چشم حقیقت باز ہے
دیکھ لے ہر ایک ذرہ جلوہ گاہ ناز ہے

آمد و رفت نفس بھی معرفت کا راز ہے
ساز ہستی نغمۂ توحید کا آغاز ہے

دلکے نغمے منتشر ہیں غم کے آنسو خشک ہیں
ساز ہستی کو زمانے کی ہوا ناساز ہے

آرزو۔ بابو رام مانکھ پرشاد صاحب اڈوکیٹ الہ آباد

ہمنشیں اب قصہ عہد جوانی کچھ نہ پوچھ
کانپ اٹھتا ہے جگر جب یاد کرلیتا ہوں میں

ادیب۔ پنڈت لچھمی نرائن خلف پنڈت دیبی پرشاد صادق بریلوی مرادآباد ریلوے میں کسی اعلیٰ عہدے پر ملازم ہیں۔

ہائے قسمت میں شریک بزم جانانہ نہیں
شمع تو موجود ہے محفل میں پروانہ نہیں

اثیر۔ اکھوری نند کشور ولد اکھوری بھکاری لال زمیندار ساکن موضع

بہاری ضلع گیا قوم کائستھ شاگرد خلش گیاوی۔

ہر وقت ستاتے ہو جو ارباب وفا کو
کیا حشر میں تم منہ نہ دکھاؤ گے خدا کو

کوچہ سے ترے اٹھ کے کہیں جا نہیں سکتا
آرام ملا وہ مرے نقش کف پا کو

احقر۔ بابو رادھے شیام رستوگی ایم۔اے۔ایل ایل۔بی۔ خلف بابو رگھبر دیال زمیندار و رئیس لکھنؤ ولادت ۱۹۰۶ء اور ۱۹۲۷ء میں انگریزی ڈگری درجہ اول لکھنؤ یونیورسٹی سے حاصل کی اسی سال لکھنؤ یونیورسٹی میں بعہدہ لکچرار زبان انگریزی ممتاز ہوئے۔ اردو فارسی میں کافی استعداد رکھتے ہیں نہایت سلیم الطبع متین بامروت ہیں۔

جو دیا ہمیں دہ چشم و سر نہ دیا تو اُسپہ نہیں نظر
ہے عمل طریقہ صبر پر نہیں دخل کوچہ آز میں

تجھے دیکھے کیسے کوئی بشر کسی بت میں آکے ہو جلوہ گر
کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں

تو ہی گل میں ہے تو ہی بو میں ہے تو ہی موج میں تو ہی جوئے میں
تو ہی نشو و نمو میں ہے تو ہی جملہ نقش و طراز میں

اسے غور تو کرو تم ذرا ہمہ اوست کا ہے یہ مسئلہ
وہی ناز حسن کی ہے حیا وہی عشق اور نیاز میں

جو مثال شمع ہو لو لگی تو وصال ہو گا ضرور ہی

جو حضورِ قلب ہو شیخ جی تو اثر بھی ہو گا نماز میں
شب و روز آٹھ پہر بے ریا رہے پائے بندۂ رضا
یہ دل سے ایک یہی دعا ہے جناب بندہ نواز میں

افضل۔ رائے منشی گر پرشاد سر رشتہ دار دفتر توشہ خانہ حضور نظام دکن

جسطرف میں دیکھتا ہوں یار کی تنویر ہے
آنکھ کی پتلی میں بھی اس حور کی تصویر ہے

بزم۔ منشی سیتا چرن ولد منشی کھنی لال عرف منشی دیبی پرشاد ولادت ۲۶ اپریل ۱۸۸۰ء پیشہ مختاری قوم کایست متوطن بریلی شاگرد حلم بریلوی

آہ و فغاں میں ہجر کی شب کچھ اثر نہیں
کیسی یہ مبتدا ہی نکلتی خبر نہیں

کمبخت دردِ دل بھی قیامت کا درد ہے
کوئی علاج اس کیلئے کارگر نہیں

چشمِ پرنم اُن سے سب کہدیگی حالِ دردِ دل
آنکھوں آنکھوں ہی میں ساری گفتگو ہو جائیگی

ایک ہی جلوہ نظر آیا ہمیں دونوں جگہ
کر چکے نظارۂ دیر و حرم اچھی طرح

دل گیا جگر بھی پھک گیا برق جمال سے
خانہ خراب کر گیا ذوق نظر مجھے

ترقی کوشش و محنت ہی سے دنیا میں ہوتی ہے
تنزل اُنکا لازم ہے جو ہمت ہار بیٹھے ہیں

بیر۔ مہابیر پنڈت ہیڈ مولوی اڈیشنل ایچ ای اسکول بتیا ضلع چمپارن

دیتی ہے مجکو قدرت صانع کا وہ پتہ
جو شے بنائی ہے مرے پروردگار نے

برق۔ پریم کمار جالندھری عمر ۲۵ سال

کی حکومت خدائی پر اس نے — جس نے خود اپنا انتظام کیا

تقدیر۔ بندیشری پرشاد وکیل گونڈہ عمر ۳۰ سال

چپ ہے ہم پھر بھی حال دل نہ پوشیدہ رہا — خاموشی گویا زبان حال کی آواز ہے

تاباں۔ منشی پرسوتم دیو کپور خلف جمعدار لالہ بالمکند صاحب کپور آئی اے ایس سی پنشنر انسپکٹر پشاور ولادت ۲۴ جولائی ۱۹۰۹ء بمقام پشاور ابتدائی تعلیم پشاور میں حاصل کر کے دھاریوال میں انٹرنس پاس کر کے جگجیت بڑوودا انجینرنگ کالج امرت سر کے سب اور سری کی سندیلی شاگرد خلیل افغانی و بسمل پشاوری عمر ۱۲ سال۔

پاؤں پھیلائے نہ چادر سے زیادہ کوئی — کیونکہ اس فعل میں کچھ عزت و توقیر نہیں

کاٹتی ہے جسطرح رک رک کے وہ میرا گلا — دھوم اس دنیا میں تھی جس تیغ جوہر دار کی

جہانگیر۔ سردار کیسر اسنگھ ولد سردار بوٹا سنگھ ہیڈ ڈرافٹ مین امرت سری ولادت سنہ ۱۸۱۱ء تلمیذ شمس العلما پروفیسر آزاد دہلوی ابتدائے تعلیم ایبٹ آباد ضلع ہزارہ میں ہوئی۔ کچھ عرصہ تک لاہور میں انٹرنس پاس کر کے رڑکی میں سب انجینری کا اعلے امتحان پاس کر کے مختلف اضلاع پنجاب میں سپروائزر سب ڈویزنل آفیسری پر ممتاز رہ کر محکمہ انجینری میں بیس سالہ ملازمت کے بعد گوشہ نشینی اختیار کی کلام مختلف اخبارات و رسائل میں شایع ہو چکا ہے نہایت کہنہ مشق اور خوشگو شاعر ہیں۔

بتوں کی محبت کا ہے جزو لازم خدا سے ذرا دور ہی دُور رہنا
وہیں تیوری چڑھی مجکو جو دیکھا تھا پھیلاتے سوال وصل کا پڑوے ہی پردہ میں جواب آیا
خدا جو دے تو یہاں دید کی گدائی کر جہاں کو لیکے جہانگیر شاہ کیا ہوگا
عجب عشق کے شہر کا حال دیکھا یہ آباد ہوتا ہے ویران ہو کر
صید بسمل کے تڑپنے سے تغافل اسقدر ایکدن بجلی گرے گی خانۂ صیاد پر
درو حرم ہیں شیخ و برہمن کیواسطے ہم جنکو پوجتے ہیں وہ پتھر ہی ورہیں
جہانگیر گھبرا گئے ایسی جلدی محبت ہے یہ کچھ حکومت نہیں ہے
ہیں ہتھکنڈوں سے حسینوں کے خوب واقف ہیں مجھی بھی ایسے ہی لوگوں سے کام رہتا ہے
کوئی ایسا نہیں ملتا کہ ملا دے اُس سے یوں تو اپنی بھی زمانہ سے شناسائی ہے
دور ساغر دور گردوں ہو گیا چشم ساقی سے مروّت اُٹھ گئی

جابر۔ بابو جگل کشور بی۔ اے۔ وکیل خلف منشی مادھو حزن قوم کایست ساکن محلہ رمنہ گیا شاگرد حشر مثنوی ۱۹۱۰ء میں بعمر ۸۰ سال انتقال فرمایا

لڑا دینا آپس میں ہے کار دنیا جو سر ہے کسی کا تو پتھر کسی کا
نہیں پرہیز لازم خاک سے انسان کو ہرگز کہ آخر مٹی میں ملتا ہی اسکو جو بنا گل سے

جودت۔ منشی جدو بیر سہائے خلف منشی بنواری لال متوطن مان پور قصبہ گیا شاگرد حشر و شفق و کوثر قوم کایست ۱۹۱۲ء ۵۵ برس کی عمر میں راہی عالم بقا ہوئے۔

طور پر برق جو چمکی ہوئے موسیٰ بیہوش　　جلوۂ رخ کے سوا اسمیں کوئی راز بھی تھا

کج ادائی نے تمھاری یہ اثر دکھلا دیا　　پڑ گئے زلف سیہ فام میں خم آپ سے آپ

جذب۔ منشی راگھواندر راؤ وکیل عالم نگر

دولت علم و ہنر وہ ہے نہیں جسکو زوال　　گلشن بنجار ہے عالی ہنر دولت نہیں

نفع ہو نقصان ہو۔ کر لو کام اپنے آپ ہی　　غیر کے ہر کام میں اچھی مگر شرکت نہیں

خیر۔ رائے نرہری پرشاد منتظم دفتر معتمد پیشکاری تلمیذ مولوی میر احمد علی

وحشت دل اندنوں ایسی گریباں گیر ہے　　طوق گردن میں ہے میری پاؤں میں زنجیر ہے

خرم۔ منشی ستیل پرشاد منصبدار حیدرآباد۔

ہوئی ہے جیسی کہ کن سے نمود ہستی کی　　فنا بھی ہو گی یوہیں ایک روز ہو ہو کر

خلیق۔ راجہ دیبی داس سوم۔ تعلقدار حیدرآباد شاگرد حفیظ جونپوری

یونتو اگر ذرا تجھے آنا ہے اے موت ضرو　　گر شب ہجر میں آ جاتی تو احساں ہوتا

خمار۔ برجموہن لال بریلوی تلمیذ ہوش بریلوی

اٹھی جتبک نہ دھواں دلسے رواں ہوں کیا اشک　　کہیں پانی بھی برستا ہے گھٹا سے پہلے

وہ بیکس ہوں سو بار آ کر قضا　　سرہانے مرے نوحہ گر ہو گئی

خوب۔ خوب چند عرف بابالال حیدرآبادی تلمیذ ہرمز عمر ۶۴ سال۔

محبت ہے ترے تیر نظر سے　　نکالوں کس طرح اسکو جگر سے

دہاتی۔ بابو ہری ہر پرشاد جنجل عرف لال بابو قوم اگروال خلف بابو

ہری کشن واسن جنخل ساکن محلہ لہری ٹولہ گیا عمر ۶۰ سال۔ آپ کو اردو شاعری کا بیحد شوق ہے اکثر کلام ظرافت آمیز ہوا کرتا ہے۔ کلام میں جدت و تازگی ہے۔ متعدد ناٹک کے مصنف ہیں

بستان دہر میں یہ گلستاں ہے کسلئے | نغمہ سرائے مرغ خوش الحاں ہے کسلئے
جب زندگی ہی اپنی دہاتی ہے بے ثبات | عیش و نشاط کا سر و ساماں ہے کسلئے

دنیا کا انقلاب دکھانے کیواسطے | محتاج مجکو کردیا دانے کیواسطے
راحت جو بعد رنج دہاتی ہوئی نصیب | اچھا سبق ملا یہ زمانے کیواسطے

دلبر۔ ٹھاکر دھیپال سنگھ رئیس اوسر کوٹ ضلع گونڈہ

دُھری مصیبتوںکی قاتل کو سامنا ہے | دامن یہ کچھ پڑے ہیں کچھ داغ آستیں پر

دل۔ بابو فیروز چند بھنڈاری سب انسپکٹر حیدرآباد سندھ تلمیذ دبیر

مچی ہے دھوم اسوقت جب سے لن ترانی کی | یہ آرزو ہے کبھی انسے گفتگو ہوتی
کعبۂ دل بتوں کی جا بھی ہے | حرم پاک کبریا بھی ہے

ریحاں۔ بھگوتی پرشاد صاحب بی۔ اے ایل ایل بی وکیل۔ گورکھپور۔ شاگرد وسیم،

کیا کہئے حال ہستی ناپائدار کا | جھونکا ہو کوئی جیسے نسیم بہار کا
جسکے کرم سے باغ جہاں ہے ہرا بھرا | ریحاں مجھے ہے عشق اسی گلعذار کا

رند۔ گنگا پرشاد لکھنوی شاگرد جرأت دہلوی ۱۸۵۸ء میں انتقال کیا

رو تا ہوں چپکے چپکے آتا ہی یاد جسدم   وہ دیکھنا کسی کا نظریں چرا چرا کر

سبنھی۔ پنڈت رام سبنھی ساکن قصبہ ریواری ضلع گورگاؤں تلمیذ سائل دہلوی عمر ۲۸ سال۔

کونسا گھر ہے کہ جسمیں نہیں چرچا تیرا   دیر ہو یا ہو حرم ذکر ہی ہر جا تیرا

سحر۔ پنڈت ہر نرائن خلف پنڈت دیبی پرشاد صاحب صادق بریلوی آپ بسلسلۂ ملازمت ڈیرہ دون میں قیام رکھتے ہیں

تپ غم ہم سرایا عشق میں تیری جوائی ہیں   جگر پر داغ تن پر آبلے سینے میں چھالا ہیں

میں اپنی موت کا خواہاں خضر ہیں زیست کے طالب   انھیں جینے کی حسرت ہے مجھے مرنے کے لالے ہیں

سحر۔ منشی اقبال ورما ہنگامی۔

دُرے اجل نے زمانہ کو رنج و غم کیا کیا   دلوں پہ موت کے ہاتھوں ہوئے ستم کیا کیا

بچا نہ شاہ بھی اس سے فقیر بھی نہ بچا   غریب بھی نہ بچا اور امیر بھی نہ بچا

نہیں ہی دہر گزرگاہ خاص و عام ہے یہ   کچھ اسمیں شک نہیں عبرت کا اک مقام ہے یہ

شعلہ۔ منشی بنواری لال کایست بھٹناگر باشی بریلوی تخمیناً ۵۵ سال کی عمر سنہ ۱۹۱۶ء میں انتقال کیا

ہمنے آہ دلِ ناکام سے وہ کام لیا   کہ فلک پر کے فرشتوں نے بھی دل تھام لیا

صبور۔ کنور گوپال سہائے خلف راجہ جیا لال گلشن ولادت سنہ ۱۸۲۱ء شاگرد آتش۔ شاہی میں بخشی فوج تھے انگریزی میں نائب تحصیلدار ملیح آباد اور

ایک سال کے بعد ریاست گوپال پور کے نائب ہوئے فارسی کے اچھے نثار تھے ۱۹۱۰ء میں انتقال فرمایا۔

جب نہ اثبات دہن ٹھہرا یہی ثابت ہوا | بات جو ہے یار کی وہ غیر کی آواز ہے
مالِ دنیائے دنی کی میں نہیں رکھتا ہوس | بند یاں روز ازل سے باب حرص و آز ہے
رازقِ مطلق کو عسرت میں نہ بھولے آدمی | بند ہے گر ایک در تو دوسرا در باز ہے

صادق۔ جھجو سنگھ صاحب بی اے وکیل اجین متوطن بلند شہر عمر ۴۰ سال

نہ لے ساتھ اپنے گناہوں کا توشہ | عدم کے مسافر سفر کرنے والے
غم و رنج و اندوہ و حرماں فقط ہیں | تسلی مری وقت پر کرنیوالے

صاحب۔ صاجرائے مورخ کایست ہمشیل تاریخ گو تھے عہد آصف الدولہ کے شاعر تھے۔ مشہور ہے کہ نواب آصف الدولہ عیش باغ کے پھاٹک سے جا رہے تھے دیکھا کہ پھاٹک پر جو مٹی کا شیر ہے اسکے منہ میں طوطے نے اپنا گھر بنایا نواب نے مسکرا کر صاجرائے کی طرف دیکھا انھوں نے ہاتھ باندھ کر عرض کی

قربان شہ کے صدقے کیا عدل کا نشاں ہے | جو شیر کے دہن میں طوطی کا آشیاں ہے

عاصی۔ منشی طوطا رام کایست بلگرامی نے ۱۲۶۰ھ میں انتقال کیا۔

تر ہو گئی مستی ترے لب کی شراب سے | حیراں ہوں رات بھک گئی آفتاب سے

غمخوار۔ بھگوان داس صاحب ملازم ڈاکخانہ صدر گورکھپور۔ تلمیذ

عمر گورکھپوری۔

آنسو بہائے قبر پر اس گلعذار نے ۔۔۔ کیا رو کے کہدیا مری شمع مزار نے

غریب۔ منشی شیام سندر لال صاحب گورکھپوری شاگرد عمر گورکھپوری

غرہ بہت بہار کو تھا اپنے حسن پر ۔۔۔ شرمندہ کر دیا اسے تیرے نکھار نے

فصیح۔ منشی رہبادر فصیح پنشنر ساکن کڑا خدایار خاں لکھنؤ۔

نہیں دل کوئی بھی ایسا نہو جسمیں ہوا تیری ۔۔۔ سمائی نور بنکر چشم عالم میں ضیا تیری

نتائج اپنے ہی اعمال کے پاتے ہیں دنیا میں ۔۔۔ ہمیں اے آسماں ہوگی ستایش ناروا تیری

ترے اسرار انساں کی سمجھ میں آ نہیں سکتے ۔۔۔ جہانتک ہم پہنچے شان ہے اس سے سوا تیری

نہ کعبہ ہی مکاں تیرا نہ بتخانہ ہے گھر تیرا ۔۔۔ جو آنکھیں ہوں تو ہر دلمیں نظر آتی ہے جا تیری

فروغ۔ کنور بدری کرشن رئیس سکندر آباد وکیل دہلی۔

بت و بتخانہ و دیر و کنشت و کعبہ و مسجد ۔۔۔ متاع پارسائی سب ہوئی جاگیر میخانہ

فدا۔ پنڈت برج کرشن گنجو رجوائنٹ سکریٹری انجمن نقاد سخن فیض آباد

خلف پنڈت دیا کرشن صاحب گنجور۔ کشمیری ثم فیض آبادی عمر ۲۴ سال

اردو فارسی انگریزی میں کافی قابلیت رکھتے ہیں۔ فی الحال اسٹار پرنٹنگ

پریس لکھنؤ میں منیجر ہیں۔ نہایت خلیق ہیں۔

قطرۂ خون جگر کی دیکھئے نیرنگیاں ۔۔۔ آنکھ میں آ نسو بنا دامن میں دریا ہو گیا

نظر آتا جو کہیں دیکھنے والا کوئی ۔۔۔ جلوۂ دوست بھی پردہ سے نمایاں ہوتا

اب رکھا کیا ہو وہاں حضرت آدم بھی نہیں | لطف آتا جو کوئی خلد میں انساں ہوتا

ہمیں اس نزع کے عالم میں بھی آرام آجائے | بوقت آخری گر یار کا پیغام آجائے

کیا مسرت دے مجھے باد صبا | میرے پہلو میں دل ناشاد ہے

قلیس۔ رام پرشاد وکیل گیا خلف منشی سنجیون لال دیوان راج ریاست ٹکاری تلمیذ اکبر دانا پوری اردو شاعری کا نہایت شوق تھا ایک انجمن لٹریری کلب گیا کے نام سے قائم کیا تھا جسمیں ہر مہینہ مشاعرہ ہوتا تھا۔ دیوان مرتب ہو چکا تھا ۱۹۰۸ء میں انتقال فرمایا۔

چلے باغ دنیا سے کیا لیکے ہم | نہ کچھ رنگ لائے نہ پھولے پھلے

عجب شان سے دیکھا ہے اسکو پہلو میں | ہمارے خواب کی تعبیر دیکھئے کیا ہو

شوق سے آئے تھے تربت کے مٹانے کے لئے | چپ کھڑے ہیں آپ کیوں گور غریباں دیکھکر

قصیر۔ منشی گوری شنکر صاحب شاگرد ظہیر دہلوی

تمھارا کیا اجارہ ہے دکھائیں کیوں بتائیں کیوں
کہیں سے لائے ہیں تصویر ہے اک بیمروت کی
نکل آیا ہے کیا انکار میں اقرار کا پہلو
بڑے موقع پہ کچھ انکی زباں نے آج لکنت کی

قمر۔ بدری پرشاد صاحب بی اے ایل ایل بی۔ وکیل گورکھپور شاگرد دیم

تو نے اللہ کا گھر کعبہ نشیں سمجھ لیا | میں نے بتخانہ میں کعبہ کا مکیں دیکھ لیا

گمتی۔ بابو کنھیا لال رستوگی ایم اے۔ (فارسی) خلف بابو رگھبر دیال زمیندار ورئیس لکھنؤ ولادت ۱۹۰۸ء اور ۱۹۳۰ء میں لکھنؤ یونیورسٹی سے فارسی ایم اے کی ڈگری درجہ اول حاصل کی فارسی مضمون نگاری میں کامل مہارت ہے۔ نہایت خوش مزاج اور خلیق ہیں۔

پرِ ندمشت پر وہ اشرف المخلوق انساں ہے
کہاں سے لائیگی بلبل دہن میرا زباں میری

مجازی ہی فقط زینہ ہے اک عشق حقیقی کا
کھلے جو چشم دل تو شیخ دیکھے نرد باں میری

جلال باغبان باغ عالم کا تصور ہے
ہمیشہ گل کھلاتی ہے بہار بےخزاں میری

نہیں چھوٹیگی رندی شیخ جی جنت کے وعدوں پر
وہ ارزاں اور نسیہ۔ نقد یہ جنس گراں میری

رہے جسکی ثنا میں سب رسول و انبیا عاجز
لکھوں وہ حمد ثنا اسکی کہاں تاب و تواں میری

بہت بے چین ہے قطرہ مہجور مدت سے
تمنا ہے کرے امداد بحر بیکراں میری

نہیں گمتی کی خوبی شاعری الہام غیبی ہے
عبث کرتی ہیں مدحت شاعران نکتہ داں میری

کیفی۔ پنڈت برجموہن ناتریہ دہلوی کہنہ مشق شاعر ہیں عمر تخمیناً ۶۰ سال

خاک دیر و کعبہ کی خوب چھان لی تونے
اب ذرا جھکا کر سر دیکھ دل کے منہ میں

دیکھا ہے تماشائی گل ہے رنگ و بو بالکل
امتیاز ناممکن ہے عرض سے جوہر میں

عاجز۔ بابو کنھیا لال صاحب ورما عاجز بوڑھانی پنشنر اسٹیٹ سرموناہن

زباں گوہر کہاں طاقت تری مدحت سرائی کی
قلم بھی لکھ نہیں سکتا صفت تیری ثنا تیری

ہو جب تک اختیار [illegible] پر بھی ہیں بہت

وہی ہوتا ہے اے مالک جو ہوتی ہے رضا تیری

حسرت۔ منشی آتما رام خلف رائے دولت رام نبیرۂ راجہ کنور سین بہادر دہلوی ۱۹۰۳ء میں انتقال کیا۔

دیکھا جدھر اٹھا کے نظر خاک کر دیا
دل کیا بچے کہ تیرے اشارے بلا کے ہیں

حیران۔ منشی رام نرائن خلف منشی میکو سنگھ دہلوی قوم کھتری۔ تلمیذ داغ دہلوی۔

مر گئے تو مٹیں تمنائیں
نکلے ارمان خاک میں ملکے

قرینے کا مذاق اچھا سلیقہ کی ہنسی اچھی
پسند خاطر احباب ہو وہ دل لگی اچھی

صوفی۔ شاہ ہرن بنارسی عمر ۵۰ سال پیشکار کلکٹری بنارس۔

اب تو صوفی درمیاں سے اٹھ گئے سارے حجاب
میرے اسکے رشتہ تار رگ جاں رہ گیا

شایق۔ بابو بہاری لال صاحب تانگڑی کھتری پوادھے۔ خلف بابو ہنومان پرشاد جی۔ ولادت ۱۸۷۱ء مڈل کلاس پاس کر کے انگریزی کتابوں کے دوکان چوک میں کھولی۔ کچھ دنوں بنارس کے محکمۂ ریلوے میں نوکر ملازمت ترک کر کے لکھنؤ چلے آئے۔ کوٹھی ۱۴ واقع قیصر باغ لکھنؤ میں اقامت گزیں ہیں۔ حالانکہ آپ اردو نوشت و خواند سے ناواقف ہیں۔ مگر صحبت شعرا سے کلام اچھا ہوتا ہے ۱۸۹۲ء سے شاد پیر و میر لکھنوی

کے شاگرد ہیں. غزل ہندی میں لکھتے ہیں اور داد سخن پاتے ہیں۔

لگا خدنگ دو شعبہ ہی نوک مژگاں کا | بغل میں دل بھی ہی زخمی مرا جگر کیطرح
شادی کی اب امید ہی پیرانہ سری میں | جھڑتے ہیں مری پھول چراغ سحری میں
گر بلندی پر ستارہ ہو مری تقدیر کا | بام پر نظارہ ہو اس ماہ پر تنویر کا

مشتاق ۔ جگناتھ پرشاد متوطن بنارس تلمیذ آفاق

حسن تھا جبتک نہ ظاہر عشق کی شہرت نہ تھی | شمع جب روشن نہ تھی پیدا کہاں پروانہ تھا
غور سے دیکھا تو اے مشتاق ثابت ہوا | کوئی بھی اپنا نہ تھا جو تھا یہاں بیگانہ تھا

نشتر ۔ بابو ہرگوبند دیال وکیل اوری بی اے تلمیذ قمر لکھنوی

دیکھکر پھولونکو یہ بیساختہ گزرا خیال | ایکدن آخر ہیں یہ گلچیں کے دامن کیلئے
تم بھی نشتر چھوڑ کر اکدن اسی کے ہو رہو | جسکی رحمت ایک سی ہی دوست دشمن کیلئے

شاطر ۔ بشمبر سہائے خلف نرائن داس صاحب ولادت ۱۸۵۹ء ویش اگروال تلمیذ عیاں میرٹھی زمیندار موضع بسوت ساکن موضع ہرچندپور ضلع میرٹھ ۔ اردو فارسی انگریزی جانتے ہیں عمر ۴۱ سال ۔

رہروان رہ الفت کا نہ پوچھو احوال | تھک کے بیٹھیں جہاں بس وہیں منزل ہو جائے
آہ سے کھلینگی جب بلبل قفس کی تیلیاں | تب کہینگے سوز دل کو تیرے پر تاثیر ہم
باغ عالم کے کرشمے اور تو دیکھے سبھی | دم نکلتے دیکھنا ہی عاشق دلگیر کا

جوہر ۔ بابو متھرا پرشاد بسارئیہ سب ڈپٹی انسپکٹر مدارس ضلع بہرائچ

پانا عیش سے تیری بسر ہوتی ہے دنیا میں — مگر کچھ فکر عقبیٰ کی بھی دنیا دار کر لینا

مائل ۔ بابو بھولا ناتھ مائل ساکن مڈپورہ

دل کو تباہ کیجیے پر دیکھ بھال کے — یہ ٹوٹا پھوٹا گھر حرم کردگار ہے

برشتہ ۔ پنڈت رام چرن متوطن قصبہ نجف گڑھ

برشتہ بھی آگئی بادۂ الفت کا اک ساغر — چڑھا کر ہو گیا ہے عاشق دلگیر مستانہ

ملا ۔ پنڈت آنند رام ملا ایم اے ایل ایل بی کشمیری ثم لکھنوی خلف پنڈت
جگت نراین صاحب وائس چانسلر لکھنؤ یونیورسٹی سابق وزیر لوکل سلف گورنمنٹ
ولادت ماہ ستمبر ۱۹۰۱ء عمر ۲۹ سال تلمیذ مولوی برکت اللہ رضا مرحوم آپ کا
شمار لکھنؤ کے کامیاب شعرا میں ہے

قفل اندر سے لگا لیتے ہیں زندانوں میں — اُف تمنائے اسیری ترے دیوانوں کی

نظم ۔ رائے ٹھاکر پرشاد صیغہ دار حیدرآباد دکن

نامہ بر کہنا زبانی بھی یہ اسکو دیکے خط — عاشق مایوس کی یہ آخری تحریر ہے

ہنر ۔ بابو دیو کی نندن لال صاحب الہ آبادی شاگرد نظر ۔

کیا لکھوں اس سے زیادہ خوبی قسمت کا حال — ایک خط میں سو جگہ بگڑی ہوئی تقدیر ہے

رونق ۔ ماسٹر لچھمی نرائن دھون خلف بابو بالکرشن ولادت ۱۸۸۱ء مقام
سوندھی ٹولہ لکھنؤ شاگرد شاد میر لکھنوی قوم کھتری اگروال تعلیم ایف اے
پاس سابق سکنڈ ماسٹر جوبلی ہائی اسکول حال پنشنر سررشتہ تعلیم آپ کے

بزرگ اکبر آباد کے متوطن تھے۔ غدر کے بعد والد اور چچا لکھنؤ میں بصیغہ ملازمت مسکن پذیر ہوئے دادا بابو گوپال سنگھ بھی لکھنؤ چلے آئے نہایت شریف اور نیک نفس بزرگ ہیں۔ اُردو فارسی انگریزی میں اچھی قابلیت رکھتے ہیں۔

بلندوں کو کیا قدرت نے رونق پست پہ
رنگ پیلا پڑ گیا غیرت سے چرخ پیر کا

واہ کب ساقی کو میرا دھیان آیا حیف ہے
جبکہ میری عمر کا لبریز پیمانہ ہوا

تنگ آکر زن دنیا سے عدم کو جو گیا
نام اسنے نہ لیا لوٹ کر گھر آنے کا

قاتل نے جب چکایا قصہ رگ و گلو کا
خنجر کے منھ پہ میرے زخموں نے خون تھوکا

نیکوں کی عیب جوئی ہے باعث فضیحت
منہ پر پڑیگا اُڑ کر گر آسمان پہ تھوکا

پتہ کیا پوچھتے ہو دستاں کا
وہ باشندہ ہے ملک لامکاں کا

ذرا حظ نہ ہمکو ملا زندگی کا
گزر سب زمانہ گیا زندگی کا

اشک۔ رام سرن پرشاد ساکن سمھری

کیسے بیدرد ستمگر حسیں ہوتے ہیں
لیکے دل لاکھوں کا پھر پردہ نشیں ہوتے ہیں

اثر۔ منشی مولچند صاحب عرف بابو پرشاد کایستھ سریواستو دوسرے رئیس و زمیندار پسر اکبر جناب منشی ہینڈی لال صاحب متوطن خیر آباد۔ محلہ بھولن پور۔ ضلع سیتاپور پہلے عیش تخلص تھا۔ شاگرد مولوی حسن علی خاں صاحب حسن رامپوری۔ فن شعر و انشا و تاریخ میں مہارت تامہ

رکھتے تھے خط نستعلیق و خط شکست اچھا تھا۔ اُردو میں ایک ناول "چاک گریباں" اور متعدد قومی نظمیں۔ قصائد۔ تاریخ۔ چند غزلیں ہیں زیادہ کلام فارسی میں ہے۔ ۵۴ برس کی عمر پاکر ۱۹۰۸ء میں وفات پائی۔

ہشیار ہوں جو عاشق کیف شراب ہوں
چونکیں جو محو نغمۂ چنگ و رباب ہوں

جاگیں جو مست لذت خواب شباب ہوں
اب دلسے مستعد پئے کار صواب ہوں

دیکھیں بچشم ہوش جو حالت ہے قوم کی
بس حد بھی ہو چکی ہے تغافل کی نوم کی

نہو جو دل سے جویائے حقیقت
وہ پہنچے کیسے اسرار نہاں تک

اثر کرتا تھا اُنکے دلمیں اے آہ
کیا کیا تو نے جاکر آسماں تک

کریں کیا خوبی قسمت کا شکوہ
رقیب اپنا بنا ہے راز داں تک

رخصت دیدار گر دی ہے تو فیض جود سے
ضبط بھی مجھ کو عطا ہو جلوہ دیدار کا

بت پرستی بادہ خواری میں کٹا عہد شباب
اب اثر توبہ کرو ہے وقت استغفار کا

آرام۔ منشی مکھن لال کایست دہلوی شاگرد میر انشاء اللہ خاں انشا

ہمدم مجھ سے یہ کہتے ہو تو یار سے مل
اسکو سمجھاؤ ذرا یہ کہ نہ اغیار سے مل

اخگر۔ بابو کرشن دیو بھوندی بنگلی مارکیٹ کراچی

قاصد اتنا انھیں پیغام زبانی دینا
کس خطا پر نہ مجھے اے دوست فراموش مجھے

انکسار۔ لالہ سرجو پرشاد صاحب لکھنوی شاگرد احسان شاہجہانپوری

وابستہ جوانی تھے لطف زندگی کے
پیری نے منہ دکھایا اب کیا کرینگے جی کے

مرنے پہ کون کسکے آتا ہے فاتحہ کو
اپنے پرائے ساتھی ہوتے ہیں جیتے جی کے

الفت۔ اننت رام ساکن پٹنہ عظیم آباد

دل ہاتھ سے سمجھ کے حسینوں کو دیجئے
قصہ نہیں سنا ہے فرشتوں کی چاہ کا

کچھ ہے حفیظ گورکا اے منعمو خیال
دو دن فقط بلند ہے گوشہ مزار کا

برہم۔ جناب پنڈت امبکا پرشاد صاحب دکشت برہمن ولد جناب پنڈت گردیال جی صاحب وکیل ولادت مضافات کانپور۔ متوطن لکھنو یہاں تعلیم ایم اے تک حاصل کی، جبلپور میں فارسی کی پروفیسری پر مامور ہوئے۔ ۱۸۸۸ء میں جوبلی اسکول میں سکنڈ ماسٹر ہوئے۔ ڈائرکٹر صاحب سے ناچاقی ہونے پر ترک روزگار کر کے محکمہ پولیس میں کورٹ انسپکٹری پر معین ہوئے۔ تھوڑا زمانہ ہوا انتقال کیا۔ قدر بلگرامی کے شاگرد تھے

ساری دنیا ہے غریب الوطنوں کا مسکن
ہائے کس سے کوئی پوچھے یہ وطن کسکا ہے

دلمیں عاشق کے اتر جائے جو نشتر بنکر
ایسا ناصح کے سوا اور سخن کسکا ہے

بیدار۔ کدار ناتھ صاحب اسسٹنٹ ماسٹر اسکول کھیر اگڑہ

دوست کا دوست کو بھی رنج نہیں ہوتا ہے
پھول بھی گریۂ شبنم پہ کہیں روتا ہے

بہار۔ الکھوری شیو نندن پرشاد کایست ہیڈ ماسٹر اسکول ازول۔

شاگرد داغ دہلوی۔

فائدہ خاک جمع زر میں نہیں   کچھ نہیں خیر اگر بشر میں نہیں

برق۔ پریم کمار آذری عمر تخمینا ۲۲ سال۔

چار حرف آرزو سننے ہیں تم کو ناگوار   تم سنو گے خاک دلسے داستان آرزو

گلشن عالم کا منظر بھی ہو کتنا دلفریب   تنکے تنکے پر بندھا ہو آشیان آرزو

امیر۔ گوبردھن پرشاد ۱۹۰۳ء میں انسپکٹر پولیس ضلع بھاگلپور تھے۔

جذبۂ دل کی ہیں تاثیر دکھاتا تم کو   مرے قابو میں میری جان اگر دل ہوتا

تالف۔ ماسٹر بھولا سنگھ ٹیچر لوئر مڈل اسکول معظم۔ تحصیل فاضلکا۔ ضلع فیروز پور عمر ۲۵ سال۔

دم گریہ مجھے وہ چھوڑ کر کیوں جاتے ہیں   ایسے طوفان میں دریا کا سفر کرتے ہیں

دشمن اپنا وہ بنا لیتے ہیں اک دنیا کو   اس زمانے میں جو اظہار ہنر کرتے ہیں

جوش۔ مسٹر موہن سنگھ ڈسٹرکٹ جیل میرٹھ

اے نسیم سحری تو نے اڑا دی افسوس   رونق بزم فقط خاک تھی پروانے کی

حسرت۔ بشن داس۔ محکمہ نہر مالاکند ضلع سیتاپور

مجھ کو نفرت ہو نمود و نام سے   کام رکھتا ہوں میں اپنے کام سے

چھوڑ دنیا کی ہوس گر مرد ہے   زندگی ہو گی بسر آرام سے

رسا۔ گشندیال الہ آبادی

عشق وہ زخم ہی جسکا نہیں کوئی مرہم — یہ مرض وہ ہی کہ جسکا نہیں درمان دیکھا

رند۔ پنڈت رام متوطن تھانہ بھون۔

حافظ و ناصر خدا ای رند اب جاتے ہیں ہم — بول اٹھا دل یار کی ناز و ادا کو دیکھ کر

سائل۔ جناب خزانچی لال دہلوی مقیم سہارن پور۔

دور وزہ زیست میں لیں اپنے سر برائی کیا — کریں تمھاری طرح ہم بھی بیوفائی کیا

بجز مروت و اخلاص و دوستی و وفا — بتائیے تو سہی ہم میں ہی برائی کیا

سوسن۔ ہر پرشاد ہیڈ کلرک سر رشتہ تعلیم ضلع سیتاپور۔

چلے آتے تھے گھر بے بلائے — مری بھی راہ پر قسمت کبھی تھی

سفیر۔ بابو جوتی پرشاد وکیل متھرا۔

ابھی کل تک جو دید زیب تھے گلزار عالم میں
صبا سر پیٹتی ہی آج ان پھولوں کے ماتم میں

شجاع۔ منشی رام لال شجاع متوطن کھاچر

بخت سیہ نے بعد فنا یہ اثر کیا — کم کم ہی روشنی مری شمع مزار میں

شہیر۔ منشی لوک چند منشی فاضل ادیب فاضل متوطن مقام سیٹری ڈاک خانہ مورنڈا ضلع انبالہ۔

آپ کی بزم تو بہتر ہے مجھے جنت سے — زندگی اسمیں گزرتی ہی عجب راحت سے

دیکھنا ہو جس کو آکر دیکھ لے — جان باقی ہے ابھی بیمار میں

شفق ۔ کرتار ناتھ شفق شیدائی متوطن سیالکوٹ عمر تخمیناً ۴۰ سال

انسان کا حیات پہ کب اختیار ہے
اے بے خبر اجل تری سر پر سوار ہے

شفق ۔ کنجبہاری لال شفق وکیل ۔ راج جے پور شاگرد قلق میرٹھی ۔

اب اسکی جستجو ہے اور میں ہوں
تفحص چار سو ہے اور میں ہوں

صبا ۔ برھمی چند لال صاحب رئیس پورنیہ ۔ شاگرد شوق نیموی ۔

عشق لیلی کا اگر قیس کو کامل ہوتا
مانع دید نہ کچھ پردۂ محمل ہوتا

صابر ۔ بید نرائن سنگھ صاحب اہلکار ریاست اجیگڑھ ۔ شاگرد یاس لکھنوی ۔

نغمہ طرازیوں کی فرصت مجھے کہاں ہے
رخصت ہے فصل گل کی کانٹوں میں آشیاں ہیں

ضیا ۔ بابو ہرش چند بی اے ایل ایل بی وکیل دایوبند یوپی ۔ عمر ۳۰ سال ۔

پوچھتے کیا حال ہو مجھ خانماں برباد کا
مشغلہ ہے آہ کا یا شغل ہے فریاد کا

وہ قیامت کا سماں میری نظر میں کیوں نہو
آہ کرنا اور مٹ جانا دل ناشاد کا

طرب ۔ متصدی لال صاحب کایست خلف مرلی دھر صاحب عطار شاگرد ظہور ۔

ہمارا خون برابر بہائے جاتے ہیں
وہ اپنے پاؤں میں مہندی لگائے جاتے ہیں

عاشق ۔ گوکل چند کھتری ۔ متوطن تھانہ بھون شاگرد شوکت میرٹھی

حسن کا سودا وہ کرتے ہیں وفا کو دیکھ کر
ہم بھی دینگے نقد دل جور و جفا کو دیکھ کر

غش۔ راجہ بہادر ساکن موضع اسولی مقیم لکھنؤ

سمجھ میں کچھ نہیں آتا کشش کیسی ہی منزل میں
وہ آتے ہیں مری آنکھوں سے ہو کر خانۂ دل میں

فائق۔ کنجبہاری لال صاحب کانپوری۔

ان کی شوخی تو دیکھئے فائق
پوچھتے ہیں مزاج بسمل سے

فدا۔ کاشی ناتھ صاحب شاگرد واجد ساکن تھانہ بھون۔

تھا مقدر میں غم جدائی کا
کیا گلہ ان کی بیوفائی کا

کمال۔ لالہ جگناتھ صاحب ساکن نور محل تلمیذ جوش ملیسانی

بڑی مدت کے بعد آخر طلسم بیخودی ٹوٹا
بیان غم کیا پھر آنسوؤں نے ترجماں ہو کر
اٹھا اور اُٹھ کے سر قدموں پر اُنکے ڈالکر میں نے
سنائی داستاں اپنی مجسم داستاں ہو کر
ہوا جب گدگدا آتی ہی غنچے مسکراتے ہیں
حجاب ناز سے خوشبو نکلتی ہی جواں ہو کر

گل۔ گلاب رائے صاحب ورما بیاوری۔

چلے آؤ گے میرے گھر دیکھ لینا
یہ آہ رسا کا اثر دیکھ لینا

لکشمی ۔ بابو لچھمی نراین صاحب دہلوی مصنف گان جواہر

یہ اپنی کم نصیبی ہے کہ ہم محروم جاتے ہیں
خطا ہے اس میں ساقی کی نہ کچھ تقصیر منخانہ
تو ہی تو ہے تصور میں جہاں یہ لکشمی جائے
تو ہی ہے شیشہ و ساغر تو ہی ہے میر منخانہ

منظور ۔ منشی کالی پرشاد منظور گورکھپوری تلمیذ مقصور گورکھپوری.

نہ مغرور ہو حسن پر اپنے کوئی — کہ یکساں رہا کب زمانہ کسی کا
مجھے کعبہ و دیر سے کیا غرض ہے — مرا سر ہو اور آستانہ کسی کا

مبتہج ۔ سانول داس کھتری محافظ دفتر کلکٹری ضلع اناؤ سنہ ۱۹۰۰ء میں انتقال کیا۔

تلوار کیوں نکالی تھی مقتل میں آپ نے — منظور میرے قتل کا گر امتحاں نہ تھا

مونس ۔ پرکاش چندر سیوہارہ ضلع بجنور یو پی.

عداوت تھی یہاں تک باغباں کو — لگادی آگ شاخ آشیاں کو
ہزاروں کے ہوئے ارماں پورے — ہمیں سے دشمنی ہے آسماں کو

مائل ۔ پنڈت جگدیپ نرائن چودھری ساکن شاہجہاں پور

بیوفائی کا اسکی کیا شکوہ — کوئی معشوق باوفا بھی ہے

نسیم ۔ لالہ لکشمی چند جی ساکن نور محل ۔

تمناؤں میں ارمانوں میں پھر الجھن ہوئی پیدا
بڑی مشکل میں ڈالا ہے کسی نے مہرباں ہو کر
نہ جانے آہ تھی کوئی تمنا تھی کہ حسرت تھی
مگر کچھ تو ضرور اُٹھا تھا سینے سے دھواں ہو کر

اثرؔ۔ سرجو پرشاد صاحب کایست نگم قصبہ اکبر پور ٹانڈہ

ہمکو کیا کام اہل دنیا سے ہیں گدا تیرے آستانے کے

ایجادؔ۔ منشی دیبی سہائے اکبر پوری شاگرد عجز لکھنوی۔

وہ دل لے کے چپکے سے چلتے ہوئے یہاں رہ گئے ہاتھ ملتے ہوئے

افسرؔ۔ موہن لال صاحب متوطن رڑکی ضلع سہارنپور۔

تمہارے جھوٹے وعدے بھی کبھی پورے نہیں ہوتے
یہ پرسوں کیا ہے جس کی انتہا ہوتی نہیں پرسوں

بدرؔ۔ مسٹر ہر دیال کھنا بی۔ اے۔ لکھنوی۔

تمھیں شمشیر براں کی ضرورت کیا ہے مقتل میں
گلا خود کاٹ لیں گے کج ادائی دیکھنے والے

دیوانہؔ۔ منشی بنس گوپال شاہجہانپوری

آپ ہی کچھ دل بتیاب سے کہتے جائیں یہ سمجھتا ہی نہیں ہے مرے سمجھانے سے
اے اجل آشب فرقت میں کہ غم سے چھوٹوں ہو گی آساں یہ مشکل تری آجانے سے

زیبا۔ رائے اجودھیا پرشاد شاہجہاں پوری

بحمد اللہ کہ تاثیر ہوئی تو اتنی نیند آجاتی ہو انکو مری افسانے سے

شمیم۔ شیو پرشاد عرف رجولال شاگرد رشید فیض آبادی مقیم باندہ

انجم کے چراغوں کو فلک پر کیا ٹھنڈا اے مہر لقا میری ہی آہ سحری نے

شائق۔ پانڈے گوری پرشاد عرف خوشوقت رائے گورکھپوری

ہزاروں خون ناحق ہونگے ان ہاتھوں سے کچھ دن میں
یہ کہتے ہیں ترا دست حنائی دیکھنے والے

علو۔ کوبیر ناتھ صاحب ساکن کھیتولی ضلع اعظم گڈھ

دلوں میں تہلکہ سا پڑ گیا غل مچ گیا ہر سو
ہوئے غش یار کی جلوہ نمائی دیکھنے والے

عنقا۔ لالہ لال چند صاحب متوطن جگراواں ہیڈ ماسٹر انجینرنگ ہائی پایولر اسکول۔

بتوں کی محبت نے مذہب کو لوٹا چلے دیر کو ہم مسلمان ہوکر

قمر۔ حکیم چھدامی لال صاحب عطاپوری شاگرد طپش

نہ جائیں کہیں آپ مہمان ہوکر مرے دلمیں بیٹھے رہیں جان ہوکر

گویا۔ گنگا بشن لال صاحب متوطن سلطانپور پہلے آپکا تخلص سرجوش تھا

آپ ہی ہر بات پر جھوٹے بنے ہم رہے ثابت قدم اقرار پر

منظوم۔ مرلی دھر ہیڈماسٹر اینگلو ورنیکولر مڈل ہندو اسکول جگراواں

سرطور موسیٰ جو ملجائیں ہمکو انھیں لن ترانی سنائیں تمھاری

ناز۔ بابو ہیرا لعل اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر شیر شاہ۔

وصل کی رات ہے تو ہجر کا دن
یہی نیرنگ ہیں زمانے کے

اے فلک غمزدوں کو یہ تکلیف
ہمتو قائل نہ تھے ستانے کے

رسوا۔ بابو ہرکشنداس کلرک پنجاب ریلوے مقیم دہلوی۔ شاگرد

آغا شاعر دہلوی۔

نیچی نظروں سے ہوئے جاتے ہیں بسمل لاکھوں
حشر برپا کرے گر آنکھ اٹھائے کوئی

رشک۔ بابو گنگا پرشاد بلند شہری تلمیذ ساقی میرٹھی۔

حشر کے دن اپنے عاشق سے ملیں گے وہ ضرور

قول کے پورے بھی ہیں اور صادق الاقرار ہیں

رند۔ لالہ کھیم نرائن رند لکھنوی نبیرۂ راجہ لچھمی نرائن ورفیق۔ مہراجہ

ٹکیٹ رائے۔

نالہ طنبور و چنگ اے اہل غفلت تم سنو

گوش زد ہوتی ہے ہر دم یہ نصیحت ساز سے

ہے سزا اسکی کہ روز و شب وہ پاسے گوشمال

راز دل بے پردہ جو کہدے بلند آواز سے

رنگ۔ لالہ کیشو داس خلف رائے بہادر لالہ ہیما مل متوطن دہلی
۱۸۸۴ء میں انتقال کیا۔

ہی کفیل کار اپنا حبیب وحید دو جہاں
لاکھ کوہ غم اگر سر پر ہوں نازل کیا ہوا

رنگ۔ لالہ لکھپت رائے ساکن حسین پور ضلع مظفر نگر

دلکی تڑپ کا بعد فنا بھی خیال ہی
تربت میں بھی ٹھہرنا ہمارا محال ہی

آپ بھی ہی دل بیتاب گرفتار بلا
مجکو بھی ایسی مصیبت میں پھنسا رکھا ہی

رنگیں۔ لالہ بلاس رائے برادر خرد مہاراجہ بینی بہادر متوطن منڈیاؤں ضلع لکھنؤ۔

غیروں کے پاس جانا ہمسے کبھی نہ ملنا
افسوس ہی تو وہ ہی ارمان ہی تو یہ ہی

رنگیں منشی موہن لال کایست دہلوی۔

رنگیں نہیں ہی قطرۂ شبنم یہ باغ میں
باد صبا نے مے سے بھرا ہی ایاغ میں

رونق۔ رادھا موہن لال اہلمد ریاست ترو ا ضلع فرخ آباد

ملبوس سے ظاہر ہیں فقیرانہ ہمارا
پر حوصلہ دل تو ہی شاہانہ ہمارا

زار۔ پنڈت تربھون ناتھ خلف پنڈت پرتھی ناتھ صاحب زتشی تلمیذ داغ دہلوی۔

دل ہمیں چھوڑ کے اسطرح گیا
جیسے پہلو میں کبھی تھا ہی نہیں

جناں سے مورث اعلی تمھاری بزم سے ہم
کچھ ایسے نکلے کہ کوئی کبھی نہیں نکلا

بے پردہ اگر حشر میں وہ فتنہ گر آئے — خورشید قیامت کو حقیقت نظر آئے

مہر۔ کنور درگا پرشاد تعلقہ دار و آنریری مجسٹریٹ و رئیس اعظم سندیلہ اردو فارسی کے شاعر تھے صاحب تصانیف کثیرہ تھے تخمیناً ۶۰ برس کی عمر میں ۱۹۱۵ء میں انتقال فرمایا

شکوہ کیا اُن سے بیوفائی کا — کہ زمانہ ہے کج ادائی کا

اُن سے ہی آج وعدہ دیدار — وقت ہے قسمت آزمائی کا

شمیم۔ جناب پنڈت شیو نراین شمیم ایڈوکیٹ لاہور۔

جمع ضدین ہے خلاف اصول — اُن میں شوخی بھی ہے حیا بھی ہے

یاس۔ بابو چندر سین شاگرد جناب فدا متوطن قصبہ تھانہ بھون

کسلئے کرتی ہے تو ظالم تمنا دلکا خون — وصل کی شب الٹی شوخی حیا کو دیکھکر

مجذوب۔ منشی گوری شنکر خلف رائے خیراتی لال فرخ آبادی

بہت اچھی نہیں ہے بیوفائی — کبھی تو ذکر آجائے وفا کا

مست۔ رائے شیو سہائے نائب تحصیلدار ہمیر پور خلف رای ہرگوبند سہائے رئیس اناؤ شاگرد واجد

کیا مقابل ہو روئے جاناں سے — زور ہے آفتاب کی رنگت

عمل۔ سوہن لال ماسٹر ضلع اسکول ہمیر پور متوطن کانپور

عشق بھی کیا بادہ سر جوش ہے — جسکو دیکھو رات دن بیہوش ہے

یار۔ منشی جرونجی لال امین ہمیر پور متوطن کانپور

کہہ رہا ہے تیرے جوبن کا ابھار　　ثمرہ نخل جوانی ہے یہی

وضع۔ بابو بینی پرشاد ولد منشی بہاری لال ساکن سجھور محلہ منشی پور
ضلع کانپور سنہ ۱۹ ء انتقال کیا۔

خوش ہوئے تھے کہ گلے ملتا ہے خنجر تیرا　　یہ نہ معلوم تھا فوراً یہ جدا ہوتا ہے

گوہر۔ منشی گینڈی لال خلف رام دیال رسا ابن منشی تلوک چند شاگرد
رسا و ہوش مراد آبادی و سعادت بدایونی و منشی شیو پرشاد گشتہ آپ
خاندانی شاعر اور متعدد کتابوں کے مصنف ہیں قوم کائستھ متوطن فرخ آباد
مولد و مسکن بدایوں۔

رخ پر نور کو تشبیہ دینا مہر محشر سے　　مری الفت میں تو رخ کو آئینہ دکھاتا ہے

مہر۔ دیپ چند کھتری نبیرہ راجہ ٹوڈرمل فارسی کے نامی شاعر تھے
اردو میں کلام بہت کم ہے۔

قاصد تو اس فریب سے اس پاس جائیو　　صاحب یہ کسکا خط ہے ذرا پڑھ سنائیو

عشرت۔ لالہ نانک چند بی اے۔ ملازم انگریزی اسکول بلرام پور
ضلع گونڈہ عمر تخمیناً ۲۰ سال۔

آغاز ہے اس عشق کا انجام نہیں ہے　　زینے تو ہزاروں ہیں مگر بام نہیں ہے

تمام شد

تذکرہ تو ختم ہو گیا یہ محفل جسمیں ہندوستان کے مشاہیر اور ممتاز مہذب مہمان رونق افروز ہیں آپ کی دلچسپی کا باعث ہوگی مجھے اندازہ ہو لیا کہ موجودہ حالت میں اُردو کی خدمت جس خلوص سے اہل ہنود فرما رہے ہیں اسکا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ایک دن اُردو کے مالک اصلی یہی حضرات ہونگے صیغۂ تعلیم میں ان کی کتابیں کثرت سے موجود ہیں مذہبی کتابوں میں صرف رامائن کے پچیس ناظم اُردو موجود ہیں دہلی کے شعرا میں انکا شمار سب سے سوا پایا جاتا ہے نظم و نثر میں ان کی تعداد کثیر موجود ہے پھر جو خدمت کرتا ہے وہی مخدوم بنتا ہے۔ میں اس سلسلے کو ابھی موقوف نہیں کرتا حیات مستعار باقی ہے تو ۱۳۳۱ھ کے آخر اگر شعرا نے اپنے حالات بھیجنے میں فیاضی سے کام لیا اسکی دوسری جلد بھی آپ کی خدمت میں پیش ہوگی۔ ہر زبان کی عمر آدمی کی عمر کے برابر ہوتی ہے اسلئے کہا جاتا ہے کہ اس محفل کے مہمان جو آج جوان اور صحیح و سلامت موجود ہیں پچاس برس کے اندر تاریخ سے افسانہ بنجائیں گے یہ محفل برخاست ہو جائیگی اور زمانہ دوسری کروٹ بدلیگا زبان نیا رنگ اختیار کریگی تہذیب نیا رنگ لائے گی گلزار سخن سے گلچین ان پھولوں کو آنکھوں سے لگائینگے اور انکی خوشبو سے دل و دماغ کو معطر کرینگے اور انکا ذوق و شوق ہمارے دیدار کا مشتاق ہوگا مگر ہم کہاں۔

دُنیا کے جو مزے ہیں ہرگز وہ کم نہونگے
چرچے یہی رہیں گے افسوس ہم نہونگے

تصانیف مولانا خواجہ محمد عبدالرؤف صاحب عشرت لکھنوی

آب بقا۔ تذکرہ شعرای ماضی و حال اشعار نامت ہزار منتخب کلام معہ خمخانہ عشرت ۸/

قواعد میر بملک الشعرا میر تقی مرحوم کے سینہ بسینہ اردو زبان کے صرفی نحوی قاعدے ۶/

اصلاح زبان اردو متروک الفاظ و محاورات کی تحقیق عہد ناسخ تا امیر مینائی ۶/

شاعری کی کتاب ہر جلد و قیمت۔ فن عروض کی عام فہم قاعدے تقطیع کا اصول بغیر استاد شاعر کامل بن سکتا ہے مکمل سیٹ ۱۲/

لغات اردو۔ مکمل چار جلدوں میں ۴/

زبان دانی۔ اردو یعنی تحقیق مستند فصیح اور غیر فصیح الفاظ کی تحقیق ۶/

جان اردو۔ اردو ہندی کی حقیقت الفاظ کا فرق محاورات کی تحقیق ۶/

اصول اردو۔ صرف نحو کے چھوٹے چھوٹے قاعدے جملوں کی ترکیب۔ ۶/

گلدستۂ ظرافت۔ مذاق کی کنجی۔ ۶/

ہمجولی۔ شریف بی بیوں کی تعلیم کی ضروری کتاب بہ ترمیم و اضافہ جدید ۲/

ہمجولی۔ جلد دوم۔ خوشی اور آرام سے زندگی بسر کرنیکا قاعدہ فن و شوکی محبت شادی کے صرف بیجا کے نقصانات تعلیم نسوان کا فائدہ۔ خانہ داری کے اصول ۲/

مضمون نویسی۔ اردو عبارت لکھنے کا قاعدہ ۸/

ترجمان مارپس۔ اردو سے فارسی بنانیکا قاعدہ ۶/

ہندو شعرا۔ گذشتہ و موجودہ ہندو شاعروں کے حالات اور کلام کا عطر قیمت ایک روپیہ چار آنہ عہ

منیجر عشرت بکڈپو۔ احاطہ خانساماں لکھنؤ